بسم اللہ الرحمن الرحیم

انتخاب

عیون اخبار الرضاؑ

حضرت امام علی رضاؑ کے حالات وارشادات
پر بہترین، اولین مستند ترین، جامع کتاب

تحقیق
شیخ اکبر محدث اعظم حضرت شیخ صدوقؒ

انتخاب واختصار
مفسر قرآن: ڈاکٹر محمد حسن رضوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتخاب

عیون اخبار الرضاؑ

حضرت امام علی رضاؑ کے حالات وارشادات
پر بہترین، اولین، مستند ترین، جامع کتاب

تحقیق
شیخ اکبر محدث اعظم حضرت شیخ صدوقؒ

انتخاب واختصار
مفسر قرآن: ڈاکٹر محمد حسن رضوی

نام کتاب: عیون اخبار الرضاؑ

ترتیب وتالیف: ڈاکٹر سید محمد حسن رضوی

صفحات: 230

تعداد: 1000

قیمت: 100 روپے

ناشر: اکیڈمی آف قرآنک اسٹڈیز اینڈ اسلامک ریسرچ

کمپوزنگ: اے کیو ایس گرافکس 0334-3665915

مطبوعہ: النجف پرنٹرز و پبلشرز

ملنے کا پتہ

النجف پرنٹرز و پبلشرز (فائیو اسٹار مارکیٹنگ)

ایف 56 خیابان میر تقی میر رضویہ سوسائٹی، ناظم آباد، کراچی

فون: 021-6701290 موبائل: 0300-2459632

PC 1, Date 06-07-2009 Job No. 8659 Al-Najaf

مفسر قرآن

ڈاکٹر محمد حسن رضوی

مصنف: خلاصۃ التفاسیر (۳۰ جلد)

اکیڈمی آف قرانک اسٹڈیز اینڈ اسلامک ریسرچ

اب تک کئی کتابیں چھاپ چکی ہے۔ جن کی فہرست منسلک ہے۔

کچھ کتابیں تو بار بار چھپی ہیں اکثر کتابیں مفت ورنہ صرف اخراجات کی حد تک قیمت وصول کی جاتی ہے۔

۱) آیت اللہ سید علی سیستانی صاحب نے سہم امام کا اجازہ عطا فرمایا ہے۔ اس لیے سہم امام سے اعانت کی جا سکتی ہے۔ رسید آیت اللہ کے دفتر سے منگا کر دی جائے گی۔

۲) آپ کے مرحومین کے لیے ایک پہلا صفحہ مختص کیا گیا ہے جس پر ان کا نام چھاپا جائے گا تا کہ اس کا ثواب مرحوم کو ملے اور ان کا نام بھی زندہ رہے

۳) زندہ افراد و پیش کش کے طور پر اپنا نام دے سکتے ہیں۔

۴) خدمت دین اور جہاد کی نیت سے بھی اعانت کی جا سکتی ہے۔

۵) ہم ان کتابوں سے دین اسلام اور محمد وآل محمد کا پیغام اور تعلیمات عام کر رہے ہیں تعاون فرمائیں۔

اجرکم علی اللہ۔ والسلام مع الاکرام

دعا گو

حسن رضوی

25-3-09

خطیب امام جماعت محفل شاہ خراسان کراچی

President · Academy of Quranic studies & Islamic Research

فہرست مضامین

کتاب اور مؤلف کا تعارف

ڈاکٹر محمد حسن رضوی

کتاب عیون اخبار الرضاؑ میں عظیم محدث شیخ صدوقؒ نے ان روایات کو جمع کر دیا ہے جو حضرت امام رضاؑ نے بیان فرمائی ہیں اسلئے یہ کتاب امام رضاؑ کی مروی احادیث کا مستند مجموعہ ہے۔

اس کتاب کے مؤلف شیخ صدوقؒ جن کی کنیت ابو جعفر تھی ، ایران کے مشہور شہر "رے" میں پیدا ہوئے۔ ۳۵۵ھ میں بغداد تشریف لائے اور درس حدیث قائم کیا۔ آپ احادیث معصومینؑ کے حافظ بھی تھے اور ان کی صحت کو خوب اچھی طرح جانتے تھے۔

آپ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ حضرت امام مہدیؑ کی دعا کے نتیجے میں پیدا ہوئے کیونکہ آپ کے والد ماجد نے امام مہدیؑ کے نائب خاص حسین بن روح سے درخواست کی تھی کہ امام زمانہ تک میری یہ درخواست پہنچا دیں کہ وہ میرے لئے دعا کریں کہ خدا مجھے ایسا فرزند عطا فرمائے جو علم دین کی عظیم خدمت کر سکے۔

ابن ندیم نے لکھا کہ شیخ صدوقؒ نے تین سو کتابیں لکھیں اور اکابر علماء کرام نے ان کی کتابوں کی توثیق اور تعریف فرمائی اور ان کو رئیس المحدثین اور صدوق (یعنی بہت سچے) کے القاب سے نوازا۔

حضرت امام مہدیؑ نے اپنی توقیع (تحریر) میں آپ کو فقیہ (یعنی علم دین کی گہری سمجھ رکھنے والے) لکھا سید ابن طاؤسؒ جیسے عظیم محدث نے لکھا کہ "میں نے اپنے اصحاب میں کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا کہ اس نے صدوقؒ کی روایات میں توقف کیا ہو" (لینے سے انکار کیا ہو)

(فلاح السائل)

علامہ مجلسی نے لکھا کہ مذہب امامیہ کے تمام محدثین نے شیخ صدوقؒ کی توثیق کی ہے اور امام زمانہ نے آپ کو فقیہ لکھا ہیں۔ (کتاب النجوم)

شیخ صدوقؒ کی حاضر جوابی سلطان کے سامنے

سلطان رکن الدولہ کو شیخ صدوقؒ سے ملاقات کا شوق ہوا۔ جب شیخ تشریف لائے تو بادشاہ نے تعظیم کے ساتھ اپنے ساتھ کرسی پر بٹھایا۔ پھر شیخ صدوقؒ سے پوچھا کہ کیا حضرت علیؑ کی امامت کو ماننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ دوسرے خلفاء (بنی امیہ بنی عباس وغیرہ) کی امامت کا انکار کیا جائے؟ (امامت کے جھوٹے دعویداروں کا انکار کیا جائے) شیخ صدوقؒ نے فرمایا کہ محترم بادشاہ! خدا نے اپنی توحید کا کلمہ لاالہ سے شروع کیا ہے۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کا اقرار بھی خدا اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک مسلمہ کذاب جیسے جھوٹے دعویداروں کا انکار نہ کیا جائے۔ اسی طرح خدا علیؑ کی امامت کے اقرار کو اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک ان کے حریفوں کی امامت کا انکار نہ کیا جائے۔

سلطان نے دلیل مانگی تو فرمایا کہ خداوند عالم نے سورہ برات اتاری تو جناب رسول خداؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو ان آیات کے پہچانے کے لئے مکہ بھیجا۔ ابھی وہ روانہ ہی ہوئے تھے کہ جبرئیلؑ آئے اور خدا کا یہ پیغام لائے: یودی عنک الا انت ورجل منک" اس حکم کو یا تو آپ خود پہنچائیں یا جو آپ سے ہو" اس حکم پر جناب رسول خدا علیؑ کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ سورہ برات کی آیات ان سے لے کر تم پہنچاؤ۔ اس کے بعد شیخ صدوق نے فرمایا کہ محترم بادشاہ! جو شخص چند آیات کی تبلیغ کا مجاز نہ ہو، اور جسے رسولؐ نے کار تبلیغ سے معزول فرما دیا، ایسا شخص پورے قران کا مبلغ، وارث، معلم اور نافذ کرنے والا کیسے ہو سکتا ہے؟ سلطان نے اس دلیل کو قبول کیا۔ (مجالس المومنین قاضی نور اللہ شوستریؒ)

علماء نے شیخ صدوقؒ کے سامنے یہ حدیث پڑھی کہ رسول خداؐ نے فرمایا" میری امت

گمراہی پر جمع نہ ہوگی'' شیخ صدوق نے فرمایا کہ امت کے معنی جماعت کے ہوتے ہے۔ دو آدمیوں پر بھی امت کا لفظ بولا جا سکتا ہے۔ قران میں صرف ابراہیم کے لئے فرمایا امۃ قانتاً للہ حنیفاً ''بیشک ابراہیم ایک امت کی طرح اطاعت گزار تھے'' (النحل ۱۲۰۔۱۲۱)

علماء نے کہا مگر امت سے اکثر لوگ مراد لینا زیادہ مناسب ہے۔ شیخ صدوقؒ نے فرمایا کہ

قرآن تو اکثریت کی مذمت کر رہا ہے۔ مثلاً

(۱) یقیناً ہم تمہارے پاس حق لائے لیکن تمہاری اکثریت حق کو پسند نہیں کرتی۔ (زخرف:۷۸)

(۲) بلکہ اکثریت ایمان نہیں لاتی۔ (البقرہ ۱۰۰)

(۳) انکی اکثریت عقل نہیں رکھتی۔ (المائدہ ۱۰۳)

(۴) لیکن اکثریت جاہل ہے۔ (انعام ۱۱۱)

(۵) آپ انکی اکثریت کو شکر ادا کرنے والا نہیں پائیں گے۔ (اعراف ۱۷)

(۶) انکی اکثریت ظن گمان اور تخمین کی پیروی کرتی ہے۔ (یونس ۳۶)

(۷) انکی اکثریت نے منہ موڑ لیا ہے اسلئے وہ کا پیغام نہیں سنیں گے۔ (فصلت ۴)

اسکے برعکس خدا نے اقلیت کی تعریف فرمائی ہے

(۱) سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور وہ بہت کم ہیں۔ (ص:۲۴)

(۲) اور میرے بندوں میں شکر ادا کرنے والے کم ہوتے ہیں۔ (سبا:۱۳)

(۳) اور ھودؑ پر بہت کم لوگ ایمان لائے۔ (ھود:۴۰)

(۴) حضرت موسیٰ کی قوم میں اچھے بہت کم لوگ تھے۔ خدا نے فرمایا'' اور موسیٰ کی

قوم میں صرف ایک جماعت ہے جو حق کے ساتھ ہدایت کرتی ہے اور حق کے فیصلے کرتی ہے"۔

(العراف:۱۵۹)

آخر کار بادشاہ نے گھبرا کے پوچھا کہ کیا پوری امت بھی بھٹک سکتی ہے؟ شیخ صدوقؒ نے فرمایا کہ اسکی خبر تو قرآن پہلے ہی دے چکا ہے۔ "اور محمدؐ تو صرف ایک رسول ہے، جن سے پہلے بہت رسول گزر چکے ہیں۔" اب اگر وہ مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے، اب جو بھی ایسا کرے گا تو وہ خدا کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور خدا عنقریب اپنے شکر گزاروں کو بہترین جزا دے گا"۔ (آل عمران:۱۴۴)

دوسرے یہ کہ خداوند عالم نے خود جناب محمد مصطفیؐ کو حضرت موسیٰؑ سے تشبیہ دی ہے۔ فرمایا "بے شک ہم نے تم لوگوں کی طرف تمہارا (نگراں) بنا کر ایک رسول بھیجا، جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا" (المزمل:۱۵)

خدا نے محمد مصطفیؐ کو شبیہ موسیٰؑ قرار دیا اور محمد مصطفیؐ نے حضرت علیؑ کو شبیہ ہارون قرار دیا۔ فرمایا "اے علیؑ! کیا تم اس بات پر راضی ، ہو کہ تمہیں میرے پاس وہی مقام حاصل ہو جو ہارون کو موسیٰؑ کے پاس تھا سوا اس کے میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ (بخاری شریف باب فضائل علی ابن ابی طالب)

پھر خود خدا نے فرمایا کہ جب موسیٰؑ تورات لینے گئے تو ہارون کو خود اپنا خلیفہ بنایا (معلوم ہوا نبی کا خلیفہ امت نہیں، خود نبی بناتا ہے) اور حضرت موسیٰؑ کے جانے کے بعد موسیٰؑ کی امت کی بہت بڑی اکثریت موسیٰؑ کی مرتد ہو گئی اور بچھڑے کو پوجنے لگی۔ اگر موسیٰؑ کی امت کی اکثریت موسیٰؑ کی زندگی میں بھٹک سکتی ہے تو نبی آخری امت نبی کے بعد کیوں نہیں بھٹک سکتی؟ جبکہ خدا نے ہمارے نبی کو مثل موسیٰؑ بھی قرار دے دیا ہے۔ شیخ کا یہ استدلال سن کر سارا دربار حیران ہو گیا۔ پھر شیخ نے فرمایا کہ علماء اہلسنت کا اجماع ہے کہ رسول خداؐ نے اپنا خلیفہ کسی کو مقرر نہیں

فرمایا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ رسول خداؐ کی سنت یہ ہے کہ خلیفہ نہ بنایا جائے۔ اب جس نے بھی کسی کو بھی خلیفہ بنایا اس نے سنت کے خلاف کیا، بدعت کیا۔

دوسرے یہ بتایئے کہ رسولؐ نے خلیفہ نہ بنا کر صحیح کام کیا کہ غلط کام کیا؟ اور امت نے خلیفہ بنا کر صحیح کام کیا یا غلط کیا؟ نبی آخر کا کام غلط نہیں قرار دیا جا سکتا، اسلئے ماننا پڑے گا کہ امت نے غلط کیا۔

ایک بھکاری بھی مرنے سے پہلے کسی کو اپنی جھونپڑی کا جانشین بناتا ہے، جبکہ رسول خداؐ کے پاس دین اور دنیا کے تمام احکامات خدا کی امانت تھی۔ اگر آپ کسی کو اپنا نائب نہ بناتے تو امت میں اختلافات ہوتا اور اسکے ذمہ دار رسولؐ ہوتے۔ عجیب بات ہے کہ حضرت ابو بکرؓ تو اسلام کی محبت میں اپنا خلیفہ بنائیں۔ حضرت ابو عمرؓ شوریٰ بنا کر جائیں۔ کیا جناب رسولؐ خدا کو اسلام سے اور اپنی امت سے اتنی محبت بھی نہ تھی جتنی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو تھی؟ کیا حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ تو اپنا خلیفہ بنا سکتے ہیں، مگر خاتم النبیین نہیں بنا سکتے؟ کیا حضرت محمدؐ کو اپنی امت اور اسلام سے سے اتنی محبت بھی نہ تھی جتنی حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو تھی؟ جس وقت حضرت عمرؓ کا انتقال ہو رہا تھا اس وقت عائشہؓ نے کہلوایا کہ اپنے بعد اپنا خلیفہ ضرور مقرر فرما دیں کہیں آپ کے بعد امت میں خوں ریزی نہ شروع ہو جائے۔ عجیب بات ہے کہ حضرت عائشہؓ کو اسلام اور امت سے اتنی محبت تھی، مگر رسول کو اپنے بعد امت کی اختلاف کی قطعاً کوئی پرواہ نہ تھی؟

سلطان نے پوچھا کہ امام زمانہ کا ظہور کب ہوگا؟ فرمایا کہ جس طرح قیامت کے آنے کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں، جبکہ قیامت ضرور آئے گی، اسی طرح امام زمانہؑ کے ظہور کا وقت صرف خدا کو معلوم ہے۔

سلطان نے پوچھا کہ امام مہدیؑ کی اتنی لمبی عمر کیسے ہو سکتی ہے؟ فرمایا کہ خداوند عالم نے

حضرت نوحؑ کیلئے قرآن میں فرمایا ہے کہ" وہ اپنی قوم میں ۹۵۰ سال تک رہے"(عنکبوت ۱۴)

اور جناب رسول خداؐ فرما چکے ہیں کہ جو کچھ پچھلی امتوں میں ہوا ہے وہ سب کچھ میری امت میں ہوگا۔ (الحدیث)

بادشاہ نے پوچھا کہ غائب امام کا کیا فائدہ؟ شیخ صدوقؒ نے فرمایا کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ" اگر امام نہ ہو تو زمین و آسمان قائم نہ رہیں گے اور آسمان سے بارش کا قطرہ بھی نہ برسے گا اور زمین کی برکتیں غائب ہو جائیں گی" (الحدیث)

خدا نے فرمایا" جب تک آپؐ ان کے درمیان موجود ہیں، اس وقت تک اللہ ان پر عذاب نہ کرے گا"۔ (انفال ۳۳)

آج بھی امت پر عذاب نہیں آیا ہے جبکہ ہر قسم گناہ ہو رہے ہیں، ماننا پڑیگا کہ کوئی غائب مثلِ رسول ضرور موجود ہے، جس کے وجود کی برکت سے پوری امت عذاب الٰہی سے محفوظ ہے۔

اسی لئے جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ" ستارے آسمان والوں کیلئے امان کا سبب ہیں اور میرے اہلبیتؑ زمین کے لیے باعث امان ہیں۔ جب زمین سے میرے اہلبیت چلے جائیں گے تو اہل زمین پر وہ عذاب آئیں گے جس سے وہ کراہت کریں گے"۔ (الحدیث)

جناب رسول خداؐ نے فرمایا" اگر زمین ایک ساعت کیلئے بھی خدا کی حجت سے خالی ہو جائے گی تو اپنے تمام اہلِ زمین کو لے کر تباہ ہو جائے گی"۔ (الحدیث)

یہ استدلال سن کر سلطان نے اعلان کر دیا کہ مذہب امامیہ حق ہے۔

کتاب عیون اخبار الرضاؑ کی ابتداء

اہلبیت رسول کی مدح کا اجر

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ "جو ہمارے حق میں ایک بیت (شعر) کہے گا، خدا اس کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کرے گا، اور اس کی مدد روح القدس سے کی جائے گی"۔ امام رضاؑ نے فرمایا "جو مومن ہماری تعریف میں شعر کہے گا تو اللہ اس کے لئے جنت میں ایک شہر تعمیر کرے گا جو پوری دنیا سے سات گنا وسیع ہوگا اور اس شہر میں ہر نبی، رسول اور مقرب فرشتہ اس سے ملاقات کرے گا"۔

لفظ رضا کی وجہ تسمیہ

حضرت امام محمد تقیؑ سے پوچھا گیا کہ امام رضاؑ کا لقب "رضا" مامون نے رکھا تھا؟ فرمایا ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم یہ جھوٹ ہے۔ میرے والد کو رضاء کا لقب خداوند عالم نے عطا فرمایا، کیونکہ میرے والد تمام اہل زمین، آسمان کے رہنے والوں کے لئے خدا کی رضامندی حاصل کرنے کا ذریعہ تھے۔ (یعنی ان کی معرفت، محبت اور اطاعت خدا کی رضامندی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے)

حضرت امام تقیؑ سے پوچھا گیا کہ آپ کے دادا پردادا بھی تو اس معنی میں خدا کی رضامندی کے حصول کا ذریعہ تھے؟ امام تقیؑ نے فرمایا کہ فرق یہ ہے کہ میرے والد امام رضاء کی امامت پر ہمارے دوست اور دشمن کے سب کے رضامند تھے۔ اسلئے خدا نے ان کو رضا کا لقب عطا فرمایا۔ لیکن میرے دادا پردادا کی امامت پر صرف ہمارے دوست راضی تھے، لیکن ہمارے

مخالف ان کی امامت پر بھی راضی نہیں ہوئے۔ اس لئے امام موسیٰ کاظمؑ اپنے فرزند امام علی ابن موسیٰ کو "الرضا" کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

امام علی ابن موسیٰ الرضاؑ کی والدہ

ہشام ابن احمد کا بیان ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ نے مجھے حکم دیا کہ ایک کنیز خرید کر لاؤ اور بردہ فروش کا نام بتایا۔ ہم امامؑ کے ساتھ گئے اور ساتھ لائے۔ امامؑ نے ہر کنیز کو دیکھا۔ جب ۹ کنیز وں کو دیکھ چکے تو بردہ فروش سے پوچھا کوئی اور کنیز بھی ہے؟ اس نے انکار کیا تو فرمایا تم غلط کہتے ہو۔ دوسرے دن پھر ہم کو اسکے پاس بھیجا اور بڑی رقم دی۔ بردہ فروش نے اتنی ہی رقم طلب کی اور کنیز مجھے دے دی میں کہا اور اس کنیز کے بارے میں عجیب بات تجھے بتاتا ہوں۔ راستہ میں ایک اہل کتاب عورت جو عالمہ تھی مجھ سے کہنے لگی، یہ لڑکی تو نے کس کے لئے خریدی ہے؟ میں نے کہا اپنی بیوی بنانے کیلئے۔ اس عالم عورت نے کہا، یہ ناممکن ہے۔ یہ لڑکی اس شخص کی بیوی بنے گی جو زمین میں تمام لوگوں سے بہتر ہو اور اس بچے کی ماں بنے گی جس کے سامنے مشرق اور مغرب کے لوگ سر اطاعت جھکائیں گے۔ اس بطن سے امام رضا پیدا ہوئے۔

حضرت امام رضاؑ کی ولی عہدی

جب مامون رشید نے امام رضاؑ کو اپنا ولی عہد بنایا اور امامؑ کو مجبور کیا کہ ولی عہدی قبول فرمائیں تو امام نے انکار فرمایا، جب مامون رشید قتل کرنے پر اتر آیا تو مجبوراً آپ نے اسکی ولی عہدی کو قبول فرمایا اور یہ دعا مانگی خدایا کیونکہ تو نے مجھے اپنے ہاتھوں خود ہلاک کرنے سے منع فرمایا ہے اور مامون مجھے ولی عہدی کا عہدہ قبول کرنے پر مجبور کر رہا ہے، اور قبول نہ کرنے پر قتل کرنے کی دھمکیاں دے رہا ہے (اسلئے میں مجبوراً قبول کر رہا ہوں) خدایا عہد (حکومت) تو بس تیرا عہدہ ہے اور مجھ پر صرف تیری حکومت ہے۔ مجھے اپنے دین کو قائم

کرنے اور اپنے نبی کی سنت کو زندہ کرنے کی توفیقات عطا فرما (کیونکہ) تو ہی میرا سرپرست اعلیٰ اور مددگار ہے۔

پھر آپ نے انتہائی رنجیدہ آنسوؤں سے بھری آنکھوں سے ولی عہدی کا عہدہ قبول فرمایا اور ساتھ ساتھ یہ شرط بھی لکھی کہ میں نہ تو کسی کو کسی عہدہ پر مقرر کروں گا اور نہ کسی کو معزول کروں گا اور نہ ہی میں خلیفہ کے مشیر کے فرائض ادا کروں گا۔

مامون نے تمام عام اور خاص سے آپ کی ولی عہدی کی بیعت لی، مگر جب آپ کے علم وفضل، حسن کردار کی شہرت ہوئی تو حسد پر اتر آیا اور آپ کو زہر دے کر شہید کیا (نوٹ:۔ مامون کا اصل مقصد ایران کی عوام کو راضی کرنا تھا۔ عوام امام رضاؑ کی حکومت چاہتے تھے۔ اسلئے لوگوں کو بے وقوف بنانے کیلئے امامؑ کو ولی عہد مقرر کیا۔ جب لوگ راضی ہو گئے اور فتنہ دفع ہو گیا تو اس کو امام سے حسد ہونے لگا۔ اس کا کام تو نکل ہی چکا تھا، اسلئے زہر دے کر امام کو شہید کر دیا) (حسن رضوی)

یزید بن سلیط کہتا ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا کہ جب میں بغداد جانے کیلئے گھر سے نکلا تو میں نے اپنی تمام اولادوں کے سامنے وصیت کی اور اپنے بیٹے علی رضا کو بھی وصیت کی۔ اسی رات میں نے جناب رسول خداؐ اور حضرت علیؑ کو خواب میں دیکھا۔ جناب رسول خداؐ کے پاس ایک انگوٹھی، ایک تلوار اور عصا اور ایک کتاب اور دستار تھی۔ میں نے رسول خداؐ سے پوچھا تو فرمایا کہ دستار سے مراد خدا کی عطا کی ہوئی حکومت ہے۔ تلوار سے مراد عزت ہے جو خدا دیتا ہے، کتاب سے مراد اللہ کا نور ہے اور عصا سے مراد خدا کی عطا کردہ قوت ہے اور انگوٹھی ان تمام چیزوں کی جامع ہے۔ پھر فرمایا "امامت کا عہدہ تمہارے بعد تمہارے بیٹے علی (رضا) کے پاس ہوگا"۔ (اور یہ تمام چیزیں خدا اس کو عطا فرمائے گا)

پھر راوی کہتا ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے مجھ سے فرمایا کے یہ ساری باتیں تیرے

پاس امانت ہیں۔ یہ بات سوا کسی صادق کے یا اس عاقل کے جس کے قلب کا امتحان خدا لے چکا ہو، اور کسی کو نہ بتانا اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری نہ کرنا (یعنی اس علم کو نا اہل کو بتا کر خدا کی ناشکری کرنا نہ ہے) البتہ اگر کبھی تم سے اس بات کی گواہی طلب کی جائے تو ضرور دینا کیونکہ خدا کا حکم ہے" بے شک خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچاؤ"۔

(سورہ نساء:۵۸)

نیز خدا نے فرمایا" اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اس شہادت کو چھپائے جو اس کے پاس موجود ہو اللہ کی طرف سے" (البقرہ:۱۴۰)

امامت کی صفات

پھر حضرت امام کاظمؑ نے فرمایا کہ اس کے بعد جناب رسول خداؐ نے فرمایا" میرا یہ بیٹا علی (رضاؑ) اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ خدا کے سمجھانے سے سمجھتا ہے۔ خدا کی حکمت سے بولتا ہے ۔ ہمیشہ سیدھے راستے پر چلتا ہے۔ کبھی نہیں بھٹکتا۔ علم وحکمت سے پُر ہے۔ تم اپنے بیٹے کے ساتھ بہت کم رہ سکو گے کیونکہ یہ چیز مقدر ہو چکی ہے۔ اسلئے جب اپنے سفر سے لوٹو تو اپنے معاملات کو ٹھیک کر لو اور خوب سمجھ کر اپنی مرضی سے اپنے بیٹے سے خود کو الگ کر لو کیونکہ تم اس سے الگ ہونے والے ہو۔ اپنی تمام اولادوں کو جمع کرو اور ان کو اس کی امامت پر اللہ کو گواہ بناؤ حالانکہ اللہ گواہی کیلئے اکیلا ہی بہت کافی ہے"۔

عباس نجاس الاسلامی نے حضرت امام رضاؑ سے پوچھا کے کیا آپ اس امر (امامت) کے مالک ہیں؟ فرمایا" ہاں ۔خدا کی قسم میں تمام جنوں اور انسانوں پر صاحب الامر (حاکم)ہوں"۔ حضرت امام موسیٰؑ کاظم نے فرمایا" علی (رضا) میرا بڑا بیٹا ہے۔ میری اولاد میں سب سے زیادہ فرماں بردار ہے۔ میرے ساتھ کتاب جفر و جامع کا مطالعہ کرتا ہے اور جفر اور جامعہ کا

مطالعہ نبی کر سکتا ہے یا نبی کا وصی"۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا "جس نے میرے فرزند کے حق میں ظلم کیا اور میرے بعد جس نے انکی امامت کا انکار کیا اس نے اس نے گویا حضرت علیؑ کی امامت کا انکار کیا"۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کا وصیت نامہ

میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ اللہ کے بندے اور خدا کے رسولؐ ہیں۔ قیامت ضرور قائم ہوگی، اس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ اللہ تمام اہل قبور کو اٹھائے گا۔ اسلئے موت کے بعد اٹھنا حق ہے۔ حساب کتاب حق ہے۔ اللہ کے سامنے پیش ہونا حق ہے۔ اور جو کچھ حضورؐ لائے ہیں وہ سب حق ہے۔ حق ہے۔ حق ہے۔ جو کچھ روح الامین لائے ہیں وہ بھی حق ہے۔ اسی عقیدہ پر میں زندہ ہوں اور اسی عقیدہ پر مروں گا اور اگر خدا نے چاہا تو روز قیامت اسی عقیدے پر اٹھایا جاؤں گا، میں اس وصیت نامہ کے ذریعے اپنے بیٹے علی (رضاؑ) کو اس کے بعد اپنی دوسروں اولادوں کیلئے وصیت کرتا ہوں، بشرطیکہ علی رضاؑ ان میں یہ صلاحیت محسوس کریں اور ان کو میری اس وصیت میں شریک کرنا چاہیں تو درست ہے، ورنہ اگر وہ ان سے نفرت کریں اور انکو اس وصیت سے الگ کرنا چاہیں تو ان کو اسکا پورا پورا اختیار ہوگا۔ میں علی رضاؑ کو اپنے صدقات واموال اور اور اپنے چھوٹے بچوں کا وصی مقرر کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ ان کو ابراہیم، عباس، اسماعیل، احمد اور احمد کی والدہ کے بارے میں بھی وصیت کرتا ہوں۔ اور میرے بعد میری ازواج کی باگ ڈور بھی علی رضاؑ کے پاس ہوگی۔ ان کے علاوہ کسی اور کو اس میں مداخلت کی اجازت نہ ہوگی۔ وہ ان صدقات کو اگر پسند کریں تو میرے افراد خانہ کو دیں اور اگر پسند نہ کریں تو انہیں اس کا اختیار حاصل ہے۔ اگر وہ ان کو بیچنا چاہیں یا میری وصیت سے ہٹ کر صدقہ کرنا چاہیں تو بھی انکو اس کا پورا

اختیار حاصل ہے، میرے بیٹوں میں سے اگر کوئی بیٹا اپنی بہن کی شادی کرنا چاہے تو وہ علی رضا سے اجازت لے کر اور ان کے حکم کے مطابق کرے۔

آسمانی لوح (رسول خداؐ کے بارہ جانشین کی معرفت)

صحابی رسولؐ حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری نے امام محمد باقرؑ کے سامنے اس لوح کی نقل کی پیش کی جو انہوں نے حضرت فاطمہؑ سے لے کر نقل فرمائی تھی۔ اس کی عبارت یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر خداوند غالب وحکیم کی طرف سے اس کے نور، اسکے سفیر، اس کے حجاب (وزیر)، اسکے بنائے ہوئے رہنما محمد مصطفیٰؐ کی طرف ہے جن کے پاس رب العالمین کی طرف سے روح الامین نازل ہوا۔

محمدؐ! میرے اسماء کی تعظیم کرو۔ میری نعمتوں کا انکار نہ کرو۔ یقیناً میں اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں جباروں کی گردن توڑنے والا ہوں، ظالموں کو ذلیل کرنے والا، فیصلے کرنے والا ہوں۔ جس نے میرے سوا کسی اور سے امیدیں باندھیں اور جو میرے عذاب کے علاوہ کسی اور سے ڈرا، اسے میں ایسا عذاب دوں گا جو عالمین میں سے کسی کو نہیں دوں گا۔ اسلئے صرف میری عبادت کرو، مجھ ہی پر بھروسہ کرو۔ میں نے جس نبی کو بھیجا ہے اس کے دن پورے ہو چکے، اسلئے میں نے اسکے لئے وصی مقرر کیا۔ میں نے (اے محمدؐ) تجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے اور تیرے وصی کو تمام اوصیاء پر فضیلت دی۔ اس (علی ابن ابی طالب) کے بعد میں تیرے دو شیر بچوں کے ذریعے تجھے عزت عطا کی اور تیرے نواسوں حسن وحسین کو میں نے تیرے لئے باعث فخر بنایا۔ میں نے حسنؑ کو ان کے والد کے بعد اپنے علم کا معدن (خزانہ) بنایا اور میں نے حسینؑ کو اپنی وحی کے خزانہ کا مالک بنایا اور شہادت کے ذریعہ اس کو عزت بخشی۔ اور میں نے اس کا انجام سعادت پر کیا۔ وہ تمام شہداء سے افضل ہیں اور میرے پاس تمام شہداء سے انکا درجہ بلند تر ہے۔ میں نے اپنا کلمہ (امامت) کو ان کے ساتھ رکھا اور انہیں کی اولاد (کی محبت واطاعت) کے ذریعہ ثواب وعذاب دوں گا۔

ان کی اولاد میں پہلا علی سید العابدینؑ ہوگا جو میرے تمام اولیاء کیلئے باعث فخر وزینت

ہوگا۔ پھر محمد (باقرؑ) میرے علم کا شگافتہ کرنے والا اور میری حکومت کا معدن (سرچشمہ) ہوگا اور (اسکے بیٹے) جعفرؑ سے متعلق شک کرنے والے ہلاک ہوں گے۔ اسکی بات کو رد کرنے والا میری بات کو رد کرنے والا ہوگا۔ میرے طرف سے بات طے ہوچکی ہے کہ میں جعفرؑ کو مقام عزت عطا کروں گا اور اسکی پیروی کرنے والوں اور اسکے مددگاروں اور دوستوں کے ذریعہ میں اسکو خوش کروں گا۔

ان کے بعد میں نے موسیٰ (کاظمؑ) کو چنا۔ ان کے بعد میں نے اندھیرے مقدر کردئے ہیں۔ مگر میرے فرض کا دھاگہ ٹوٹ نہیں سکتا اور میری حجت ختم نہیں ہوسکتی۔ اسلئے جس نے بھی ان میں سے کسی کا انکار کیا تو اس نے میری (عظیم) نعمت کا انکار کیا (وہ ایسا ہی ہے کہ) جس نے نے میری کتاب کی کسی آیت کو تبدیل کیا۔ گویا اس نے مجھ پر جھوٹ باندھا۔ اور آٹھویں (امام) کی تکذیب کرنے والا میرے تمام اولیاء کا منکر ہے۔ کیونکہ علی (رضاؑ) میرا مددگار ہے ۔میں اس پر نبوت (کے علم) کا بوجھ رکھوں گا اور اس کو قوت عطا کروں گا۔ ایک متکبر دیو (مامون) اسکو قتل کرے گا۔ اور وہ میرے ایک نیک بندے (ذوالقرنین) کے بنائے ہوئے شہر (مشہد) میں میری بدترین مخلوق (ہارون رشید) کے پہلو میں دفن کیا جائے گا۔ میری طرف سے یہ بات بھی طے ہوچکی ہے کہ میں اس کی آنکھوں کو اسکے فرزند اور جانشین محمد (تقیؑ) کے ذریعہ ٹھنڈا کروں گا ۔ وہ میرے علم کا وارث، میری حکومت کا سرچشمہ، میری رازوں کا مقام، میری مخلوق پر میری حجت (دلیل) ہوگا ۔ جو مومن اسکی امامت پر ایمان لائے گا ،میں جنت کو اسکا ٹھکانہ بناؤں گا اور اسکو اسکے خاندان کے ۷۰ آدمیوں کی شفاعت کا حق عطا کروں گا، ایسے آدمی جو دوزخ کے حق دار بن چکے ہونگے ۔ (انکو بھی اس کی شفاعت سے بخش دوں گا) پھر میں اس کو علی (نقیؑ جیسا فرزند) عطا کرکے اسکی سعادت پر مہر لگادوں گا ۔ (اسکا بیٹا) علی (نقیؑ) میرا ولی، میرا مددگار، پر میرا گواہ اور میرے (علم کا) امین ہوگا ۔ پھر میں نے

اپنے راستے کا داعی اور اپنے علم کا خزانہ دار حسن (عسکریؑ) کو مقرر کیا ہے۔ اسکی (امامت کی) تکمیل اسکے بیٹے (امام مھدیؑ) کے ذریعہ کروں گا۔ وہ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہوگا۔ اس میں موسیٰؑ کا کمال عیسیٰؑ کی خوبیاں اور ایوبؑ کا صبر ہوگا۔ اسکے زمانۂ امامت (غیبت) میں میرے دوست ذلیل کیے جائیں گے۔ ان کے دشمن انکے سر کاٹ کاٹ کر ایک دوسرے کو تحفوں میں بھیجا کریں گے۔ وہ قتل بھی کیے جائیں گے، اور جلائے بھی جائیں گے۔ وہ ڈرے سہمے رہیں گے۔ زمین ان کے خون سے رنگین کی جائے گی ان کی عورتوں کے رونے اور مرثیے کی آوازیں بلند ہوں گی۔ وہی لوگ میرے سچے صحیح دوست ہوں گے۔ انہیں کی ذریعہ میں ہر تاریکی (گمراہی) کو دور کروں گا۔ انہیں کے ذریعہ زلزلوں کو روکوں گا۔ ان کی بدولت انسانوں پر پڑی زنجیروں (غلامی) کے بوجھ دور کروں گا۔ ان پر ان کے رب کا درود بھی ہے، رحمت بھی ہے، اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔

عبدالرحمٰن بن سالم کہتے ہیں اگر پوری زندگی تمہیں سننے کیلئے صرف یہی حدیث ملے تو بھی تمہارے لئے بہت کافی ہے۔ اس حدیث کو نا اہل سے محفوظ رکھنا۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ جابر ابن عبداللہ انصاریؓ فرماتے ہیں کہ میں حضرت فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کے سامنے ایک لوح رکھی تھی جسمیں اوصیاء رسولؐ نام لکھے تھے۔ میں نے گنا تو بارہ تھے۔ ان مین آخری قائم (مھدیؑ) تھے اور ان میں تین محمدؐ تھے اور چار علیؑ تھے۔ رسولؐ کے بعد یہی ان کے بارہ جانشین ہوں گے۔

ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ الاوصیا امتی اثنا عشر کعدۃ نقباء بنی اسرائیل "میرے بعد بنی اسرئیل کے نقباء (سرداروں) کی تعداد کی طرح میرے بارہ جانشین ہوں گے"۔

جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ "یہ امر دین اس وقت ختم نہ

ہوگا جب تک بارہ خلفاء اس کے مالک نہ ہوں۔ وہ سب کہ سب قریش سے ہوں گے۔"

جناب رسول خداؐ نے فرمایا یہ امت اس وقت تک ہلاک نہ ہوگی جب تک اس میں بارہ خلفاء نہ ہوں۔ وہ سب ہدایت اور دین حق پر عمل کرنے والے ہوں گے۔

امامت کا حق دار کون ہے؟ (شانِ امام)

ابوحمزہ ثمالی نے امام محمد باقرؑ سے روایت فرمائی ہے کہ بے شک خدا نے محمد مصطفیٰؐ کو تمام انسانوں اور جنوں کی طرف بھیجا۔ پھر اللہ نے ان کی ۱۲ بارہ وصی مقرر کیے۔ حضرت محمدؐ کے تمام اوصیاء حضرت مسیح (عیسیٰؑ) کی اوصیاء کی مانند ہیں۔ حضرت علیؑ بھی شبیہ عیسیٰؑ ہیں

حضرت امام باقرؑ نے فرمایا کہ ہم ۱۲ بارہ محدث ہیں۔

(نوٹ:۔ محدث وہ ہوتا ہے جو نبی نہ ہو مگر فرشتے اس سے باتیں کرتے ہوں)

حضرت علیؑ سے پوچھا گیا کہ رسول خداؐ کی اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟

کہ انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی "میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اللہ کی کتاب اور اپنی عترت"۔ حضرت علیؑ سے پوچھا گیا کہ عترت سے مراد کون ہیں؟ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ عترت سے مراد حسنؑ اور حسینؑ اور نسل حسینؑ میں نو (۹) امام ہیں جنکا نواں مہدیؑ قائم ہوگا۔ وہ سب خدا کی کتاب سے کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر رسول خداؐ کے پاس وارد ہوں۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ جب میں آسمانوں کے سفر معراج پر گیا تو خدا نے مجھ سے فرمایا کہ اے محمدؐ! میں نے پہلی دفعہ زمین پر نگاہ کی تو میں نے سب سے پہلے اہل زمین میں سے تجھے چنا اور تجھے ہی نبی بنایا۔ میں نے اپنے ایک نام سے تیرا نام نکالا۔ میں محمود (قابل تعریف) ہوں اور تو محمد (جسکی تعریف کی جائے) ہے۔ پھر مین نے دوبارہ زمین پر نگاہ کی تو میں نے علی کو چنا۔ میں نے اس کو تیرا وصی، تیرا جانشین، تیری بیٹی کا شوہر تیری ذریت کا باپ بنایا اور

اپنے نام سے اس کا نام نکالا۔ میں علی اعلیٰ ہوں، وہ علی ہے پھر میں نے فاطمہؑ، حسنؑ حسینؑ کو تم دونوں (محمدؐ و علیؑ) کے نور سے بنایا۔ پھر میں نے ان کی ولایت (محبت امامت اور سرپرستی) کو ملائکہ کے سامنے پیش کیا، جس نے بھی اس کو قبول کیا وہ میرے ہاں مقربین میں قرار پایا۔ اے محمدؐ! اگر میرا کوئی بندہ میری اتنی عبادت کرے کہ اسکی کی گردن ہی ٹوٹ جائے اور خشک مشک بن جائے مگر میرے پاس اس کی ولایت کا منکر بن کر آئے، تو میں نہ تو اس کو اپنی جنت میں رہنے کی جگہ دوں گا اور نہ اس کو اپنے عرش کے سائے میں آنے دوں گا۔

پھر خدا نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تو ان کو دیکھنا چاہتا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ خدا نے فرمایا سر اٹھا۔ جب میں نے سر اٹھایا تو مجھے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ، علی ابن الحسینؑ، محمد ابن علیؑ، علی ابن محمدؑ، حسن ابن علیؑ کے انوار دیکھائی دیئے اور حجت ابن الحسنؑ (امام مہدیؑ) کا نور ان انوار کے درمیان روشن ستارے کی طرح چمک رہا تھا۔ پھر خداوند عالم نے فرمایا کہ یہ ائمہؑ ہیں اور یہ قائم ہے جو میرے حلال کو حلال، حرام کو حرام قرار دے گا۔ اسی کے ذریعہ میں اپنے دشمنوں سے انتقام لوں گا۔ وہ تیرے دوستوں کے لئے راحت ہوگا۔ ظالموں، منکروں، کافروں کو قتل کر کے تیرے شیعوں (چاہنے والے پیروکارں) کو شفا بخشے گا۔ یہی تازہ لات و منات کو نکال کر جلا دے گا۔ اس دن کا امتحان سامری کے بچھڑے والے امتحان سے بھی سخت ہوگا۔

(دنیا کو ہے اس مہدیؑ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلہ عالم افکار) (اقبال)

ائمہ اہلبیتؑ کی موثر دعائیں

جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ حسینؑ چراغ ہدایت ہے۔ کشتی نجات ہے، خیر و برکت ،عزت فخر علم اور ذخیرہ آخرت کا امام ہے۔ خدا نے میرے حسین کو ایسی دعا سکھائی ہے کہ جو اس

دعا کو پڑھے گا خدا اسکو حسینؑ کے ساتھ محشور فرمائے گا اور حسینؑ اس کی شفاعت کریں گے اور خدا اس دعا کے صدقے میں ہر دکھ درد کو دور کر دے گا۔ اسکا قرض ادا کرے گا، اس کے معاملات کو آسان کر کے کامیابی کی راہ کھول دے گا۔ دشمنوں پر اس کو قدرت دے گا اور اس کی پردہ دری نہ کرے گا۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ جب تم کسی نماز سے فارغ ہو کر بیٹھ جاؤ تو یہ دعا پڑھو:

حضرت امام حسینؑ کی دعا

خدایا میں تجھے تیرے کلمات کا واسطہ دیکر اور تیرے عرش کے معاقد (پایوں) کا واسطہ دیکر تجھے تیرے آسمان کے رہنے والوں اور تیرے انبیاء کرام کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میری ہر دعا کو قبول فرما۔ خاص کر اس معاملہ میں مجھ پر سختی چھا چکی ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر خاص الخاص رحمتیں نازل فرما اور میرے اس معاملہ میں آسانی پیدا کر دے (پھر اپنا خاص مدعا بیان کرے تو) خدا اس دعا کی وجہ سے تمہارے معاملات آسان کرے گا۔ تمہارے سینے کو کھول دے گا (مطمئن کر دے گا) اور موت کے وقت تجھے لا الہ الا اللہ پڑھنے کی خود کی تلقین کرے گا۔

دعا کے عربی الفاظ

الھم انی اسئلک بکلماتک ومعاقد عرشک سُکان سما واتک اسمائک واسئلک ان تستجیب لی فاسئلک ان تصلی علیٰ محمد و آل محمد وان تُعجل لی من امری یسرا

حضرت امام زین العابدینؑ کی دعا

یادائم یاد یموم یا حی یا قیوم یا کاشف الغم ویا فارج الھم یا باعث الرسل ویا صادق الوعد

"اے ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے، اے ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والے، نظام ہستی کو قائم رکھنے والے، اے غموں کو دور کرنے والے، اے پریشانی کو ہٹانے والے، اے پیغمبروں کو بھیجنے والے، اے وعدے کے سچے۔ (میری یہ دعائیں قبول فرما)

جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ حسینؑ کے بیٹے کا نام علیؑ (ابن الحسین) ہوگا۔ انکی یہ دعا ہوگی۔ جو شخص یہ دعا مانگے گا اللہ اس اسکو علی ابن الحسینؑ کے ساتھ محشور فرمائے گا اور وہ خود جنت کے لئے اسکا رہنما ہوں گے۔

حضرت امام محمدؑ باقرؑ کی دعا

الھم ان کان لی عندک رضوان وغفرلی ولمن من اخوانی، شیعتی وطیب مافی صلبی

خدایا! اگر تو مجھ سے راضی ہے اور مجھ سے محبت کرتا ہے تو میری اور میری پیروی کرنے والے میرے بھائیوں اور دوستوں کی مغفرت فرما اور انکو معاف کردے یا اپنی رحمتوں سے ڈھک لے اور جو کچھ میرے صلب میں ہیں انکو پاک بنادے"۔

حضرت امام جعفر صادقؑ کی دعا

اے وہ ذات جو ہم سے بے حد قریب ہے مگر کمزور نہیں ہے۔ پھر تمام مہربانیوں میں سب سے زیادہ مہربان ہے۔ میرے دوستوں پیرکاروں کو جہنم کی آگ سے بچالے اور اپنی طرف سے ان کو اپنے پاس سے اپنی رضامندی عطا فرما (یعنی ان سے راضی ہوجا) انکے تمام گناہ معاف کردے۔ انکے تمام کام آسان کردے۔ ان کے قرضے عطا فرمادے۔ ان کے عیوب چھپالے ان کے بڑے بڑے گناہ معاف کردے۔ اے وہ ذات، جس سے کسی کو یہ خوف نہیں کہ وہ ظلم کرے گا اور جس پر نیند اور اونگھ بھی طاری نہیں ہوتی، ہمیں ہر غم سے نجات، خوشی

اور اطمینان عطا فرما۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی دعا

جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ جو شخص اس دعا کو پڑھے گا اس کا چہرا نورانی ہوگا اور امام جعفر صادق کے ساتھ ساتھ جنت میں داخل ہوگا پھر فرمایا خدا جعفر کو موسیٰ جیسا بیٹا عطا فرمائے گا، جو پاک و پاکیزہ، بابرکت ہوگا، خدا نے اس کا نام موسیٰ رکھا ہے۔ خدا اس پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے گا۔ موسیٰ ابن جعفر کی دعا یہ ہوگی۔

یا خالق الخلق ویا باسط الرزق یاخالق الحب النوای وباریء نسم ومحی الموتی وممیت الاحیاء ودائم الثبات ومخرج النبات افعل بی ما انت اهله

"اے مخلوقات کو پیدا کرنے والے، رزق کو وسیع کرنے بڑھانے والے، دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے، جانداروں کو پیدا کرنے والے، مُردوں کو زندہ کرنے والے، زندوں کو موت دینے والے، اے ہمیشہ قائم رہنے والے! اے نباتات کو زمین سے نکالنے والے، میرے ساتھ وہ سلوک فرما جسکا تو اہل ہے"۔ (وہ سلوک نہ فرما جس کا میں اہل ہوں)

جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ جو شخص یہ دعا پڑھے گا خدا اس کی حاجتوں کو پورا کرے گا اور وہ قیامت کے دن (امام) موسیٰ ابن جعفرؑ کے ساتھ محشور ہوگا۔

پھر خدا اس کے صلب سے ایک بابرکت بیٹا پیدا کرے گا۔ اللہ نے اس کا نام علی (رضاؑ) رکھا ہوگا۔ وہ خدا کی مخلوق میں اپنے علم اور حکمت کی وجہ سے پسندیدہ اور مقبول ہوگا۔

اللہ اس کو اپنی حجت قرار دے گا اور قیامت کے دن اسکے شیعہ اسکے ذریعہ اپنی حجت پیش کریں گے اسکی دعا یہ ہوگی:

حضرت امام رضاؑ کی دعا

الھم اعطی الھدیٰ وثبتنی علیه واحشرنی علیه آمنامن لا خوف ولا

حزن ولا جزع انک اهل التقویٰ و اهل المغفرة

"خدایا اپنی طرف سے مجھے اپنی ہدایت عطا فرما اور مجھے ان پر عملاً ثابت قدم رکھ اور مجھے انہیں ہدایتوں و اعمال کے ساتھ محشور فرما۔ مجھے ایسا امن عطا فرما کہ پھر مجھے کبھی خوف نہ رہے، نہ کسی قسم کی کوئی فکر، پریشانی یا گھبراہٹ باقی رہے۔ بے شک تو ہی ڈرنے، اپنی عظمتوں کی وجہ سے مرعوب ہونے، ناراضگی سے بچنے اور معافیاں دینے کا اہل ہے"۔

حضرت امام محمد تقیؑ کی دعا

جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ خدا اس کو بھی ایک طیب و طاہر با برکت بیٹا عطا فرمائے گا جسکا خدا نے محمد تقی نام رکھا ہے۔ اور اپنے شیعوں (دوستوں پیرکاروں) کی شفاعت کرنے والا بھی ہوگا اور وہ اپنے جد اعلیٰ (جناب رسول خداؐ) کے علم کا وارث ہوگا۔ اس کے پاس واضح علامت اور ظاہری حجت ہوگی۔ وہ پیدا ہوتے ہی لا الہ اللہ محمد رسول اللہ کہے گا۔ اس کی دعا یہ ہوگی

یا من لا شبیہ له و لا مثال انت الذی لا اله الا انت و لا خالق الا انت تفنی المخلوقین و تبقیٰ. انت حلمت عمن عصاک و فی المغفرة رضاک

"اے وہ ذات جسکی نہ کوئی شبیہ ہے اور نہ ہی کوئی مثال ہے، تو وہ اللہ ہے کہ تیرے سوا کوئے لائق عبادت نہیں۔ تو ہی مخلوق کو فنا کر کے خود باقی رہے گا۔ تو اپنی نافرمانی کرنے والوں تک کو برداشت کرتا ہے اور ان کو معاف کرنے سے راضی ہوتا ہے"

جو شخص یہ دعا پڑھے وہ امام تقی کے ساتھ محشور ہوگا۔

پھر خدا اسکو ایک طیب و طاہر، با برکت بیٹا عطا فرمائے گا۔ خدا کے ہاں اس کا نام علی بن محمد ہوگا۔ خدا اسکو تسکین، وقار، علوم اور اپنے چھپے ہوئے راز عطا فرمائے گا۔ وہ ہر شخص کو اس کی

اندرونی کیفیت سے مطلع کریں گے اور اس کے دشمن کا پتہ بتائیں گے۔ ان کی دعا یہ ہوگی:

حضرت امام علی نقیؑ کی دعا

یا نور یا برھان یا منیر یا مبین یارب الشر و الشرورِ و آفات الدھور واسئلک النجاۃ یوم وینفخ فی الصور

"اے نور اے دلیل، اے روشنی کرنے والے، اے خود کو ظاہر کرنے والے، اے پالنے والے مالک! مجھے شر پسندوں شریروں کے شر سے اور زمانہ کے آفتوں سے محفوظ رکھ اور میں اس دن نجات کا سوال کرتا ہوں۔ جس دن صور پھونکا جائے گا"

جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ جو شخص یہ دعا پڑھے گا (امام) علی نقیؑ اسکے شفیع ہوں گے اور اس کے لئے جنت کے رہنما ہوں گے۔ پھر خدا ان کو ایک بیٹا عطا فرمائے گا جسکا نام خدا نے حسن رکھا ہوگا۔ اللہ اس کو شہروں کا نور اور زمین پر اپنا خلیفہ بنائے گا۔ وہ اپنے نانا کی امت کی عزت ہوگا۔ اپنے شیعوں کا رہنما اور شفیع ہوگا۔ اپنے مخالفین کیلئے خدا کا عذاب اور اپنے ماننے والوں کیلئے خدا کی حجت اور امام ہوگا۔ ان کے لئے خدا کی برہان اور دلیل ہوگا اسکی دعا یہ ہوگی:

اے وہ ذات جو اپنی طاقت کی بنا پر سب پر غالب ہے۔ بے پناہ عزت اور غلبہ والا ہے۔ اے عزیز! اپنی عزت غلبہ اور بے پناہ قوت کے صدقے مجھے بھی عزت اور غلبہ عطا فرما۔ اپنی مدد سے میری تائید کر اور شیطانوں کے وسوسوں سے مجھے دور رکھ اور اپنی قوت سے انکو میرے پاس سے دفع کر اور ہر طرح میری حفاظت فرما۔ مجھے اپنی بہترین مخلوق میں شامل فرما۔ اے واحد، ایک، احد، صمد (یکتا اور بے نیاز)۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ جو شخص یہ دعا پڑھے گا (امام) حسن ابن علی العسکریؑ ساتھ محشور ہوگا۔ اگر وہ جہنم کا حقدار بھی بن چکا ہوگا تو بھی خدا اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ پھر خدا اس کو بھی ایک طیب و طاہر برکتوں والا بیٹا عطا فرمائے گا، جسکی امامت کا اقرار کرنے والا ہر

مومن خوش ہوگا۔ مگر منکرین حق اسکا انکار پر انکار کریں گے، وہ پاک وپاکیزہ، پرہیزگار، نیکوکار خدا کی رضامندی حاصل کرنے کا مرکز خدا کا مقرر کیا ہوا ہادی اور مہدی (خدا سے ہدایت یافتہ) ہوگا۔ عدل کے ساتھ فیصلہ کرنے والا، خدا کی باتوں کی تصدیق کرنے والا، علامات ودلائل کا ظاہر کرنے والا ہوگا۔ تہامہ کی زمین سے ظہور کرے گا۔ اس کی فوج بہت طاقتور، نشان لگے ہوئے ساز وسامان کے ساتھ ہوگی۔ اہل بدر کے تعداد کے برابر مددگار جمع کرے گا۔ یعنی ۳۱۳ افراد ہونگے اس کے پاس مہر لگا ہوا ایک صحیفہ (کتاب) ہوگا، جس میں اس کے اصحاب کے نام لکھے ہوں گے۔ ان کے نام ان کے شہروں کے نام، طبیعتیں شکل وصورت، یہاں تک ان کی کنیت لکھی ہوگی۔ وہ اسکی مکمل اطاعت کرنے والے اور زبردست محنت کرنے والے ہوں گے۔

علاماتِ ظہورِ حضرت امام مہدیؑ

ابی ابن کعب نے جناب رسول خداؐ سے پوچھا کہ امام مہدیؑ کے ظہور کی علامات کیا ہوں گی؟ فرمایا:

(۱) پرچم جو اسکے قریب رکھا ہے خود بخود کھل جائے گا اور خدا اسکو بولنے کی طاقت بھی عطا فرمائیگا وہ علم کہے گا اے اللہ کے ولی اب آپ ہدایت فرمائیں اور خدا کے دشمنوں کو قتل کردیں۔

(۲) اسکی نیام میں رکھی ہوئی تلوار خود بخود نیام سے باہر نکل آئے گی۔ اور یہی بات کہے گی۔ ادھر جب وہ خروج فرمائیں گے تو خدا کے دشمنوں کو جہاں پائیں گے:

(۳) قتل کریں گے (۴) خدا کے قوانین اور حدود کو نافذ کریں گے (۵) خدا کے حکم کے عین مطابق فیصلے کریں گے (۶) جبرائیل کے دائیں اور میکائیل ان کے بائیں جانب ہونگے۔

اُن سے ملاقات کرنے والے، ان سے محبت کرنے والے، انکو امام ماننے والے کیلئے خوشخبری ہو۔ ایسے لوگوں کو خدا نجات عطا کرے گا اور خدا اور رسولؐ اور ائمہ اہلبیت کے اقرار کرنے کی وجہ سے انکو جنت میں بھی داخل فرمائے گا۔ ان سے خوشبو پھوٹے گی۔ جس میں کبھی کمی نہ ہوگی۔ آسمان میں ان کی مثال روشن چاند کی سی ہوگی، جس کا نور ہمیشہ روشن رہے۔ آخر میں جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے بارہ صحیفے بھیجے، ہر صحیفے کے مہر پر ہر امام کا نام لکھا ہے۔ انہی میں ہر امام کے اوصاف اور کام لکھے ہیں۔

عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ میں اور علیؑ، حسنؑ ور حسینؑ اور اولاد حسینؑ کے نو (۹) افراد پاک اور پاکیزہ ہیں۔ میں سید النبیین ہوں، علی سید الوصیین ہیں۔ میرے بعد میرے بارہ (۱۲) اوصیا ہوں گے، جنکا پہلا علی اور آخری قائم (مہدیؑ) ہونگے۔

حضرت علیؑ سے روایت کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ میرے اہلبیت کے ۱۲ بارہ افراد کو خدا نے میرا علم فہم اور حکمت عطا فرمائی۔ میری ہی مٹی سے ان کو پیدا کیا ہے۔ ہلاکت اور بربادی ہے ان پر جو میرے بعد انکا انکار کریں اور میرے تعلق کو ان سے کاٹ دیں۔ اللہ انکو میری شفاعت کبھی نصیب نہ کرے گا۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ وہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جسکی ابتداء مجھ سے اور علی سے ہو۔ جس میں میری اولاد کے گیارہ (۱۱) صاحبان عقل موجود ہوں۔ اس لئے ہلاک بس وہی لوگ ہوں گے جن سے میرا اور ان (مامون) کا کوئی تعلق نہ ہوگا، نہ ہی ان کا مجھ سے کوئی تعلق ہوگا۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا کو میرے بعد بارہ (۱۲) امام ہوں گے، جن کا پہلا علی ہوگا، جن کا آخری مہدیؑ کے ہاتھوں پر خدا مشارق و مغارب کو فتح کرے گا۔

حضرت خضرؑ کے امام حسینؑ سے سوالات

خضرؑ کا سوال:۔ نیند کی حالت میں انسان کی روح کہاں چلی جاتی ہے؟

امام حسینؑ کا جواب:۔ انسان کی روح کا تعلق ریح (ہوا) سے ہے۔ جب تک انسان سوتا رہتا ہے، روح کا تعلق ہوا سے (فضا سے) رہتا ہے۔ جب سونے والا اٹھتا ہے تو خدا اس کی روح کو کھینچ لاتا ہے اور روح جسم میں ٹھر جاتی ہے۔ اگر خدا اس روح کو واپس جانے کی اجازت نہیں دیتا تو ہوا اس کی روح کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ پھر روح بدن میں واپس نہیں آتی۔ قیامت کے دن بدن میں دوبارہ داخل ہوگی۔

سوال:۔ انسان کیسے بھولتا ہے اور کیسے یاد کرتا ہے؟

جواب:۔ انسان کا دل ایک ڈبیہ کی طرح ہے جس پر ڈھکنا ہوتا ہے۔ جب انسان محمدؐ وآل محمدؐ پر درود پڑھتا ہے ڈھکنا الگ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے دل و دماغ روشن ہو جاتا ہے اور بھولی ہوئی بات یاد آ جاتی ہے۔ اگر انسان درود نہ بھیجے یا ناقص دم کٹے درود بھیجے (یعنی محمدؐ کے ساتھ آل کو شامل نہ کرے یا دل سے نہ بھیجے) یا تو دل کے اوپر کا ڈھکنا جم جاتا ہے۔ دل تاریک ہو جاتا ہے پھر انسان پچھی باتیں بھول جاتا ہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کا اپنے دوستوں کی مدد کرنا

جعفر ابن محمد ابن اشعث اندر سے شیعہ تھے مگر خلیفہ کے خوف سے اپنی مشیعت کو چھپاتے تھے۔ ہارون رشید نے ان کو اپنے بیٹے امین کا اتالیق مقرر کیا۔ یحییٰ برمکی جو وزیر اعظم تھا ان سے ڈرتا اور جلتا تھا۔ اس نے جعفر ابن محمد سے دوستی گانٹھی اور ان پر ظاہر کیا کہ وہ بھی دل سے شیعہ ہے مگر حکومت کے خوف سے ظاہر نہیں کرتا۔ اس طرح وہ جعفر کا گہرا دوست بن گیا اور اس نے جعفر سے یہ معلوم کر لیا کہ وہ امام موسیٰ کاظمؑ کو خمس باقاعدگی سے ادا کرتا ہے۔ ایک دن خلیفہ

ہارون رشید نے جعفر کو اسکی خدمتوں کے عوض ۲۰ ہزار دینار دیئے (جعفر نے خمس امام کے پاس بھیجا جو امام نے فوراً لوٹا دیا) یحییٰ برمکی نے موقع پا کر ہارون رشید سے کہا کہ جعفر شیعہ ہے اسکا ثبوت یہ ہے کہ آپ نے جو رقم جعفر کو دی ہے اسکا خمس (یعنی پانچواں حصہ) اس نے امام موسیٰ کاظمؑ کو بھیج دیا۔

ہارون رشید نے اسی وقت جعفر کو طلب کیا۔ آدھی رات تھی۔ جعفر سمجھا کہ قتل کرنے کے لئے بلایا ہے۔ غسل کیا جسم پر کافور ملا، اندر کفن پہنا اور خلیفہ کے سامنے آ گیا۔ ہارون رشید نے کافور کی بو سونگھی تو سبب پوچھا۔ جعفر نے کہا کہ میں سمجھا حاسدوں نے میرا کام تمام کر دیا۔ ہارون نے کہا کیا تو نے میری دی ہوئی رقم سے امام موسیٰ کاظمؑ کو خمس بھجوایا ہے؟ جعفر نے کہا آپ اپنے خادم کو بلائیں میں اسکو انگوٹھی دیتا ہوں۔ میرے خیمے میں جا کر میری کنیز کو انگوٹھی دکھائے اور ساری رقم لے آئے۔ اب جو رقم آئی تو وہ پوری ۲۰ ہزار دینار تھی، جو خلیفہ نے جعفر کو دی تھی۔ خلیفہ نے کہا کہ اب تم بے خوف رہو۔ میں تمہارے خلاف کچھ بھی نہیں سنوں گا۔

نعفلی کہتے ہیں کہ ہارون رشید کے وزیر اعظم یحییٰ برمکی نے یحییٰ ابن ابی مریم سے کہا کہ کسی علوی کو میرے پاس لاؤ جو خلیفہ کے سامنے امام موسیٰ کاظمؑ کے خلاف بیان دے۔ یحییٰ نے کہا علی ابن اسماعیل بن جعفر صادق یہ کام کر سکتا ہے۔ امام موسیٰ کاظمؑ علی پر جو انکا بھتیجا تھا بڑی مہربانیاں کیا کرتے تھے مگر علی بن اسماعیل فوراً یحییٰ برمکی کے پاس چلا گیا اور اس سے کہا کہ میرے چچا امام موسیٰ کاظمؑ کو ہر طرف سے خمس ملتا ہے۔ ان کے بے حد ماننے والے ہیں۔ بڑی بڑی جائدادیں ہیں۔ کیا کسی ملک میں دو خلیفے (حکمران) ہو سکتے ہیں؟ وغیرہ وغیرہ

جب ہارون رشید بغداد جانے لگا تو علی ابن اسماعیل بھی جانے کی تیاری کرنے لگا۔ جب امام موسیٰ کاظمؑ کے پاس اجازت لینے گیا تو امام نے پوچھا کہ تو کیوں خلیفہ کی جوتیاں اٹھاتا ہے؟ کہنے لگا کہ میں مقروض ہوں۔ امام نے فرمایا میں تیرا قرضہ ادا کر دوں گا۔ اس نے

کہا کہ میرے بیوی بچے ہیں۔ فرمایا کہ میں سب کی کفالت کروں گا۔ پھر بھی وہ مدینہ رکنے کا ارادہ نہ ہوا اور خلیفہ کے ساتھ جانے لگا تو امام نے تین سو دینار دیئے اور فرمایا کہ میرے بچوں کو یتیم نہ کرنا۔ مگر اس نے خلیفہ ہارون کو امام کے خلاف خوب بھڑکایا۔ آخر کار خلیفہ نے امام موسیٰ کاظمؑ کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ یحیٰی برمکی کا بیان ہے کہ ہارون رشید قبر رسولؐ پر آیا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! میں نے ایک برا کام کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ اسکے لئے آپؐ سے معذرت خواہ ہوں۔ میں نے موسیٰ ابن جعفر کو گرفتار کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے کیونکہ اگر میں نے انکو گرفتار نہ کیا تو وہ خلافت حاصل کرنے کے لئے جنگ شروع کردیں گے۔ صبح کے وقت ہارون رشید نے فضل بن ربیع کو امام موسیٰ کاظمؑ کو گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا۔ آپؑ روضہ رسول پر جس جگہ رسول خداؐ نماز پڑھا کرتے تھے، نماز ادا فرما رہے تھے۔ اس نے نماز پڑھتے ہوئے امام گرفتار کرلیا۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی رہائی

فضل بن ربیع بیان کرتا ہے کہ رات کے وقت اچانک خلیفہ ہارون رشید کا خاص خادم مسرور میرے گھر میں داخل ہوا اور کہا کہ خلیفہ نے بلایا ہے۔ مجھے یقین ہوگیا کہ قتل کیا جاؤں گا۔ سوچا غسل جنابت ہی کرلوں مگر کنیز نے کہا خدا پر بھروسہ کرکے چلے جاؤ۔ میں لرزتا کانپتا خلیفہ کے سامنے پہنچا۔ میں خوف سے بے ہوش ہوگیا جب ہوش آیا تو خلیفہ نے کہا نہ ڈرو اور ٹھیک ہو جاؤ۔ پھر کہا قید خانے جاؤ امام موسیٰ ابن جعفر (الکاظم) کو قید خانے سے آزاد کردو اور یہ ۳۰ ہزار درہم، لباس اور سواری پیش کرو اور ہماری طرف سے انکو یہ اختیار بھی دے دو کہ جہاں جانا چاہیں جائیں۔ میں نے پوچھا کیوں کر رہے ہیں؟ خلیفہ نے کہا تا کہ عہد شکنی نہ ہو۔ میں نے پوچھا آپ نے کس سے عہد کیا ہے؟ ہارون نے کہا آج رات میں سو رہا تھا کہ ایک کالے آ

نے میرا گلا دبانا شروع کر دیا اور کہنے لگا تو نے امام موسیٰ کاظم کو ناحق قید کیوں کیا ہے؟ قریب تھا کہ میں مر جاؤں میں نے اس سے وعدہ کیا کہ میں امام کو آزاد کرتا ہوں اور بڑی رقم بھی دوں گا۔ اگر میں اس سے یہ وعدہ نہ کرتا تو وہ میری گردن توڑ دیتا۔

فضل بن ربیع کہتا ہے جب میں قید خانے میں داخل ہوا تو امام موسیٰ کاظم نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز کے بعد میں نے انکی خدمت میں خلیفہ کا سلام پیش کیا پھر انعام، لباس اور سواریاں پیش کیں۔ امام نے فرمایا کہ میرے لئے رہائی کافی ہے کیونکہ ہارون کا مال امت کا مال ہے میں اسکو قبول نہیں کر سکتا۔ میں نے امام سے عرض کیا خدارا اس انعام کو ہرگز نہ ٹھکرائیں ورنہ ہارون ناراض ہوگا۔ امام نے فرمایا کہ پھر جو تم مناسب سمجھو وہ کرو۔ (یعنی امام نے تقیتاً ہاروں کا مال قبول کیا)

بلاؤں سے رہائی کا عمل

فضل نے کہا میں نے امام سے پوچھا خدارا بتائیں کہ آپ نے کیا عمل کیا؟

امام نے فرمایا کہ بدھ کی شب جناب رسول خدا میرے خواب میں آئے۔ فرمایا موسیٰ تو بے گناہ ہے۔ یہی جملہ تین دفعہ فرمایا۔ پھر فرمایا کہ کل روزہ رکھنا۔ یعنی جمعرات جمعہ کو روزہ رکھنا ور افطار کے وقت ۱۲ رکعت نماز پڑھنا۔ ہر رکعت میں حمد کے بعد ۱۲ مرتبہ سورہ قل ھو اللہ احد پڑھنا۔ نمازوں کے سجدے میں یہ دعا پڑھنا:

یا سابق الفوت و سا مع کل صوت یا محی العظام وھی رمیم بعدالموت اسئلک باسمک العظیم الا اعظم ان تصلی علی محمد عبدک ورسولک وعلی اھل بیتہ الطیبین وان تجعل لی الفرج مما انا فیہ

''اے موت سے پہلے موجود! اے ہر آواز کو سننے والے! اے ہڈیوں کو زندہ کرنے والے

!جب کے وہ موت کے بعد راکھ بن چکی ہیں۔ میں تجھ سے تیرے سب سے بڑے نام کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ تو محمدؐ پر خاص الخاص رحمتیں نازل فرما، جو تیرے بندے ہیں، تیرے رسول ہیں اور ان کے اہلبیت پر بھی خاص الخاص رحمتیں درود نازل فرما، جو پاک و پاکیزہ ہیں اور میرے لئے خوشی فراہم کردے اس مصیبت سے جس میں میں ہوں“۔

فضل ابن ربیع کا بیان ہے کہ ہارون رشید نے مجھے بلوایا، میں اس کے پاس گیا تو اس کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی۔ خلیفہ نے مجھے حکم دیا کہ میرے ابن عم (امام موسیٰ کاظمؑ) کو اسی وقت لاؤ ورنہ میں تیری گردن پکڑ لوں گا۔ میں گھبرا گیا اور سمجھا کے یہ امام کو قتل کردے گا۔ خلیفہ نے کوڑے اور جلاد کو بھی طلب کرلیا۔ جب میں امام موسیٰ کاظمؑ کے گھر گیا تو وہ معمولی سا مکان تھا، جس پر کوئی دربان تک نہ تھا۔ امام صحن میں بیٹھے تھے اور ایک غلام آپ کی پیشانی سے وہ گوشت کاٹ رہا تھا جو کثرت سجدے کی وجہ سے پیدا ہوگیا تھا۔ جب میں نے امامؑ سے عرض کی کہ خلیفہ نے آپ کو بلایا ہے تو امام نے فرمایا کہ بھلا خلیفہ کا مجھ سے کیا تعلق؟ کیا اتنی نعمتیں پانے کے بعد بھی وہ مجھے نہیں بھولا؟ پھر فرمایا کہ میرے نانا کا حکم ہے کہ ”تقیہ کی حالت میں حاکم جابر کی اطاعت لازمی ہے“۔ میں نے عرض کی آپ خود کو قتل کرنے کے لئے تیار کرلیں۔ ”امام نے فرمایا“ کیا میرے ساتھ وہ نہیں ہے جو دنیا اور آخرت کا مالک ہے؟ خلیفہ آج میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا“۔ پھر میں نے دیکھا کہ امام نے اپنے ہاتھ کو تین دفعہ سر کے گرد پھیرا اور آہستہ سے کچھ کلمات پڑھے۔ جب میں نے امامؑ کو خلیفہ کے پاس لے کر پہنچا تو دیکھا کہ خلیفہ حیران و پریشان کھڑا ہے۔ مجھے دیکھ کر کہنے لگا تو نے میرے ابن عم (امام موسیٰ کاظمؑ) کو خوفزدہ تو نہیں کیا؟ تو نے یہ تو نہیں کہا کہ میں سخت غصہ میں تھا۔ جیسے ہی خلیفہ نے امام موسیٰ کاظمؑ کو دیکھا فوراً تعظیم کے لئے کھڑا ہوگیا۔ ان کو گلے لگایا اور کہنے لگا میں اپنے بھائی، ابن عم اور وارث نعمت کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ پھر امام کو اپنے ساتھ بٹھایا، کہنے لگا آپ ہم سے ملنے کیوں

نہیں آیا کرتے؟ امام نے فرمایا "تیری سلطنت اور دنیا کی وجہ سے میں تم سے ملاقات کو پسند نہیں کرتا"۔ پھر خلیفہ ہارون نے حکم دیا کہ قیمتی سامان لاؤ، قیمتی لباس لاؤ، دینار سے بھری تھیلیاں لاؤ۔ پھر وہ تمام چیزیں امام کی خدمت میں پیش کیں۔ امامؑ نے فرمایا کے ابوطالب کی اولاد میں کچھ لوگ کنوارے نہ ہوتے جنکا مہر ادا کرنا میری ذمہ داری ہے تو میں یہ رقم ہرگز قبول نہ کرتا۔ پھر امام نے فرمایا الحمد اللہ رب العالمین۔ امام کے جانے کے بعد میں نے خلیفہ سے اس تبدیلی کا سبب پوچھا۔ خلیفہ نے کہا تیرے جاتے ہی میں نے دیکھا کہ میرا گھر بہت سے لوگوں سے بھرا ہوا ہے۔ ہر شخص کے ہاتھ میں ایک نیزہ ہے۔ وہ سب مجھ سے کہہ رہے ہیں کہ اگر فرزند رسولؐ امام موسیٰ کاظمؑ کو کوئی تکلیف پہنچائی تو تیرے محل سمیت تجھے زمین میں دھنسا دیں گے۔

پھر میں امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا آپ نے کون سی دعا پڑھی تھی؟ امام نے فرمایا اسے کفایۃ البلا کہتے ہیں۔

دعائے کفایۃالبلا

یہ دعا حضرت علیؑ بلاؤں کے نزول کے وقت پڑھا کرتے تھے

اللھم بک اساور وبک اجادل وبک وبک انتصر وبک اموت وبک احی. اسلمت نفسی الیک وفوضت امری الیک .لا حول ولا قوۃالا باللہ العلی العظیم. اللھم انک خلقتنی ورزقتنی وسدرتنی من بین العبادبلطفک وخولتنی .اذا ھربت رددتنی .واذا عثرت اقتلنی .واذا مرضت شفیتی. واذا دعوتک اجبتنی یا سیدی ارض عنی فقد ارضیتنی

"اے اللہ! میں تیری ہی وجہ سے خوش رہتا ہوں اور تیرے ہی وجہ سے جنگ کرتا ہوں اور صرف تجھ ہی سے صلح چاہتا ہوں اور تجھ ہی سے مدد مانگتا ہوں۔ تو ہی موت دینے والا ہے اور تو

ہی زندگی دینے والا ہے۔ میں اپنے تمام کام اور تمام معاملات تیرے ہی سپرد کرتا ہوں (کیونکہ) کوئی طاقت نہیں ہے سوا تیرے اور تو ہی بلند اور عظیم ہے۔ اے اللہ! تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے اور تو ہی رزق دیتا ہے۔ تو ہی مجھے خوشیاں عطا فرماتا ہے اور تو نے ہی اپنے لطف و کرم کی وجہ سے میرے گناہ لوگوں سے چھپا رکھے ہیں۔ تو نے ہی مجھے ہمت اور حوصلہ دیا ہے۔ جب میں پریشان ہر طرف ڈور دھوپ کر رہا تھا، تو نے ہی مجھے سہارا دیا۔ جب بھی میں بیمار ہوا تو ہی نے مجھے شفا بخشی۔ جب میں نے تجھے پکارا تو نے جواب دیا۔ اسلئے اے میرے سردار! میں تجھ سے راضی ہوں تو بھی مجھ سے راضی ہو جا"۔

قاضی ابو یوسف کا امامؑ کے سامنے لاجواب ہو جانا

عثمان بن عیسیٰ بیان ہے کہ قاضی ابو یوسف نے خلیفہ مہدی عباسی سے اجازت مانگی کہ میں امام موسیٰ کاظمؑ سے کچھ ایسے سوالات کروں جنکے وہ جواب نہ دے سکیں (تاکہ ذلیل ہو جائیں، معاذ اللہ) جب خلیفہ نے اجازت دی تو قاضی ابو یوسف نے امام موسیٰ کاظمؑ سے پوچھا کہ کیا حالت احرام میں سفر کرتے ہوئے اپنے اوپر سایہ کرنا درست ہے؟ امام نے فرمایا نہیں۔ قاضی ابو یوسف نے پوچھا اگر خیمہ لگا دیں تو خیمہ مین جانا درست ہے؟ امام نے فرمایا ہاں۔ قاضی ابو یوسف نے پوچھا آخر دونوں صورتوں میں کیا فرق ہے؟ امام موسیٰ کاظم نے فرمایا اچھا بتاؤں حایئض عورتوں پر نماز قضا کرنا واجب ہے؟ قاضی نے کہا کہ نہیں۔ پوچھا کیا حائض عورتوں پر روزے قضا کرنا واجب ہیں؟ قاضی نے کہا جی ہاں۔ امام نے پوچھا دونوں میں کیا فرق ہے؟ قاضی نے کہا بس اللہ کا یہی حکم ہے۔ اسلئے اسکی پابندی ضروری ہے۔ امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا احرام کے سلسلے میں بھی خدا کا یہی حکم ہیں اسلئے اس پر قیاس کرنا جائز نہیں۔ (ان احکامات کا اصل مقصد صرف خدا کی اطاعت کا امتحان لینا ہے) قاضی صاحب

اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔ خلیفہ نے قاضی سے پوچھا کہ تم امام کو لاجواب تو نہ کر سکے۔ قاضی ابو یوسف نے عرض کی انھوں نے مجھے ایسا پتھر مارا جس سے میرے دماغ کے ٹکڑے اڑ گئے (یعنی میرا دماغ ٹھیک ہو گیا اور میں سمجھ گیا کہ امام کو لاجواب نہیں کیا جا سکتا)

علی ابن یقطین کا بیان ہے کہ جب امام موسیٰ کاظمؑ کو بتایا گیا کہ خلیفہ مہدی عباسی ان پر ظلم کے پہاڑ توڑنا چاہتا ہے تو امام نے سارے خاندان کو جمع کر کے مشورہ طلب کیا۔ سب نے مشورہ دیا کہ آپ روپوش ہو جائیں۔ یہ سن کر امامؑ نے یہ شعر پڑھا: قریش کا خیال ہے کہ وہ اپنے پالنے والے مالک پر غالب آجائیں گے۔ جبکہ خدا ہمیشہ غالب رہے گا۔ پھر امام نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور یہ دعا پڑھی۔

دشمن سے بچنے کی دعا

خدایا! کتنے ہی ایسے دشمن ہیں جنھوں نے میرے لئے اپنی چھری کی دھار تیز کی اور چکائی اور میرے لئے خطرناک زہر بنائے، مگر تیری نگاہ مجھ سے غافل نہ ہوئی۔ جب تو نے مجھے دیکھا کہ ان سخت مشکلات کو برداشت نہیں کر سکتا اور اپنی حاجت پوری نہیں کر سکتا، تو تو نے اپنی طاقت کے بل پر ان مصیبتوں کا رخ میری طرف سے پھیر دیا۔ اس میں میری قوت اور طاقت کا کوئی کام نہ تھا۔ تو نے میرے دشمنوں کو اسی گڑھے میں گرا دیا جو انہوں نے میرے لئے کھودا تھا۔ اس طرح ان کی دھوکہ بازیوں کو ناکام کر دیا اور ان کے لمبے لمبے منصوبوں کو نامراد کر دیا۔ اس لئے تمام تعریفوں کا تو ہی مستحق ہے۔ خدایا میں تجھے تیری عزت قوت اور غلبہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تو میرے دشمن کو پکڑ لے اور اپنی قدرت کاملہ کو کام میں لا کر اسکی چھری کی دھار کو کند کر دے۔ اسکو اسکے کاموں میں مصروف کر دے اور جو کچھ اس نے برے ارادے کئے ہیں اس کو ان سے غافل کر دے۔ خدایا مجھ کو میرے دشمنوں پر فوری کامیابی عطا فرما، تاکہ غیض

وعضب کو شفا اور سکون ملے اور میرا حق مجھے مل سکے۔ مالک میری دعاؤں کو قبول فرما۔ تو نے ظالموں سے جس انتقام کا وعدہ کیا ہے اسکو جلد دکھلا دے اور مظلوموں لاچاروں کی دعاؤں کو قبول کرنے کا جو وعدہ کیا ہے وہ مجھے جلد دکھلا دے۔ بے شک تو فضلِ عظیم اور احسانِ کریم کا مالک ہے۔

علی ابن یقطین کہتے ہیں کہ پھر خاندان والے اٹھ کر چلے گئے۔ پھر اس خط کو پڑھنے کے لئے جمع ہوئے جس میں لکھا تھا کہ موسیٰ ابن مھدی عباسی خلیفہ کو فوج نے بے دردی سے قتل کردیا۔ (خس کم جہاں پاک)

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کا ہارون رشید سے مباحثہ

عباسی خلیفہ ہارون رشید نے امام موسیٰ کاظمؑ سے پوچھا کہ آپ بھی اولاد فاطمہؑ ہیں۔ ہمارا آپ کا خاندان ایک ہے۔ ہم عباس کی اولاد ہیں اور تم ابو طالب کی اولاد ہو، جو دونوں بھائی بھائی تھے۔ دونوں برابر تھے اور رسول کے چچا تھے۔ پھر آپ خود کو ہم سے افضل کیوں سمجھتے ہیں؟

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں کہ میں نے جواب دیا ہم رسول خداؐ سے تمہارے مقابلے میں زیادہ قریب ہیں۔ کیونکہ رسول خداؐ کے والد عبداللہ ہیں جو ہمارے دادا ابو طالب ہی کی ماں کے فرزند تھے جبکہ عباس کی ماں اور تھی۔ خلیفہ خاموش ہوگیا۔ پھر کہنے لگا آپ رسول خداؐ کے وارث کیسے بن گئے جبکہ چچا کی موجودگی میں چچا کا بیٹا میراث حاصل نہیں کرسکتا۔ جب رسول خدا کی وفات ہوئی تھی تو ابو طالب کا پہلے ہی انتقال ہو چکا تھا جبکہ ہمارے دادا عباس زندہ تھے۔ اسلئے عباس کی موجودگی میں علیؑ کیسے رسولؐ کے وارث بن سکتے ہیں؟ امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں کہ بہتر ہے کہ مجھے جواب دینے سے معاف رکھیں۔ خلیفہ نے کہا کہ ضرور جواب دینا پڑیگا۔ اس پر میں نے کہا خلیفہ صاحب علیؑ ہی رسول کے وارث تھے اسلئے خود

حضرت علیؑ کا فیصلہ ہے کہ اولاد کی موجودگی میں چچا میراث سے محروم ہوتا ہے کیونکہ او
موجودگی میں چچا کو میراث کا ملنا قرآن اور سنت سے ثابت نہیں۔ البتہ رسول خداؐ کی وفا
کے بعد حکمرانوں نے اپنی طرف سے چچا کو والد کا قائم مقام قرار دیا اور میراث میں شامل کر
۔ اس قیاس کی تائید نہ قرآن سے مل سکی ہے اور نہ سنت نبوی سے۔ اس لئے خود آپ کے
کئے ہوئے قاضی نوح بن دراج نے حضرت علیؑ کی پیروی کرتے ہوئے چچا کو میراث
محروم رکھا ہے۔

یہ سن کر خلیفہ نے فوراً قاضی نوح بن دراج کو بلوایا۔ قاضی نے عرض کی بے شک حضر
علیؑ کا یہی فیصلہ ہے (کہ اولاد کے ہوتے ہوئے چچا کو میراث نہیں مل سکتی) خلیفہ نے کہا جب
حضرت علیؑ کا یہی فیصلہ موجود تھا تو پھر علماء نے اس کے مطابق فتوے کیوں نہ دیئے؟

تمام علما نے کہا اسکی وجہ یہ ہے کہ قاضی نوح بن دراج نے جرأت کا مظاہرہ کیا۔ ہم بز
تھے اسلئے ایسا فتویٰ نہ دے سکے۔ حضرت علیؑ کا فیصلہ صحیح تھا کیونکہ جناب رسول خداؐ نے فر
ہے علی اقضاکم "تم میں سب سے بہتر فیصلے کرنے والا علی ہے"

(نوٹ :۔ رسول خداؐ نے مختلف صحابہ کی مختلف تعریفیں کی ہیں مثلاً کسی کے لئے کہا کہ
بہترین قاری ہیں۔ کسی کے لئے کہا بہترین سپاہی ہیں۔ لیکن علی کو بہترین قاضی کہا۔ کوئی شخص
قاضی جب تک نہیں بن سکتا جب تک اس کے پاس تمام علوم موجود نہ ہوں۔ اس سے ثابت
ہوا علی کے پاس تمام علوم موجود تھے۔ اسی لئے رسول خداؐ نے انکو بہترین قاضی فرمایا)

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں کہ خلیفہ نے مجھ سے کہا کچھ اور ارشاد فرمائیں میں
نے کہا اس شرط پر کچھ کہوں گا کہ میری بات امانت سمجھی جائے (اسکو عام نہ کیا جائے) بادشاہ
نے کہا درست ہے۔ میں نے کہا جس مسلمان نے ہجرت نہ کی ہو، قرآن کی روح سے اس
ورثہ میں سے کچھ بھی نہ ملے گا۔ خدا نے سورہ انفال میں فرمایا ہے کہ "اور جن لوگوں نے ایمان

ل کیا مگر ہجرت نہیں کی تو تم کو ان کی سرپرستی سے کوئی سروکار نہیں۔ یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں" (سورہ انفال ۷۶)

اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ تمہارے چچا حضرت عباسؓ نے ہجرت نہیں کی تھی (اسلئے بھی وہ سول کے وارث نہیں ہو سکتے) خلیفہ نے گھبرا کر کہا خدارا یہ بتائیں کہ کہیں آپ نے یہ باتیں رے مخالفوں کے سامنے تو نہیں کیں؟ میں نے کہا نہیں۔ کیونکہ آپ نے اصرار کیا اسلئے میں نے بتایا۔ خلیفہ ہارون رشید نے پوچھا:

پ لوگ اولادِ علی کے بجائے اولادِ نبی کیوں کہلاتے ہیں؟

خلیفہ نے امام کاظمؑ سے کہا کہ آپ لوگ علی کی اولاد ہیں۔ پھر رسولؐ کی اولاد کیوں کہلاتے ہیں؟ رسول خداؐ تو آپ کے نانا تھے، باپ نہ تھے۔ (اسلئے ہم میں آپ میں فرق نہیں) امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا فرض کریں آج رسول خداؐ دنیا میں واپس جائیں اور آپ سے آپ کی بیٹی کا رشتہ طلب کریں تو آپ کیا جواب دیں گے؟

خلیفہ ہارون نے کہا میں خوشی سے رسول کو اپنا داماد بنالوں گا۔ پھر اس رشتہ کی وجہ سے عرب وعجم پر فخر کروں گا۔

امام فرماتے ہیں "میں نے کہا بس یہی فرق ہے تم میں اور ہم میں۔ جناب رسول خداؐ آپ سے رشتہ مانگ سکتے ہیں جبکہ ہم سے نہیں مانگ سکتے۔ کیونکہ میری بیٹی ان کی نواسی ہیں، اسلئے رسولؐ کے لئے میری بیٹی کا رشتہ حرام ہے کیونکہ رسول خداؐ نے مجھے جنم دیا ہے (یعنی ہم ان کی ولاد ہیں، تم انکی اولاد نہیں۔ ہم اولاد رسولؐ ہیں) ہارون رشید نے کہا اچھا آپ اس بات کو قرآن سے ثابت فرمائیں کیونکہ قرآن کا دعویٰ ہے کہ "ہم نے قرآن میں کوئی بات بیان کرنے سے نہیں چھوڑی" (سورہ انعام ۳۸)

پھر آپ لوگ یہ دعوے بھی کرتے ہیں کہ پورے قرآن کی تاویل (علم) آپ کے پاس ہے اسلئے آپ خود کو اولاد رسولؐ ثابت فرمائیں۔ امام موسیٰ کاظمؑ فرماتے ہیں کہ میں نے قرآن کی یہ آیت پڑھی:

"اور ابراہیم کی اولاد سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ، ہارون (سب کی ہم ہدایت کی) اور نیک لوگوں کو ہم ایسا بدلہ دیا کرتے ہیں اور ذکریا، یحییٰ، عیسیٰ اور الیاس یہ سب نیک بندوں میں سے تھے" (القرآن سورہ انعام ۸۴۔۸۵)

یہ آیتیں پڑھ کر میں نے خلیفہ ہارون نے کہا کہ اب بتائیں عیسیٰ کے باپ کون تھے؟ خلیفہ نے کہا ان کے باپ نہ تھے۔ وہ تو مریم کی اولاد تھے۔ میں نے کہا پھر عیسیٰ ابراہیم ذریت (اولاد) میں کیسے بیان کیے گے ہیں؟ ہارون رشید نے کہا اپنی ماں کی وجہ سے او ابراہیم میں شامل ہوئے۔ میں نے کہا بادشاہ صاحب! جس طرح عیسیٰ اپنی ماں کی وجہ سے اولا ابراہیم کی اولاد ہوئے، اسی طرح ہم فاطمہؑ کے ذریعہ اولاد رسولؐ میں سے ہیں۔

پھر امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا کہ میں نے کہا اگر اس سے بھی زیادہ جاننا چاہتے ہو تو اور بتاؤں؟ ہارون رشید نے کہا کہ ضرور بتائیں۔ میں نے قرآن کی یہ آیات پڑھی" جب تمہارے پاس علم آچکا اسکے بعد میں اگر کوئی (نصرانی) حجت بازی کرے تو کہو ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ" ۔ (آل عمران ۶۱)

اس آیات کے اترنے کے پر رسول خداؐ ابنا ئنا اپنے بیٹوں کے تحت امام حسنؑ، امام حسینؑ کو لے گئے تھے۔ (قرآن سے ثابت ہوا کے ہم رسول کی اولاد ہیں)

پھر تمام علماء اسلام کا متفقہ بیان ہے کہ جبرائیل نے حضرت علیؑ کی شجاعت سے جنگ کرنے کو دیکھ کر فرمایا تھا یا محمدؐ، اے محمدؐ! ہمدردی اس کو کہتے ہیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرما انہ منی وانامنہ کیوں نہ ہو علی مجھ سے ہے، اور میں علی سے ہوں۔ اس پر جبرئیل نے کہا لافتی

الا علی لا سیف الا ذو الفقار نہ علی جیسا کوئی جوان ہے نہ ذوالفقار جیسی کوئی تلوار ہے۔

یہ سن خلیفہ ہارون رشید نے کہا آپ نے بہت اچھا کہا۔ اگر آپ کی کوئی حاجت ہو تو بیان کریں۔ میں نے کہا میری پہلی اور آخری حاجت یہ ہے کہ آپ مجھے میرے گھر والوں کے پاس جانے دیں" ہارون رشید نے کہا ہم اس سلسلے میں جلد فیصلہ کریں گے۔ پھر ہارون رشید نے امام کو سندی بن شاہک کی قید میں دے دیا جہاں ان کو زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔

جس وقت مدینے میں قبر رسولؐ سے آپ کو گرفتار کیا گیا تھا تو آپ نے رسول خداؐ سے خطاب کر کے فرمایا تھا" نانا جان میں اپنی مصیبتوں کی آپ سے شکایت کرتا ہوں"

ہارون رشید نے دو محملیں تیار کرائیں۔ ایک محمل میں آپ کو بصرہ روانہ کیا دوسری محمل کو کوفہ روانہ کیا تا کہ لوگوں کو پتا نہ چل سکے کہ امام کس شہر میں قید ہیں۔ امام بصرہ میں قید رکھے گئے۔ صرف کھانے یا ضروریات کیلئے دروازہ کھولا جاتا تھا۔ قریب ہی دربار تھا جس میں ہر وقت ساز بجائے جاتے تھے۔ امام کوئی توجہ نہ فرماتے اور ہر وقت خدا کی عبادت میں مصروف رہتے۔ پھر آپ کو بغداد لایا گیا، جہاں سندی بن شاہک کی سخت قید میں رکھا گیا۔ ہارون رشید نے کھجوروں میں زہر ملا کر سندی بن شاہک کے ذریعہ امام کو زبردستی کھلوایا جس سے آپ کو شہادت حاصل ہوئی۔

خلیفہ ہارون رشید امام موسیٰ کاظمؑ کے مقام کو جانتا تھا

سفیان بن نزاز کا بیان ہے کہ خلیفہ مامون رشید نے اہل دربار سے کہا کہ مجھے تشیع کا سبق میرے باپ ہارون نے دیا۔ سب لوگوں نے حیران ہو کر پوچھا وہ کیسے؟ مامون رشید نے کہا ایک دفعہ میرے والد ہارون حج پر گئے، جب مدینہ پہنچے تو درباریوں سے کہا جو آئے اس کا نسب مجھے بتاؤ، پھر قوم قبیلے کو دیکھ کر کسی کو ۵۰۰۰ دینار دیتا اور کسی کو ۲۰۰۰ ہزار۔ اچانک فضل

بن ربیع نے خبر دی کہ موسیٰ ابن جعفر تشریف لائے ہیں۔ ہارون نے سب کو حکم دیا کہ ادب سے استقبال کریں۔ میں نے دیکھا ایک بزرگوار گھوڑے پر آرہے ہیں، عبادت کی کثرت کی وجہ سے کمزور ہیں۔ خدا کی خوف کی وجہ سے چہرہ زرد ہے۔ جیسے ہی ہارون کو دیکھا گھوڑے سے اترنے لگے تو ہارون نے کہا آپ نہ اتریں۔ اگر اتریں تو میری قالین پر اتریں۔ میرے باپ نے خود لگام تھامی، چہرے اور آنکھوں کو بوسہ دیا۔ ادب سے بٹھا کر بات کی۔ حالات پوچھے۔ پوچھا آپ نے اپنے بیٹیوں کا نکاح کیوں نہ کیا؟ فرمایا تنگدستی کی وجہ سے۔ پوچھا کتنا قرضہ ہے؟ فرمایا تقریباً دس ہزار۔ پوچھا آپ کی زمین کیا ہوئی؟ فرمایا کبھی آباد ہوتی ہیں کبھی ویران رہتی ہے۔ خلیفہ نے کہا آپ کی اتنی مدد ضرور کرونگا کہ آپ کا قرضہ ادا ہو جائے، زمیں آباد کر سکیں اور بیٹوں کی شادیاں کر سکیں۔ امام نے فرمایا آپ اپنے چچا کے بیٹے کے ساتھ صلہ رحمی فرما رہے ہیں۔ خدا اس خدمت کو قبول فرمائے۔ خلیفہ نے کہا کہ میں ایسا کر کہ اپنے لئے عزت محسوس کرونگا۔ امام نے فرمایا اللہ کا حکم ہے کہ حکام امت کے غریب لوگوں کی مدد کریں۔ ان کے قرضے ادا کریں، ضروریات فراہم کریں۔ خلیفہ نے کہا میں ایسا ہی کرونگا، جب امام جانے لگے تو میرے باپ نے مجھے حکم دیا کہ تم سب اٹھو اور اپنے چچا اور سردار کے آگے آگے چلو۔ سواری کی رکاب تھامے رہو اور گھر تک پہنچا کر آؤ۔ امام نے مجھے چپکے سے خلیفہ بننے کی بشارت دی۔ واپسی میں میں نے ہارون رشید سے پوچھا یہ کون تھے؟ ہارون رشید نے کہا یہ تمام انسانوں کے امام، خلیفہ خدا کی حجت اور خدا کے خلیفہ ہیں۔ میں نے پوچھا آپ خلیفہ نہیں ہیں؟ کیا ان تمام صفات کے مالک نہیں ہیں؟ میرے والد نے کہا میں ظاہری حکمران ہوں وہ بھی جبر اور طاقت کی وجہ سے۔ اور موسیٰ ابن جعفر حق کے امام، رسول کے نیابت کیلئے مجھ سے بلکہ تمام کائنات سے زیادہ مستحق ہیں۔ میں نے کہا پھر آپ حکومت انکو کیوں نہیں دے دیتے؟ تو میرے والد ہارون رشید نے کہا حکومت کی بات کبھی نہ کرنا۔ حکومت لا ولد ہوتی ہے

۔اگر تو نے بھی مجھ سے حکومت کے لئے جھگڑا کیا تو میں تیرا سر کاٹنے کی پرواہ نہ کروں گا کیونکہ حکومت مجھے بے حد پیاری ہے اور حکومت کسی کی رشتہ دار نہیں ہوا کرتی۔

پھر جب میرے والد ہارون رشید مدینہ سے جانے لگے تو امام موسیٰ کاظمؑ کے پاس ایک سیاہ تھیلی بھیجی جسمیں صرف دو سو دینار تھے۔ میں کھڑا ہو گیا اور میں نے کہا بابا جان مہاجرین اور انصار کو پانچ پانچ ہزار دینار دئے اور موسیٰ ابن جعفر کو صرف دو سو؟ حالانکہ آپ نے ان کی اتنی تعظیم کی کہ اتنی کسی کی بھی نہیں کی؟ میرے باپ نے کہا خاموش ہو جا تیری ماں مرے، اگر میں اپنے وعدے کے مطابق انہیں رقم دوں تو مجھے یقین ہے کہ دوسرے دن ایک لاکھ شیعوں کی تلواروں کا مجھے مقابلہ کرنا پڑے گا۔ یاد رکھ اس خاندان کی غربت ہمارے لئے سلامتی کی ضمانت ہے۔

ہارون رشید کا گویا مخارق کو اس بات پر سخت افسوس ہوا۔ وہ کھڑا ہوا اور کہنے لگا لوگ مجھ سے بھی بخشش مانگتے ہیں کیونکہ میں درباری گویا ہوں۔ میرے والد ہارون رشید نے اسکو دس ہزار دینار دے دئے۔ اس نے کہا میں مقروض ہو گیا ہوں۔ ہارون نے مزید دس ہزار دینار دئے۔ اسنے کہا میری بیٹیاں ہیں ان کی شادیاں کرنا چاہتا ہوں۔ ہارون نے دس ہزار دینار اور دیئے۔ اس نے کہا میں کچھ زمینیں خریدنا چاہتا ہوں تاکہ آئندہ پریشانی نہ ہو۔ خلیفہ نے ایک بڑی جاگیر اس کے نام لکھ دی جسکی سالانہ آمدنی دس ہزار دینار تھی۔ مخارق گویا تیس ہزار دینار لے کر چپکے سے امام موسیٰ کاظم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا خلیفہ معلون نے جو سلوک آپ کے ساتھ کیا مجھے اسکا شدید صدمہ ہے۔ مجھے اس رقم اور جائیداد کی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہ سب کچھ آپ کی نذر کرتا ہوں۔ اسکو مہربانی فرما کر قبول فرمائیں۔ امامؑ نے فرمایا میں اسکو ہرگز قبول نہ کرتا مگر تیرے اصرار پر قبول کرتا ہوں، آئندہ کبھی میرے پاس نہ آنا (ورنہ جان گنوا دے گا) مخارق نے امام کے ہاتھوں کو چوما اور چلا گیا۔

مامون رشید کہتا ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنے والد خلیفہ ہارون رشید سے امام موسیٰ کاظم کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا" یہ انبیاء کے علم کے وارث ہیں۔ اگر تجھے صحیح علم کی ضرورت ہو تو صرف انہی سے مل سکتا ہے"۔ (مروی از ریان بن شبیب)

مامون رشید کہتا ہے کہ اسی دن مجھے اہلبیت رسولؐ سے محبت ہوگئی۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی دعا اور رہائی

محمد بن علی ماجیلویہ بیان کرتا ہے کہ جب ہارون رشید عباسی خلیفہ نے امام موسیٰ کاظمؑ کو قید کیا تو پہلی رات امام نے وضو کیا اور چار رکعت نماز پڑھی۔ پھر یہ دعا مانگی: اے میرے آقا! مجھے ہارون کی قید سے نجات دے۔ مجھے اسکے ہاتھوں ظلم سے نجات دے۔ اے درخت کو ریت اور مٹی کی قید سے آزاد کرنے والے اور دودھ کو گوبر اور خون کی قید سے نجات دینے والے، اے روح کو انتریوں سے نکالنے والے! مجھے ہارون رشید کی قید سے آزادی عطا فرما۔

اُدھر ہارون سو رہا تھا کہ اس نے خواب میں ایک کالے آدمی کو دیکھا جس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس نے کہا اگر تو نے اسی وقت امام موسیٰ ابن جعفرؑ کو قید سے آزاد نہ کیا تو ابھی ابھی تیری گردن اڑا دوں گا۔ یہ خواب دیکھ کر ہارون بے حد ڈر گیا اور دربان کو حکم دیا کہ فوراً موسیٰ ابن جعفر کو رہا کر دو۔ جب امام کو ہارون کے پاس لائے تو رات کا وقت تھا۔ امام نے محسوس کیا کہ شاید قتل کرنے کے لئے لائے ہیں۔ ہاروں رشید نے امام سے پوچھا آج رات آپ نے کیا دعا مانگی؟ امام نے یہی دعا سنائی۔ ہارون رشید نے تین پوشاکیں، اپنا ذاتی گھوڑا آپ کی نذر کیا اور رہائش کے لئے ایک مکان بھی دیا۔ آپؑ ہر جمعرات کو ہارون سے ملنے آتے۔ مگر کچھ عرصے بعد پھر امام کو قید کر دیا اور قید خانے ہی میں زہر دے دیا۔

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے لمبے لمبے سجدے

ثوبانی بیان کرتا ہے کہ میں نے دس سال امام کو قید خانے میں دیکھا کہ سورج طلوع ہونے کے بعد سر سجدے میں رکھتے تو زوال تک سجدے میں ہی رہتے۔ خلیفہ ہارون رشید نے کئی دفعہ اپنے محل کی چھت پر چڑھ کر قید خانے میں جھانکا تو اپنے دربان ربیع سے پوچھا مجھے قید خانے میں ایک کپڑا پڑا ہوا نظر آتا ہے ربیع نے کہا وہ امام موسیٰ کاظمؑ ہیں جو طلوع آفتاب سے زوال تک سجدہ کرتے ہیں۔ ہارون رشید کہتا تھا بے شک موسیٰ ابن جعفر بنی ہاشم کے راہب ہیں ، دربان نے کہا پھر آپ نے کیوں قید کر دیا؟ ہارون نے کہا ایسا کرنا ضروری ہے۔

محمد بن واقدی کہتا ہے کہ مجھ سے زیادہ امام موسیٰ کاظمؑ کو جاننے والا کوئی نہیں۔ مجھے حیرت ہے کہ لوگ انکو زندہ کیسے مانتے ہیں؟ جبکہ میں نے خود اپنے ہاتھوں سے انکو دفن کیا ہے۔

عبداللہ ابن صیرفی کا بیان ہے کہ امام موسیٰ کاظمؑ کا جنازہ ایک چارپائی پر رکھا گیا اور منادی سے ندا دلوائی گئی لوگو یہ رافضیوں کا امام ہے۔ جو شخص خبیث (معاذ اللہ) کو دیکھنا چاہے وہ آکر ان کی لاش کو دیکھ لے۔ جب سلیمان بن ابی جعفر نے ان آوازوں کو سنا تو اپنے غلاموں سے پوچھا یہ کس کی میت ہے؟ غلاموں نے معلوم کرنے کے بعد جتلایا کہ سندی بن شاہک یہ اعلان کروا رہا ہے اور یہ امام موسیٰ کاظمؑ کی میت ہے۔ سلیمان نے حکم دیا کہ جب جنازہ پل پر آئے تو کسی کو یہ اعلان نہ کرنے دینا اور سب کو مار مار کر بھگا دینا۔ ان کی وردیاں یہ پھاڑ دینا اور جنازہ چھین لینا۔ غلاموں نے یہی کیا اور جنازے پر قبضہ کر لیا۔ پھر غسل اور کفن دیا۔ لوگوں کو جمع کیا ۔ اپنا گریبان پھاڑ کر ننگے پاؤں خود جنازہ اٹھا کر مقابر قریش لایا اور احترام سے دفن کیا۔ جب ہارون کو خبر ہوئی تو اس نے اپنے چچا کو خط لکھا کہ چچا جان آپ نے صلہ رحمی کا ثبوت دیا۔ خدا آپکو اجر عطا فرمائے۔ خدا کی قسم سندی بن شاہک نے جو کیا اس میں میرا دخل نہ تھا۔

شہادت سے تین دن پہلے بغداد میں امام موسیٰ کاظمؑ نے قید خانے کے نگراں مسیب کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ آج رات میں مدینہ جاؤں گا تاکہ اپنے بیٹے علی کو امامت کا عہد عطا کروں۔ مسیب نے عرض کی مولا میں قید خانے کا دروازہ نہیں کھول سکتا کیونکہ وہاں بہت سے چوکیدار موجود ہیں۔ امام نے فرمایا مسیب کیا تمہارا ایمان کمزور ہوگیا ہے؟ مسیب نے عرض کی مولا دعا فرمائیں میں آپ کے بارے میں اپنے ایمان پر قائم رہوں۔ امام نے فرمایا تم نہ گھبراؤ میں دعا کروں گا جو حضرت سلیمان پیغمبر کے لئے ان کے وصی آصف برخیا نے پڑھی تھی اور چشم زدن میں بلقیس کا تخت ہزار میل دور سے منگوایا تھا۔ مسیب کہتے ہیں پھر میں نے امام کو عاما نگتے دیکھا پھر وہ مجھے مصلے پر نظر نہ آئے۔ کچھ دیر بعد میں نے دیکھا کہ امام تشریف لے آئے اور طوق اور زنجیر پہننے لگے، پھر فرمایا مسیب تین دن کے بعد میں وفات پا جاؤں گا۔ مسیب کہتے ہیں کہ میں رونے لگا تو فرمایا مت رو، میرا بیٹا علی رضا تیرا امام ہے، اسکی ولایت سے چمٹے رہنا، ہر گمراہی سے خدا تم کو محفوظ رکھے گا۔ پھر فرمایا مجھے مقابر قریش میں دفن کرنا۔ میری قبر کو چار انگلیوں سے زیادہ بلند نہ کرنا۔ تبرک کے لئے میری قبر سے مٹی نہ اٹھانا کیونکہ مٹی قبر سے اٹھانا حرام ہے سوا میرے جد امام حسینؑ کی قبر کے۔ کیونکہ خداوند عالم نے کربلا کی مٹی کو ہمارے دوستوں کیلئے شفا بنایا ہے۔

مسیب کہتے ہیں کہ وفات کے بعد اچانک میں نے امام کے جسم کے قریب ایک نوجوان کو دیکھا جو آپ کی شبیہ تھا۔ میں امام رضاؑ کو بچپن میں دیکھ چکا تھا مگر پہچان نہ سکا۔ پھر وہ جوان رخصت ہوا تو میں نے ہارون رشید کو جا کر امام کی وفات کی خبر دی۔ سندی بن شاہک دوستوں کیساتھ امام کو غسل دے رہا تھا مگر میں دیکھ رہا تھا کہ وہی جوان (امام رضا) غسل دے رہے ہیں، جبکہ سندی سمجھ رہا تھا کہ ہم غسل دے رہے ہیں۔ میں دیکھ رہا تھا کہ سندی اور اسکے ساتھیوں کے ہاتھ امام کے جسم کو مس نہیں کر سکتے تھے۔ صرف وہی جوان امام رضاؑ غسل دے

رہے تھے۔

جب یحییٰ برمکی وزیر اعظم نے امام کے لئے زہریلا کھانا بھیجا اور کھانے پر مجبور کیا تو امام نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے اور فرمایا خداوند عالم تو خوب جانتا ہے کہ میں خود اپنی موت کو دعوت دینے والا نہیں ہوں (یعنی مجھے مجبور کیا جا رہا ہے کہ میں زہریلا کھانا کھاؤں اسلئے مجبوراً کھا رہا ہوں) کھانے کے بعد بیمار ہو گئے اور طبیب لایا گیا تو آپؑ نے طبیب کو ہتھیلی میں پیدا ہونے والا رنگ دکھایا۔ طبیب نے باہر آ کر کہا جو کچھ تم لوگوں نے اس قیدی کے ساتھ سلوک کیا اس کو وہ تم سے زیادہ جانتے ہیں۔ پھر امام کی وفات ہو گئی۔

امامؑ کے بعد ہارون رشید کا آل محمدؐ پر ظلم

عبداللہ بازار کہتا ہے رمضان کے مہینے میں میں حمید بن محطبہ سے ملنے گیا اس نے دستر خوان بچھوایا اور مجھ سے کھانے کو کہا۔ میں نے کہا کہ میں روزہ سے ہوں اور یہ رمضان کا مہینہ ہے۔ حمید نے کہا مجھے کوئی بیماری نہیں ہے، اپنی بدبختی کی وجہ سے روزے نہیں رکھتا۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک رات طوس میں مجھے ہارون رشید نے بلوایا اور فرمایا کہ تم میری کتنی اطاعت کر سکتے ہو؟ میں نے کہا کہ میں جان اور مال سب آپ پر قربان کر سکتا ہوں۔ یہ بات اس نے تین دفعہ پوچھی۔ جواب سن کر ہنسا اور حکم دیا کہ یہ تلوار اٹھا کر جاؤ۔ یہ غلام جو حکم دے اس کو انجام دو۔ غلام ایک جگہ لے گیا جہاں تین کمرے تھے اور صحن میں کنواں تھا۔ ایک کمرہ کھولا تو بیس قیدی تھے جن میں بچے بچیاں اور بوڑھے تھے۔ غلام نے کہا ان سب کو قتل کر دو۔ میں نے سب کو قتل کر دیا پھر غلام نے دوسرا کمرا کھولا جن میں بیس قیدی تھے، میں نے سب کو قتل کر دیا۔ پھر غلام نے تیسرا کمرہ کھولا، انیس کو میں نے قتل کر دیا۔ آخر میں ایک بوڑھا قیدی لایا گیا اس نے کہا بدبخت قیامت کے دن ہمارے نانا رسول خدا کو کیا جواب دے گا؟ اس وقت میرے ہاتھ کانپنے لگے

ہارون رشید کے غلام نے سختی سے مجھے جھڑکا تو میں نے اس بوڑھے کو بھی قتل کر دیا اور سب لاشیں کنویں میں ڈال دیں۔ اب بتاؤ مجھے نماز، روزوں سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟

منصور دوانیقی کا ظلم

منصور مطر کا بیان ہے کہ منصور عباسی خلیفہ نے جب بغداد کا شہر بنایا تو چن چن کر سادات آل رسول کو قتل کرتا اور دیواروں میں چنوا دیتا۔ ایک بچے کو معمار کے پاس لایا گیا جو امام حسنؑ کی نسل سے تھا اسکو دیوار میں چننے کا حکم دیا۔ معمار کا دل لرزنے لگا۔ اس نے ادھر اُدھر اینٹیں لگائیں اور ایک چھوٹا سے سوراخ درمیان میں چھوڑ دیا۔ رات کو معمار خود آیا اور دیوار سے بچے کو نکال کر کہا آپ اپنے گھر نہ جایئے گا۔ کہیں اور چلے جائیں ورنہ مجھے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ میں نے رسول خداؐ کی خوشی کے لئے تم کو بچالیا۔ بچے نے کہا میرے بال کاٹ لو اور میری ماں کو بتا دینا کہ میں زندہ ہوں اور کہیں چلا گیا ہوں۔

فلسفہ توحید و قیامت پر امام رضاؑ کے بیانات

(۱) جس نے اللہ کی شبیہ (یا مثال) اسکی مخلوق سے دی وہ مشرک ہے اور جس نے خدا کی طرف اس بات کی نسبت دی جس سے خدا نے منع کیا ہے وہ کافر ہے۔

(۲) خدا کا فرمان ہے کہ اس دن کچھ چہرے تروتازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔ (القرآن القیامہ ۲۲۔۲۳)

یعنی کچھ چہرے روشن ہوں گے اور اپنے مالک کے ثواب و انعامات کو دیکھ رہے ہوں گے (یا) ان انعامات کے ملنے کا انتظار کر رہے ہوں گے۔

(۳) ابوالصلت نے حضرات امام رضاؑ سے پوچھا کہ رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ مومنین اپنے محلات سے اپنے پالنے والے مالک کا دیدار کریں گے۔ (الحدیث) امام

رضاؑ نے فرمایا خداوندعالم نے رسول خداؐ کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا ہے۔(النساء ۸۰)اور رسول خداؐ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو خدا نے اپنے ہاتھ پر بیعت کرنا فرمایا ہے (سورہ الفتح ۱۰)

جس طرح رسول کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور رسول کے ہاتھ پر بیعت خدا کے ہاتھ پر بیعت ہے اسی طرح رسول خداؐ کے دیدار کو خدا نے اپنا دیدار قرار دیا ہے۔اسی لئے جناب رسول خدا نے فرمایا ہے کہ من زارنی فی حیاتی او بعد موتی فقد زار الله جس نے مجھے زندگی میں یا موت کے بعد دیکھا اس نے خدا کو دیکھا۔

(۴) پھر ابو الصلت نے امام سے پوچھا کہ جناب رسول خداؐ کے اس قول کا کیا مطلب ہے: بے شک لا الہ الا اللہ کو دل سے سمجھ کر پڑھنے کا ثواب خدا کے چہرے کا دیدار کرنا ہے۔(الحدیث) امامؑ نے فرمایا'' جو شخص یہ سمجھے کہ خدا کا چہرا بھی مخلوق کی طرح کا ہے تو اس نے کفر کیا۔اللہ کے چہرے سے مراد انبیا کرامؑ اور انکے اوصیاء (ائمہ اہلبیتؑ) ہیں۔کیونکہ انہی کی وجہ سے اللہ پہنچانا گیا ہے (اور چہرے کا کام بھی یہی ہوتا ہے) اس لئے خدا کا یہ فرمانا کہ ''جو بھی زمین پر رہتا ہے،فنا ہو گا لیکن تیرے پالنے والا مالک کا چہرہ جو جلال اور عزت والا ہے ہمیشہ باقی رہے گا (یہاں بھی خدا کے چہرے سے مراد انبیاء کرامؑ اور ان کے اوصیاء ہیں)

پھر امام نے فرمایا کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے'' جس نے میری اولاد اور اہلبیتؑ سے دشمنی رکھی، قیامت کے دن وہ مجھے دیکھا گا اور نہ میں اس کو دیکھنا گوارا کروں گا اور تم لوگوں میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جو مجھ سے جدا ہونے کے بعد پھر کبھی مجھے نہیں دیکھیں گے''۔پھر امام نے فرمایا اباصلت! اللہ کی توصیف تعریف کسی مکان کے حوالے سے نہیں کی جاسکتی کیونکہ خدا ہر جگہ ہے
ہر جگہ کو خود اس نے پیدا کیا ہے۔اسلئے وہ کسی جگہ (محدود) ہونے سے پاک ہے۔اللہ ہی

نے تمام کیفیات کو خود پیدا کیا ہے اسلئے اس پر کوئی کیفیت طاری نہیں ہو سکتی۔ اور خدا کا اعتماد رسہارا خود اس کی اپنی قدرت پر تھا (اور ہے)"

(۸) محمد بن عروہ نے امام رضاؑ سے پوچھا کہ کیا خدا نے تمام چیزوں کو اپنی قدرت سے بنایا؟؟ امام نے فرمایا "اگر تم کہو خدا نے ہر چیز کو اپنی قدرت سے بنایا گویا تم نے خدا کی قدرت کو تمام چیزوں کے پیدا ہونے کا آلہ قرار دیا۔ اسلئے یہ شرک ہے، اگر تم یہ کہتے ہو کہ خدا نے قدرت کے بغیر تمام چیزوں کو بنایا تو اللہ نہ کمزور ہے، نہ غافل ہے اور نہ کسی کا محتاج ہے۔ اللہ قادر لذاتہ ہے، کسی اور کی قدرت کی وجہ سے قادر نہیں"۔

(۹) امامؑ نے فرمایا خدا تمام چیزوں کا آغاز و انجام سے پہلے انکا علم رکھتا تھا، اسی لئے خدا نے فرمایا ہے کہ "اگر یہ لوگ پلٹا بھی دیے جائیں تو بھی یہ لوگ وہ کچھ کریں گے جس سے یہ لوگ روکے گئے؟ ہیں۔ یہ لوگ جھوٹے ہیں"۔ (سورہ الانعام ۲۸)

حضرت امام رضاؑ کی ایک دعا ہے: پاک ہے وہ خدا جس نے مخلوق کو اپنی ذاتی قدرت سے پیدا کیا۔ پھر اپنی حکمت سے انکو مضبوط کیا۔ اپنے علم، کے مطابق ہر چیز کو اس کے مقام پر رکھا۔ پاک ہے وہ خدا جو خیانت کرنے والی نظروں تک کو جانتا ہے اور جو راز سینوں میں چھپے ہیں ان کو بھی جانتا ہے۔ کوئی چیز اس کی مثل نہیں۔ جو ہر چیز سننے، دیکھنے والا ہے۔

(۱۰) حسین بن خالد نے حضرت امام علی رضاؑ سے پوچھا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ علم کی وجہ سے عالم، قدرت کی وجہ سے قادر، حیات کی وجہ سے زندہ، سننے کی صلاحیت کی وجہ سے سمیع اور قوت بصارت کی وجہ سے بصیر (دیکھنے والا) بنا ہے۔ امامؑ نے فرمایا جو شخص یہ بات مانتا ہے اس نے اللہ کے ساتھ کئی خدا بنا لئے اسلئے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔ اللہ ازل ہی سے عالم، قادر، زندہ، قدیم، سمیع، بصیر لذاتہ ہے (ذاتی طور پر ہمیشہ سے ایسا ہے)

(۱۱) مخلوق اور خالق کے ارادے کا فرق

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا "مخلوق کا ارادہ کسی کام کے انجام دینے کا خیال ہوتا ہے جس کے نتیجے میں فعل واقع ہوتا ہے لیکن خدا کا ارادہ کسی کام کو انجام دینا ہوتا ہے کیونکہ خدا کسی سوچ بچار کا محتاج نہیں۔ اللہ کے ارادے سے مراد اسکا فعل ہوتا ہے اور خدا کا کن فرمانا بھی کسی کیفیت کا پابند نہیں کیونکہ خدا کسی کیفیت کا پابند نہیں ہے"۔

(۱۳) خدا کی پنڈلی

خداوند عالم کا فرمانا کہ "جس دن پنڈلی کھول دی جائے گی اور انکو سجدہ کرنے کے لئے بلایا جائے گا"۔ (القلم ۴۲)

امام رضاؑ نے فرمایا پنڈلی سے مراد نور کا حجاب ہے جو ہٹا دیا جائے گا۔ اس وقت تمام مومنین سجدے میں گر جائیں گے مگر منافق کی پیٹھیں اکڑ جائیں گی اور وہ سجدہ نہ کر سکیں گے۔

(۱۴) خدا کی بہترین معرفت

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ حضرت علیؑ نے توحید کے بارے میں فرمایا "کوئی مکان خدا سے خالی نہیں کہ اسکی وسعت وظرف کا احساس کیا جاسکے۔ کوئی مثال اسکے لئے ممکن نہیں کہ اسکی کیفیت کو بیان کیا جاسکے۔ وہ مخلوق کی صفات سے بالکل جدا ہے اور ہمارے ادراک کی سرحدوں سے ماوراء ہے۔ اپنی بڑائی کی وجہ سے کسی کے تصرف سے باہر ہے۔ تیز ترین ذہن سے بھی اسکی حد بندی ممکن نہیں۔ گہری سے گہری سوچ سے بھی اس کی کیفیت کا اندازہ نہیں لگا جاسکتا۔ وہ واحد ہے مگر باعتبار عدد نہیں۔ وہ دائم ہے لیکن زمانے کے لحاظ سے نہیں۔ وہ جنس نہیں کہ دوسری اجناس اس جیسی ہوسکیں۔ اسکی کوئی مثال نہیں کہ اس کی کوئی مشابہت کر سکے۔ وہ اپنی نعمتوں اور اطاعت کے ذریعہ صاحب اقتدار معلوم ہوا، اپنی کبرائی کی وجہ سے بے مثال رہا۔

تمام چیزوں کا مالک ہے (اسلئے وقت کا بھی مالک ہے) اسلئے وقت اس کو پرانا نہیں کر سکتا۔ (لا محدود ہے اسلئے) کوئی وصف اسکا احاطہ نہیں کر سکتا۔ سرکش گردنیں اسکے سامنے جھکنے پر مجبور ہیں۔ بلند سے بلند پہاڑ، بلندیاں اور مضبوط سے مضبوط طاقتیں اس کے سامنے زیر ہیں۔ وہ ہر ہر چیز سے اپنی ربوبیت (مالکیت اور پالنے) کی گواہی دلا رہا ہے۔ تمام مخلوقات کی عاجزی سے اپنی قدرت کو ظاہر کر رہا ہے۔ تمام چیزوں کی حدوث (فنا ہو جانے) سے اپنے قدیم، ابدی، ازلی ہونے کا پتہ دے رہا ہے۔ ہر چیز کو زوال پزیر بنا کر اپنی بقا کی گواہی دلوا رہا ہے۔ اسکی جانب کوئی حد منسوب نہیں۔ اسکے لئے کوئی بیان یا مثال نہیں۔ کوئی چیز اس سے چھپی نہیں۔ وہ مثالوں اور مخلوقات سے بہت زیادہ بلند ہے۔ محمد مصطفیٰؐ اس درخت سے تعلق رکھتے ہیں جس سے خدا نے انبیاء کرام کو پیدا کیا۔ اپنے امینوں کا انتخاب کیا۔ اس درخت کی شاخیں (نسلیں) پاک ہیں۔ اسکے عمود معتدل ہیں۔ اسکی ٹہنیاں تر و تازہ اور ثمر پختہ ہیں۔ یہ درخت کرم اور سخاوت کی زمین پر کاشت ہوا۔ حرم میں اگا۔ پھر یہ درخت بلند ہوا اور نا قابل تسخیر بن گیا۔ پھر خدا نے اس کو روح امین، نور مبین، او ور کتاب مبین، کے ذریعہ عزت عطا فرمائی۔ اسکے لئے براق کو مسخر کیا۔ ملائکہ نے آپ سے مصافحہ کیا۔ شیاطین آپؐ سے ڈر گئے۔ آپ ہی کے ذریعہ باطل خداؤں کا قلعہ قمع ہوا۔ آپ کی سنت عین ہدایت ہے۔ آپ کی سیرت عدل ہے۔ آپ کا فیصلہ حق ہے۔ آپؐ کے مالک نے آپ کو جو حکم دیا، آپ نے اس کی پوری پوری تعمیل اور تبلیغ فرمائی۔ یہاں تک کے آپ کی تبلیغ کی وجہ سے توحید کا بول بالا ہوا۔ کلمہ لا الہ الا اللہ لا شریک لہ کا چرچا ہوا۔ خدا کی توحید خالص ہوئی۔ اسکی ربوبیت صاف طور پر سمجھ آئی۔ اسطرح خداوند عالم نے توحید کے ذریعہ اپنی دلیل کو ظاہر کیا۔ اسلام کے ذریعہ اپنی توحید کو بلندی عطا فرمائی اور نبی آخرؐ کے لئے بلند ترین درجہ اور سب سے اعلیٰ وسیلہ اور رضا کا انتخاب فرمایا۔ آپؐ پر اور آپؐ کے خاندان پر درود (یعنی) خاص الخاص رحمتیں نازل ہوں۔

(۱۵) مہر لگانے کا مطلب

خدا کا فرمان ہے کہ خدا نے انکو اندھیرں میں چھوڑ دیا۔ اب انہیں کچھ دکھائی نہیں دیتا"۔ (البقرہ ۱۷)

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا "لفظ ترک (چھوڑ دینا) جب خدا کے لئے استعمال ہوتا ہے تو اسکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب خدا نے دیکھ لیا کہ یہ لوگ کفر، انکار اور گمراہی سے باز نہیں آتے تو خدا نے ان کو اپنے لطف و کرم سے الگ کر دیا اور انکی گمراہیوں پر انہیں باقی رہنے دیا"۔

پھر خدا نے فرمایا: "اللہ نے انکے دلوں اور کانوں پر مہر لگا دی۔ (البقرہ ۷)"

امام نے فرمایا ختم یعنی مہر لگا دینے کے معنی یہ ہیں کہ خدا نے (سننے سمجھنے کی صلاحیت سلب کر کے) مہر لگا دی (یعنی بند کر دیا) جیسا کہ خدا نے خود فرمایا: "بلکہ اللہ نے انکے دلوں پر ان کے انکار کی وجہ سے مہر لگا دی اسلئے اب ان میں سے بہت کم لوگ ہی حقیقتوں کو سمجھ کر مانیں گے"۔ (النساء ۱۵۵)

حضرت امام رضاؑ سے پوچھا گیا کہ کیا خدا اپنے بندوں کو اپنی نافرمانی پر مجبور کرتا ہے؟ امام نے فرمایا "اللہ ان کو مہلت بھی دیتا ہے اور اختیار بھی، تا کہ وہ توبہ کر لیں"۔ امام سے پوچھا گیا کہ کیا خدا کسی کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف دیتا ہے؟

فرمایا بھلا ایسا کیسے ممکن ہے جبکہ خدا خود فرماتا ہے کہ "تیرا مالک بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے" (فصلت ۴۶)

جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ خدا اپنے بندوں کو نافرمانیوں پر مجبور کرتا ہے یا ان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف دیتا ہے، ایسے آدمی کا ذبیحہ تک نہ کھاؤ، نہ اس کی گواہی قبول نہ کرو، نہ اس کے پیچھے نماز پڑھو نہ اسے زکوۃ دو۔

نہ جبر ہے نہ مکمل اختیار ہے

حضرت امام رضا نے فرمایا "جو شخص یہ عقیدہ رکھتا کہ خدا ہم سے برے کام کراتا ہے اور پھر ہمیں سزا بھی دیتا ہے۔ اس نے جبر کے عقیدے کو مانا۔ اور جو شخص یہ مانتا ہے کہ اللہ نے پیدا کرنے اور رزق دینے کے تمام کام ائمہ اہلبیتؑ کے سپرد کر دیئے ہیں، اس نے تفویض کا عقیدہ اختیار کر لیا۔ جس نے جبر کا عقیدہ مانا وہ کافر ہے اور جس نے تفویض کا عقیدہ مانا وہ مشرک ہے۔ صحیح معاملہ جبر اور تفویض کے درمیان ہے۔ یعنی خدا نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے اس کے کرنے کا ہم کو اختیار بھی دیا ہے اور جن جن کاموں سے روکا ہے ان سے رکنے کی صلاحیت بھی عطا فرمائی ہے۔"

اب خدا کی مشیت (مرضی) یہ ہے کہ اس نے جن اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دیا، ان اچھے کاموں کے کرنے پر خدا راضی ہوا اور ان کے کرنے والوں کی مدد (اور عزت) فرمائی۔ ہر برے کام کے لیے خدا کی مشیت (مرضی) یہ ہے کہ ان سے رکو۔ خدا ان کاموں کے کرنے سے ناراض ہوتا ہے اور برے کام کرنے والوں کو ذلیل کرتا ہے۔

خدا کی مشیت (مرضی) اور قضا کا کیا مطلب ہے؟

راوی پوچھا قضا کا کیا مفہوم ہے؟ امام نے فرمایا

انسان جو اچھے برے کام کرتا ہے ان کاموں کی وجہ سے جزا و سزا کا مستحق بن جاتا ہے۔ ان کاموں پر جزا یا سزا دینے کا فیصلہ کرنا خدا کی قضا یا خدا کا فیصلہ کہلاتا ہے۔

خدا سے محجوب ہونے اور خدا کے آنے کا مطلب؟

خداوند عالم کا یہ فرمانا کہ انہیں قیامت کے دن خداوند عالم سے محجوب کر دیا جائے گا۔ (القرآن المطففین:۱۵)

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کو خدا کے ثواب وانعام سے محجوب (محروم) کر دیا جائے گا۔ اور خداوند عالم کا یہ فرمانا کہ آپ کا پالنے والا مالک اور فرشتے صف در صف آجائیں گے (القرآن الفجر:۲۲)

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا: خدا کی تعریف آنے جانے جیسے الفاظ سے نہیں کی جاسکتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا حکم آجائے گا، جس پر تمام فرشتے صف در صف قیامت کے میدان میں آجائیں گے۔

روای نے پوچھا کہ اس آیت کا کیا مطلب ہے کہ

خدا ان کا مذاق اڑائے گا یا خدا کا فرمانا کہ وہ اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں جب کہ اللہ انکو دھوکہ دینے والا ہے۔ (النساء ۱۴۲)

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: اللہ کسی سے مذاق نہیں فرماتا، نہ وہ مکر کرتا ہے نہ دھوکہ دیتا ہے۔ ایسی تمام آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ خدا ان لوگوں کو ان کی مکاریوں، بدمعاشیوں اور دھوکہ بازیوں کی خوب سزائیں دے گا۔

سید عبدالعظیم حسنیؒ نے حضرت امام رضاؑ سے پوچھا کہ جناب رسول خداؐ کی اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شب جمعہ آسمان دنیا پر اترتا ہے۔

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: جناب رسول خداؐ نے یوں فرمایا تھا کہ اللہ ہر رات کی آخری تہائی میں ایک فرشتے کو آسمانِ دنیا (سب سے نیچے والے آسمان) پر اتارتا ہے۔ اور شب جمعہ رات کے ابتدائی حصہ میں اتارتا ہے۔ پھر وہ فرشتہ حکم خدا سے یہ صدا دیتا ہے۔ "کوئی توبہ کرنے والا ہے؟ جس کی میں توبہ قبول کروں؟ کوئی اپنے گناہوں پر معافیاں مانگنے والا ہے؟ جس کو میں معاف کروں؟"

نہ جبر ہے نہ مکمل اختیار ہے

حضرت امام رضا نے فرمایا "جو شخص یہ عقیدہ رکھتا کہ خدا ہم سے برے کام کراتا ہے ور پھر ہمیں سزا بھی دیتا ہے۔ اس نے جبر کے عقیدے کو مانا۔ اور جو شخص یہ مانتا ہے کہ اللہ نے پیدا کرنے اور رزق دینے کے تمام کام ائمہ اہلبیتؑ کے سپرد کر دیئے ہیں، اس نے تفویض کا عقیدہ اختیار کر لیا۔ جس نے جبر کا عقیدہ مانا وہ کافر ہے اور جس نے تفویض کا عقیدہ مانا وہ مشرک ہے۔ صحیح معاملہ جبر اور تفویض کے درمیان ہے۔ یعنی خدا نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے اس کے کرنے کا ہم کو اختیار بھی دیا ہے اور جن جن کاموں سے روکا ہے ان سے رکنے کی صلاحیت بھی عطا فرمائی ہے۔"

اب خدا کی مشیت (مرضی) یہ ہے کہ اس نے جن اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دیا، ان اچھے کاموں کے کرنے پر خدا راضی ہوا اور ان کے کرنے والوں کی مدد (اور عزت) فرمائی۔ ہر برے کام کے لیے خدا کی مشیت (مرضی) یہ ہے کہ ان سے رکو۔ خدا ان کاموں کے کرنے سے ناراض ہوتا ہے اور برے کام کرنے والوں کو ذلیل کرتا ہے۔

خدا کی مشیت (مرضی) اور قضا کا کیا مطلب ہے؟

راوی پوچھا قضا کا کیا مفہوم ہے؟ امام نے فرمایا

انسان جو اچھے برے کام کرتا ہے ان کاموں کی وجہ سے جزا و سزا کا مستحق بن جاتا ہے۔ ان کاموں پر جزا یا سزا دینے کا فیصلہ کرنا خدا کی قضا یا خدا کا فیصلہ کہلاتا ہے۔

خدا سے محجوب ہونے اور خدا کے آنے کا مطلب؟

خداوند عالم کا یہ فرمانا کہ انہیں قیامت کے دن خداوند عالم سے محجوب کر دیا جائے گا۔ (القرآن المطففین: ۱۵)

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کو خدا کے ثواب وانعام سے محجوب (محروم) کر دیا جائے گا۔ اور خداوند عالم کا یہ فرمانا کہ آپ کا پالنے والا مالک اور فرشتے صف در صف آ جائیں گے (القرآن الفجر:۲۲)

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا: خدا کی تعریف آنے جانے جیسے الفاظ سے نہیں کی جا سکتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا حکم آ جائے گا، جس پر تمام فرشتے صف در صف قیامت کے میدان میں آ جائیں گے۔

روای نے پوچھا کہ اس آیت کا کیا مطلب ہے کہ "

خدا ان کا مذاق اڑائے گا یا خدا کا فرمانا کہ وہ اللہ کو دھوکہ دیتے ہیں جب کہ اللہ انکو دھوکہ دینے والا ہے۔ (النساء ۱۴۲)

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: اللہ کسی سے مذاق نہیں فرماتا، نہ وہ مکر کرتا ہے نہ دھوکہ دیتا ہے۔ ایسی تمام آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ خدا ان لوگوں کو ان کی مکاریوں، بدمعاشیوں اور دھوکہ بازیوں کی خوب سزائیں دے گا۔

سید عبدالعظیم حسنیؒ نے حضرت امام رضاؑ سے پوچھا کہ جناب رسول خداؐ کی اس حدیث کا کیا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شب جمعہ آسمان دنیا پر اترتا ہے۔

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: جناب رسول خداؐ نے یوں فرمایا تھا کہ اللہ ہر رات کی آخری تہائی میں ایک فرشتے کو آسمانِ دنیا (سب سے نیچے والے آسمان) پر اتارتا ہے۔ اور شبِ جمعہ رات کے ابتدائی حصہ میں اتارتا ہے۔ پھر وہ فرشتہ حکم خدا سے یہ صدا دیتا ہے۔ "کوئی توبہ کرنے والا ہے؟ جس کی میں توبہ قبول کروں؟ کوئی اپنے گناہوں پر معافیاں مانگنے والا ہے؟ جس کو میں معاف کروں؟"

توحید کی حقیقت

روای نے امام رضاؑ سے پوچھا کہ اللہ واحد (ایک) ہے اور اکیلے انسان کو بھی ہم ایک کہتے ہیں۔ پھر دونوں میں کیا فرق ہے؟ امام عالی مقام نے فرمایا جب کسی انسان کے لیے ایک کہا جاتا تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک آدمی ہے، دو نہیں ہیں۔ جب کہ اس کے اعضا کئی ہوتے ہیں۔ اس لیے وہ آدمی حقیقی معنی میں ایک نہیں ہوتا۔ اس میں گوشت پوست ہڈیاں خون اعصاب رگیں جدا جدا ہوتی ہیں۔ اس طرح ہر انسان کئی چیزوں کا مرکب ہے جب کہ اللہ مرکب نہیں۔ خدا ہر لحاظ سے ایک بلکہ یکتا یا واحد ہے۔ اور خدا کے لطیف ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وہ باریک سے باریک چیزوں کو بھی خوب اچھی طرح سے جانتا ہے بلکہ ان کی تمام تفصیلات کو بھی جانتا ہے۔ خدا نے اپنے نام اس لیے نہیں رکھے کہ وہ خود اپنے آپ کو ان ناموں سے پکارے۔ بلکہ اس لیے رکھے تاکہ لوگ خدا کو پہچان سکیں اور پھر دعا کے لیے اس کو پکار سکیں۔ خدا نے سب سے پہلے اپنا نام العلی العظیم رکھا۔ پوچھا گیا اسم کیا ہے؟ فرمایا اسم موصوف کی صفت ہے۔

حروف کا مفہوم

حضرت امام علی رضاؑ سے پوچھا گیا کہ حروف کا اصل مطلب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت علیؑ کا ارشاد ہے کہ

(الف) سے مراد آلاء اللہ (اللہ کی نعمتیں) ہیں

(ب) سے مراد بہجۃ اللہ (اللہ کی شان وشوکت ہے)

(ت) سے مراد تمام الامر القائم آل محمدؐ ہے (یعنی قائم آل محمدؐ امام مہدیؑ پر تمام کام مکمل ہوگا۔)

(ث) سے مراد ثواب المومنین (یعنی مومنین کو ان کے نیک کاموں کا اچھا بدلہ دیا جائے گا)

(ج) سے مراد جمال الحی (خدا کی خوبصورتی)

(ح) سے مراد خدا کا حلم ہے جو وہ گناہگاروں پر فرماتے ہیں

(خ) سے مراد خمول ذکر اہل المعاصی (یعنی گناہگار بالکل گمنام ہو جائیں گے)

(د) سے مراد خدا کا دین ہے

(ذ) سے مراد ذوالجلال یعنی خدا کی عظمت اور بڑائی

(ر) سے مراد خدا کا روف و رحیم ہونا ہے یعنی بے حد مہربان

(ز) سے مراد قیامت کا زبردست زلزلہ ہے

(س) سے مراد سناالله (یعنی اللہ کی شان و شوکت) ہے

(ش) سے مراد یفعل اللہ ماشاء یعنی خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(ص) سے مراد خدا کا صادق الوعد ہونا ہے۔

(ض) سے مراد ضل من خالف محمدؐ و آل محمدؐ ہے یعنی جس نے محمدؐ و آل محمدؐ کی مخالفت کی وہ گمراہ ہوا۔

(ط) سے مراد طوبیٰ للمومنین ہے یعنی (مومنین کے لیے خوشخبریاں ہیں)

(ظ) سے مراد ظن المومنین باللہ خیرا یعنی (مومنین کو خدا سے اچھا گمان رکھنا چاہیے کہ وہ ہمارے ساتھ اچھا سلوک فرمائے گا۔)

(ع) سے مراد اللہ کا علم ہے

(غ) سے مراد خداوند عالم کا غنی (بے پرواہ) ہونا ہے

(ف) سے مراد جہنمیوں کی فوج ہے (جو خدا کے نافرمان ہیں)

(ق) سے مراد ان علی اللہ جمعہ یعنی قرآن کا جمع کرنا خدا کی ذمہ داری ہے۔

(ک) سے مراد اللہ کا کافی ہونا ہے

(ل) سے مراد لغوا لکافرین یعنی کافروں کا خدا پر لغو (جھوٹ) تراشنا ہے (کہ خدا نے اپنی بیوی بچے یا شریک بنالیے ہیں۔)

(م) سے مراد ملک اللہ یوم لا مالک غیرہ ہے

یعنی (اللہ اس بدلے کے دن کا مالک ہوگا۔ جس دن کوئی دوسرا مالک نہ ہوگا جس دن ہر انسان کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا۔ اسی لیے اس دن کوئی ظلم نہ ہوگا۔)

(نون) سے مراد نوال اللہ للمومنین ونکال اللہ للکافرین ہے یعنی مومنین پر اللہ کا انعام ہے اور کافروں پر اللہ کا عذاب ہے۔

(واؤ) سے مراد ویل لمن عصی اللہ یعنی اللہ کی نافرمانی کرنے والے کے لیے ہلاکت اور بربادی ہے۔

(ھ) سے مراد ھان علی اللہ من عصاہ یعنی خدا کی نافرمانی کرنے والا خدا کے ہاں ذلیل و خوار ہے

(لام) سے مراد لا الہ الا اللہ ہے

"اب جو اس کو دل سے سمجھ کر مانے اور پڑھے گا اس پر جنت واجب ہوگی۔"

(ی) سے مراد ید اللہ فوق خلقہ یعنی اللہ کا ہاتھ (مدد) مخلوقات پر ہے۔ یعنی اللہ رزق دینے والا، رزق وسیع کرنے والا اور ہر طرح سے مدد کرنے والا ہے۔

آخر میں امامؑ نے فرمایا: قرآن بھی انہیں حروف میں اترا ہے جو عربوں میں رائج تھے مگر اس کے باوجود قرآن بے مثل ہے۔ اس کا چیلنج ہے کہ کوئی اس جیسا کلام نہیں بنا سکتا۔

شرح صدر کے معنی

امام رضاؑ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ خدا جسے ہدایت دینا چاہتا ہے کہ اس کے سینے کو اسلام کے لیے کھول دیتا ہے۔ (الانعام: ۱۲۵)

امام نے فرمایا: خدا جس شخص کو اس کے ایمان لانے کی وجہ سے جنت جانے کی ہدایت کرنا چاہتا ہے۔ اس کے دل کو تسلیم و رضا یعنی خدا کی عملاً اطاعت کرنے اور خدا پر بھروسہ کرنے اور خدا کے وعدہ ثواب پر مطمئن کر دیتا ہے۔ یعنی اس کا دل خدا کے وعدوں پر یقین کرنے لگتا ہے۔ اور خدا پر بھروسہ کر کے خدا کی عملاً اطاعت کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ اس طرح اس کی مکمل کامیابی کا بندوبست ہو جاتا ہے۔ مگر اس کے لیے پہلے خدا کو سمجھ کر دل سے ماننا اور اس سے مدد مانگنا ضروری ہے۔)

ایک منکر خدا و آخرت دہریے سے بحث

ایک دہریا امام رضاؑ کی خدمت میں آیا۔ امام نے اس سے فرمایا جو تم لوگ کہتے ہو (کہ خدا نہیں ہے) اگر وہ صحیح ہے تو مرنے کے بعد ہم تم دونوں برابر ہو جائیں گے۔ لیکن اگر وہ صحیح ہے جو ہم کہتے ہیں تو مرنے کے بعد تم برباد ہو جاؤ گے۔

اس پر دہریے نے پوچھا کہ یہ بتایئے کہ خدا کیسا ہے؟ اور کہاں ہے؟ امام نے فرمایا: خدا تو اس وقت بھی تھا جب کوئی جگہ نہ تھی۔ اس لیے اس کے لیے یہ کہنا کہ وہ کہاں ہے؟ غلط ہے۔ وہی خدا تمام کیفیتوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس لیے وہ اس وقت بھی تھا جب کوئی کیفیت نہ تھی۔ (اس لیے اس کی کوئی کیفیت نہیں)

اس پر دہریے نے کہا جسے کوئی حواس محسوس نہ کرے تو اس کا وجود کیسے ہو سکتا ہے؟ امام نے فرمایا جب تمہارے حواس عاجز ہو گئے تو تم نے خدا کا انکار کر دیا لیکن جب ہمارے حواس

خدا کے ادراک سے عاجز ہوئے تو ہم کو یقین ہو گیا کہ ہمارا خدا تمام چیزوں سے جدا ہے۔ اس لیے خدائی ذات ہماری سمجھ میں نہیں آسکتی۔ بس ہم یہ جان سکتے ہیں کہ وہ ہے اور کس حد تک یہ جان سکتے ہیں کہ وہ کیسا ہے؟ دہریے نے پوچھا کہ خدا کب سے ہے؟ امام نے فرمایا تم یہ بتاؤ کہ خدا کب نہ تھا؟

دہریے نے پوچھا اس کی کیا دلیل ہے کہ وہ ہمیشہ سے ہے؟ امام نے فرمایا: جب میں نے اپنے جسم کو دیکھا تو مجھے اس میں کوئی کمی زیادتی نظر نہ آئی۔ پھر میں نے بھی یہ دیکھا کہ میں اس جسم کی کوئی تکلیف بھی خود دور نہیں کر سکتا۔ نہ اس کو از خود کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہوں۔ اس طرح میں نے جان لیا کہ میرے جسم کا کوئی بنانے والا ضرور ہے۔

پھر میں نے آسمان کو دیکھا، بادلوں کے بننے برسنے کو دیکھا، ہواؤں کے چلنے، سورج چاند کے نکلنے غروب ہونے کو دیکھا۔ ان عجیب وغریب تخلیقات کو دیکھ کر میں نے جان لیا کہ کوئی ضرور ہے جو ان کا خالق مالک چلانے والا ہے۔

دہریے نے پوچھا آخر خدا کو آنکھیں کیوں نہیں دیکھ سکتیں؟

امام نے فرمایا: خدا کی ذات اس سے بلند ہے کہ کوئی آنکھ یا کوئی خیال اس کو دیکھ یا سمجھ سکے۔ اس کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے۔ کیونکہ ہر محدود کی ایک انتہا ہوتی ہے مگر خدا لامحدود ہے۔ اس لیے اس کی نہ انتہا ہے، اور نہ گھٹتا بڑھتا ہے، نہ اس کے اجزاء ہیں۔۔ خدا کو اس کی صناعی کی وجہ سے لطیف کہتے ہیں کیونکہ اس نے بے حد باریک اور لطیف چیزیں پیدا کی ہیں۔ حیوانوں نسانوں میں روح جیسی لطیف چیز پیدا کی ہے۔ ہر ایک کی شکل و صورت الگ الگ بنائی ہے۔ ہر صورت (اور مزاج) کے بنانے میں باریک فرق رکھا ہے۔ خدا سمیع ہے یعنی تمام مخلوقات کی کوئی آواز، چاہے فرش سے اٹھے یا عرش سے اٹھے، اس سے پوشیدہ نہیں ہے۔

توحید کی کم سے کم معرفت

حضرت امام علی رضا نے فرمایا توحید کی کم سے کم معرفت (پہچان) یہ ہے کہ انسان سمجھ کر دل سے اقرار کرے کہ خدا کے سوا کوئی عبادت (غلامی) کے لائق نہیں ہے۔ خدا وہ بے مثل ہے کہ کسی چیز سے مشابہت نہیں رکھتا۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور کوئی اس کے برابر نہیں

پھر فرمایا جس نے سورۃ قل ھو اللہ احد سمجھ کر پڑھی اور اس کو دل سے مانا اس نے توحید پہچان لیا۔

اللہ کے ہونے کی دلیل

سب مانتے ہیں کہ ساری کائنات عالم پہلے سے موجود نہ تھی۔ بعد میں بنی۔ اور سب بات بھی خوب جانتے ہیں کہ ہم نے خود کو خود پیدا نہیں کیا (اس لیے ماننا پڑے گا کہ ہمارا او ساری کائنات کا کوئی بنانے والا ضرور ہے۔ کوئی تو ہے جو نظام ہستی چلا رہا ہے، چلا رہا ہے۔

انسان کی غرض تخلیق

امام رضا نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے کہ وہ خدا جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہ امتحان لے کہ تم میں سے کون سب سے اچھا عمل کرتا ہے (سورۃ ھود: ۷)

پھر حضرت امام رضا نے فرمایا: اللہ نے انسان کو اس لیے پیدا کیا ہے تا کہ ان کو احکام کے انجام دینے کی تکلیف دے کر آزمائے۔ یہ تکلیف اس لیے خدا نے نہیں دی کہ اس معلوم نہ تھا۔ بلکہ خدا ہمیشہ سے جانتا ہے۔ (خدا کے امتحان لینے کا) اصل مقصد ہما صلاحیتوں کو کام میں لگانا اور حجت تمام کرنا ہے

پھر فرمایا "اگر خدا دنیا میں ہی (جنت جہنم) دکھا کر ایمان لانے کا مطالبہ کرتا تو سب بن جاتے۔ مگر ان کا ایمان قابل تعریف یا قابل اجر نہ ہوتا (کیونکہ انہوں نے عقل استع

کیے بغیر ہی سب کچھ جان لیا اور مان لیا ہوتا۔ جب کہ اللہ یہ چاہتا ہے کہ لوگ اپنی عقل و اختیار کو م میں لا کر یعنی اللہ رسول کو عقل سے سمجھ کر دل سے مانیں۔ تا کہ خداوند عالم کا قرب، خدا کے پاس عزت کا مقام اور ہمیشہ رہنے والی جنت کے گھنے باغوں کے مستحق بن جائیں۔)

یہ سن کر مامون رشید نے کہا فرزند رسولؑ آپ نے میری مشکل آسان کر دی۔ خدا آپ کی مشکلات کو آسان فرمائے۔

رسول خداؐ کی شفاعت گناہگاروں کے لیے ہے

"حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جو شخص میرے حوض کوثر کو نہیں مانتا، خدا اس کو حوض کوثر پر نہیں آنے دے گا اور جو شخص میری شفاعت کے حق کو نہیں مانتا خدا اس کو میری شفاعت نصیب نہ کرے گا۔ بلکہ میری شفاعت میری امت کے ان لوگوں کے لیے بھی ہے جو بڑے بڑے گناہ کر چکے ہیں۔ البتہ میری امت کے نیک لوگوں کے لیے سرے سے کوئی سزا ہی نہیں ہے۔ (کیونکہ انہوں نے یا تو گناہ کیے ہی نہیں یا اگر کیے تو دل سے شرمندہ ہو کر معافیاں مانگ مانگ کر ختم کروا دیے)

مومن کی پہچان

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ جناب رسول خدا نے فرمایا مومن وہ ہوتا ہے جس کو نیک کام کر کے خوشی محسوس ہو اور برے کام کر کے تکلیف محسوس ہو۔ کیونکہ جب گناہ کر کے اس کو ہوتا تو وہ اپنے گناہ پر دل سے شرمندہ ہوگا۔ یہی شرمندگی اصل توبہ ہے اور توبہ کرنے والا میری شفاعت کا حقدار ہے۔ اب جو گناہ کرنے کے بعد شرمندہ بھی نہ ہو وہ مومن نہیں ہے۔ خدا کو اس کا دین پسند ہی نہیں۔ (حدیث رسولؐ)

خدا کی معرفت اور حکمتیں

ا۔ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے اپنی حکمت کاملہ کی بنا زمین کو تمہارے مزاج کے مطابق بنایا ہے۔ اتنا سخت گرم نہیں بنایا کہ تم جل جاؤ، نہ اتنا ٹھنڈا بنایا کہ تم جم جاؤ۔ نہ اتنا زیادہ خوشبودار بنایا کہ تم کو سر درد ہونے لگے۔ نہ بدبودار بنایا، ورنہ تم ہلاک ہوجاتے۔ نہ اتنا نرم بنایا کہ تم اس میں ڈوب جاؤ، نہ اتنا سخت بنایا کہ تم مکان تک نہ بنا سکو، نہ قبر کھود سکو (یا زراعت کرسکو)

۲۔ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ خداوند عالم کی حکمت یہ ہے کہ اس نے بارش کو بلندی سے برسایا تاکہ ہر جگہ پانی پہنچ سکے۔ پھر یہ کہ بارش کو قطروں کی شکل میں برسایا تاکہ زمین پانی کو برداشت کرسکے۔ اگر سارے کا سارا پانی ایک ساتھ گرادیتا تو تمہارے مکانات، درخت زراعت پھل پودے سب تباہ ہوجاتے۔

اس لیے خدا کی حکمت کو سمجھو اور اس کے بعد ایسوں کو اپنا خدا نہ مانو جو نہ عقل رکھتے ہیں، نہ دیکھ سکتے ہیں نہ کوئی قدرت رکھتے ہیں۔

گناہ کی ذمہ داری کس پر ہے؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ ایک دفعہ امام ابوحنیفہ کی میرے والد ماجد امام موسیٰ کاظمؑ سے ملاقات ہوگئی تو انہوں نے میرے والد سے پوچھا کہ نوجوان! یہ بتلائیں گے کہ گناہ کی ذمہ داری کس پر ہے؟ (ہم پر یا خدا پر؟) حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا (۱) یا تو یہ مانئے کہ خدا نے گناہ کرائے ہیں۔ اس صورت میں خداوند عالم کو یہ حق نہیں کہ گناہگاروں کو سزا دے۔

(۲) یا پھر یہ مانئے کہ گناہ خدا اور بندے دونوں نے مل کر گناہ کیے ہیں۔ اس صورت بھی خدا کو اپنے بندے کو سزا دینے کا حق نہیں ہے، کیونکہ خدا خود گناہ کرانے میں طاقتور شریک تھا۔

اس لیے اس کو زیب ہی نہیں دیتا کہ کمزور شریک کو گناہ کی سزا دے۔ (جب کہ خدا خود گناہ کا زیادہ ذمہ دار ہے)

(۳) اس لیے آخر کار مجبوراً یہی ماننا پڑتا ہے کہ گناہ بندے کی طرف سے ہوا ہے اور یہی حقیقت ہے اب اگر خدا گناہگار کو سزا دے، تو یہ سزا اس کو اس کے گناہ کی وجہ سے ملے گی۔ اگر خدا اس کو معاف کر دے تو یہ خداوند عالم کی فیاضی، مہربانی اور کرم ہوگا۔ (گنہگار تو ایسے تھے ہم کے بس توبہ: خدا کریم نہ ہوتا تو مر گئے ہوتے)

قضا وقدر کی حقیقت

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا خداوند عالم نے انسانوں کو پہلے خود مختار بنایا ہے پھر ان کو احکامات دے ہیں اور اپنی نافرمانیوں سے ڈرایا ہے۔ ساتھ ساتھ خداوند عالم نے ایسے احکامات دیئے جو آسان ہیں مشکل نہیں۔ اب جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے وہ خدا کو مغلوب نہیں کر سکتا، اور نہ خدا نے اس کو اپنی اطاعت کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

راوی نے حضرت علیؑ سے پوچھا پھر وہ کونسی قضا وقدر تھی جس کی وجہ سے ہمیں معاویہ سے جنگ کرنے کے لیے جانا پڑا؟ حضرت علیؑ نے فرمایا قضا کے معنی حکم دینا ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ تمہارے پالنے والے مالک نے حکم دیا ہے (قضیٰ ربک) کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا (القرآن بنی اسرائیل:۲۳) معلوم ہوا کہ قضیٰ کے معنی حکم دینا ہوتا ہے۔

(نوٹ: کیونکہ خدا کا حکم ہے کہ ظلم فتنہ نافرمانی اور بغاوت کے خلاف جہاد کرو اس لیے ہم نے شام والوں سے جنگ کی)

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نے حضرت علیؑ سے پوچھا

۱۔ کون سی چیز اللہ کے لیے نہیں؟

حضرت علیؑ نے فرمایا اللہ کے لیے کوئی شریک نہیں۔ یہودی: کون سی چیز اللہ کی جانب سے نہیں ہے؟

حضرت علیؑ: اللہ کی طرف سے کسی پر ظلم نہیں کیا۔

یہودی: کس چیز کو اللہ نہیں جانتا؟

حضرت علیؑ: خدا فرماتا ہے اللہ کو علم نہیں کہ عزیر اللہ کے فرزند ہیں (القرآن) (یعنی عزیز خدا کے بیٹے نہیں ہیں۔ (یہ ایک فصیح و بلیغ انداز ہے انکار کے لیے)

یہ سن کر یہودی نے اسلام کا کلمہ پڑھا

اصل سخی کون ہے؟

کسی نے حضرت امام رضاؑ سے پوچھا کہ سخی کون ہے؟ حضرت امام نے فرمایا اگر تیرا سوال مخلوق کے بارے میں ہے تو حقیقی سخی وہ ہے جو خدا کے مقرر کیے ہوئے فرائض کو پوری طرح ادا کرے اور بخیل وہ ہے جو خدا کے مقرر کیے ہوئے فرائض کو ادا نہ کرے۔

اگر تیرا سوال خالق کے بارے میں ہے تو اصل میں خدا ہی سخی ہے۔ چاہے وہ عطا کرے، چاہے نہ عطا کرے۔ کیونکہ جو کچھ وہ ہمیں عطا کرتا ہے ہم اس کے مستحق نہیں ہوتے (یہ عطا خدا کا فضل و کرم ہوتا ہے)

اب اگر وہ چاہے تو اپنی عطاؤں کو بندے سے روک لیتا ہے۔ پھر اس پر بندے کا کوئی حق یا حصہ نہیں ہوتا۔

قضا و قدر الٰہی

خدا کی قضا (فیصلوں) پر راضی رہو

امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا اللہ کی ہر قضا (فیصلہ یا حکم)

مومنین کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے۔ اس لیے خدا حدیث قدسی میں فرماتا ہے۔ جو میری قضا (فیصلوں) پر راضی نہ ہو، یعنی میری تقدیر پر خوش نہ ہو، تو اس کو چاہیے کہ میرے علاوہ کوئی اور معبود تلاش کر لے۔

کسی نے حضرت امام رضاؑ سے پوچھا کہ

کیا اللہ اپنے بندوں کو ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف دیتا ہے؟

امام نے فرمایا: خدا اس سے کہیں زیادہ عادل ہے

پوچھا کیا بندے جو چاہیں کر سکتے ہیں؟

امام نے فرمایا: بندے اس سے کہیں زیادہ عاجز ہیں

(کہ وہ جو چاہیں کر سکیں۔ صرف اتنا کر سکتے ہیں جتنا خدا نے ان کو اختیار دیا ہے۔)

حضرت امامؑ نے فرمایا جو شخص جبر و تفویض کا قائل ہو وہ کافر ہے اور وہ مشرک بھی ہے ہم دنیا اور آخرت میں اس سے بیزار ہیں۔ (یعنی الگ ہیں۔ اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں) کسی نے امام رضاؑ سے پوچھا کیا اللہ نے سارے معاملات بندوں کے سپرد کر دیے ہیں؟

حضرت امام نے فرمایا: اللہ اس سے زیادہ غالب ہے۔

پوچھا: کیا اللہ بندوں کو اپنی نافرمانی پر مجبور کرتا ہے؟

امام نے فرمایا: اللہ اس سے کہیں زیادہ عادل ہے۔

خدا حدیث قدسی میں فرماتا ہے فرزند آدم! تو اپنی برائیوں کا خود ذمہ دار ہے۔ کیونکہ تو میری دی ہوئی قوت (اختیار) سے میری نافرمانی کر رہا ہے۔

پھر امام نے فرمایا: جو شخص جبر کا عقیدہ رکھتا ہے اس کو زکوۃ میں سے کچھ نہ دو اور نہ اس کی گواہی قبول کرو۔ کیونکہ اللہ کسی کو اس کی وسعت (طاقت) سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا (اس لیے یہ بات خدا کی شانِ رحمت و عدل کے خلاف ہے کہ وہ کسی کو خود مجبور کر کے گناہ کرائے اور

پھر خود سزا دے۔ جو خدا لائق تعریف ہے وہ ایسا لائق مذمت کام نہیں کرتا۔)

نیز فرمایا کوئی خدا کو مغلوب کر کے اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا ہے۔ اللہ نے اپنے بندوں کو بالکل آزاد بھی نہیں چھوڑا۔ ہاں اگر بندے خدا کی اطاعت کریں تو وہ ان کو روکتا نہیں۔ البتہ اپنی مہربانیوں کی وجہ سے اگر کسی بندے کو گناہ سے روکنا چاہتا ہے تو روک دیتا ہے۔ مگر جب خدا بندوں اور گناہوں کے درمیان حائل نہیں ہوتا تو بندے گناہ کرتے رہتے ہیں مگر اللہ کسی کو خود گناہوں میں داخل نہیں کرتا۔۔۔

خداوند عالم حدیث قدسی میں فرماتا ہے۔ بندے تجھے جو مصیبت پہنچی ہے وہ خود تیری ہی جانب سے ہوتی ہے۔ (یعنی عام لوگوں کو ان کی گناہوں کی وجہ سے مصیبتیں پہنچتی ہیں جب کہ خواص کو امتحان لینے کے لیے مصیبتوں میں ڈالا جاتا ہے)

اس لیے تو اپنی برائیوں کا خود ذمہ دار ہے۔ البتہ جو کچھ میں کرتا ہوں، میں اس کا جوابدہ نہیں مگر جو کچھ تو کرتا ہے تو اس کا جوابدہ ہے۔

غالیوں کی نفی اور مذمت

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ اللہ نے بعض اعلیٰ افراد کو اپنے اسماء الحسنیٰ سے موسوم فرمایا ہے تا کہ ان کا مرتبہ ظاہر کرے (یعنی خدا نے اپنے خاص لوگوں کو اپنا نام دیا ہے)

مگر معانی جدا جدا ہیں۔ اسی طرح انسان کو کتا گدھا شیر یا بکری کہہ دیتے ہیں مگر یہ الفاظ حقیقی معنی میں استعمال نہیں کیے جاتے۔ اس طرح خدا نے کسی کو عالم کہا مگر خدا کے عالم ہونے اور ان کے عالم ہونے میں بڑا فرق ہے۔ کیونکہ انسانوں کا علم حادث (فانی ہوتا ہے) کیونکہ وہ علم حاصل کرنے سے پہلے جاہل ہوتے ہیں۔ پھر یہ کہ بڑھاپے یا بیماری سے انکا عالم زائل ہو جاتا ہے۔ مخلوق کو بھی سننے والا کہتے ہیں مگر خدا کے سمیع (سننے والے) ہونے کا مطلب الگ

ہے۔ خدا کانوں کا محتاج نہیں ہے اور یہ کہ خدا ہر باریک سے باریک آواز سن لیتا ہے۔

غرض نام ایک ہیں مگر مطلب الگ الگ ہیں۔

توحید کی حقیقت

حضرت امام علی رضا نے فرمایا: جس نے تشبیہ یا مثال کے ذریعے خدا کو پہچانا اس نے اصل میں خدا کو پہچانا ہی نہیں۔ اور جس نے خدا کی ذات کی حقیقت معلوم کرنی چاہی، اس نے خدا کو یکتا تسلیم ہی نہیں کیا۔ اور جس نے خدا کی طرف اشارہ کیا اس نے خدا کا ارادہ ہی نہیں کیا۔

ہر بھلائی اور فائدہ اللہ ہی کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ ہر چیز کے وجود کا سبب خدا ہے۔ خدا کی صفات ہی سے خدا کو سمجھا جا سکتا ہے اور عقل کے استعمال سے ہی اس کی معرفت حاصل کی جا سکتی ہے۔۔۔ مخلوق کو اعضا و جوارح دے کر خدا نے ثابت کر دیا کہ خدا کو اعضا کی ضرورت نہیں کیونکہ اعضاء و جوارح کو مادے کی ضرورت ہے (جب کہ خدا کی ذات مادہ کی خالق ہے) اس لیے جس نے اللہ کی حد بندی کرنی چاہی وہ اللہ سے جاہل رہا اور جس نے خدا کی ذات کی حقیقت جاننی چاہی، وہ اس کو جاننے میں ناکام ہوا۔ (اے برتر از خیال وقیاس وگمان وہم)

جس نے خدا کے لیے کیف (کیسا ہے؟) کہا اس نے خدا کو اس کی مخلوق سے تشبیہ دی۔ جس نے خدا کے لیے "لما" (کیوں) کہا، اس نے خدا کو اسباب کا پابند سمجھا۔ جس نے خدا کے لیے متی، (کب سے ہے؟) کہا اس نے خدا کو وقت کا قیدی سمجھا۔ اور جس نے خدا کے لیے فیما (کس چیز میں ہے؟) کہا اس نے خدا کو کسی چیز کے اندر محدود فرض کر لیا۔۔۔۔

خدا ایک ہے مگر عدد کے اعتبار سے نہیں۔ خدا ظاہر ہے مگر کسی چیز سے ملا ہوا نہیں۔ خدا تجلی کرنے والا ظاہر ہے مگر اس کی ذات کو دیکھا نہیں جا سکتا۔ وہ باطن ہے مگر زائل ہو کر نہیں۔ خدا

قریب ہے مگر جسمانی اعتبار سے نزدیک ہونے کے لحاظ سے نہیں۔ خدا لطیف ہے مگر جسمانیت کے لحاظ سے نہیں۔ وہ موجود ہے مگر فنا اس کے لئے نہیں۔ وہ فاعل ہے مگر مجبور نہیں۔ وہ اندازہ کرنے والا ہے مگر فکر کی جولانی کے ذریعہ سے نہیں۔ وہ ارادہ کرنے والا ہے مگر شوق نفس کی وجہ سے نہیں۔ وہ مدرک (ادراک اور علم رکھنے والا) ہے مگر حواس کی مدد سے نہیں۔ وہ سننے والا ہے مگر کسی کان کی مدد سے نہیں۔ وہ دیکھنے والا ہے مگر آنکھوں کی وجہ سے نہیں۔

غرض صفات اس کو محدود نہیں کر سکتے۔ اور آلات اس کو مقید نہیں کر سکتے۔

علماء مذاہب سے مباحثہ

عباسی خلیفہ مامون رشید نے تمام مذاہب کے چوٹی کے علماء کو جمع کیا تا کہ حضرت امام رضاؑ سے مباحثہ کرائے۔ حضرت امام رضاؑ نے نوفلی سے فرمایا: تجھے معلوم ہے کہ خلیفہ مامون کب پشیمان ہوگا؟ جب میں اہل توارت کو توراۃ سے، اہل انجیل کو انجیل سے، اہل زبور کو زبور سے، اہل مقالات (علم) کو ان کے مقالات (دلائل) سے لاجواب کر دوں گا۔ ان سب کی دلیلوں کو بری طرح توڑ پھوڑ دوں گا۔ پھر وہ سب میری بات ماننے پر مجبور ہو جائیں گے۔

جب دربار بھر گیا تو مامون نے حضرت امامؑ سے فرمائش کی۔ امام تشریف لائے۔ سب سے پہلے نصرانی عالم جاثلیق سے امامؑ نے فرمایا تم کس کی گواہی قبول کرو گے؟ اس نے کہا دو عادل گواہوں کی گواہی قبول کروں گا۔ حضرت امامؑ نے فرمایا۔ کیا تم یوحنا دیلمی کی گواہی قبول کرو گے؟ جاثلیق نے کہا

آپ نے اس کا نام لیا ہے جو مسیحؑ کو سب سے زیادہ پیارا تھا۔ امام نے فرمایا: میں تجھے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا انجیل یوحنا میں ان کا یہ قول موجود نہیں ہے کہ۔ مسیح نے مجھے محمد عربی کے دین کی خبر دی ہے۔ اور مسیح نے مجھے ان کی بشارت دے کر کہا کہ وہ میرے بعد آئیں گے

اور میں نے حواریوں کو ان کی بشارت دی ہے۔ تم بھی ان پر ایمان لانا۔

بڑے پادری نے کہا جی ہاں! یوحنا نے مسیح سے یہی روایت کی ہے اور اس نے ان کی وحی اور ان کے اہلبیتؑ کا بھی ذکر کیا ہے۔ مگر اس نے یہ نہیں بتایا کہ وہ نبی ﷺ کب ظاہر ہوگا؟ کس قوم کس علاقے میں ہوگا؟

امام رضاؑ نے فرمایا کیا تم کو انجیل کا سفر ثالث یاد ہے؟ بڑے پادری نے انجیل کے سفر ثالث کو کھولا اور امام نے زبانی اس کو پڑھنا شروع کر دیا۔ جب نبی اکرمؐ اور ان کے اہلبیتؑ کا ذکر سنا دیا تو رک گئے۔ پادری نے کہا میں انجیل کے فرمان کا انکار نہیں کر سکتا۔ میں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ امام نے فرمایا لوگو اس کے اقرار کے گواہ رہنا۔

پھر امام رضاؑ نے فرمایا ہم اُن حضرت عیسیٰؑ کا اقرار کرتے ہیں جو جناب محمد مصطفیٰؐ پر ایمان رکھتے تھے۔ ہم حضرت عیسیٰؑ میں کوئی عیب نہیں لگاتے مگر کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نماز روزے میں کمی کرتے تھے۔

پادری نے کہا میں تو آپ کو سب سے بڑا عالم سمجھتا تھا مگر یہ بات کہہ کر آپ اپنے علم کی نفی فرما رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ تو خدا کی قسم ہر دن روزہ رکھتے تھے اور رات بھر نماز اور عبادت میں بسر فرماتے تھے۔ حضرت امامؑ نے پوچھا۔ تو پھر بتاؤ وہ کس کی نماز پڑھتے تھے؟ کس کے حکم پر روزے رکھتے تھے؟ یہ سن کر بڑا پادری سخت حیران ہو گیا۔ کچھ دیر خاموش رہ کر اس نے سر جھکا لیا۔ پھر کہنے لگا۔ وہ مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ اندھوں کو بینائی عطا فرماتے تھے۔ اس لیے وہ اس کے مستحق کہ ان کی عبادت کی جائے۔ (ان کو خدا مانا جائے)

حضرت امامؑ نے فرمایا: الیسع نبی نے بھی مردوں کو زندہ کیا تھا۔ وہ بھی پانی پر چلے تھے۔ اندھوں کا علاج کیا تھا۔ مگر ان کی امت نے تو ان کو خدا نہ مانا۔ پھر حزقیل پیغمبر نے بھی وہ سب کیا جو حضرت عیسیٰؑ نے کیا۔ انہوں نے ۳۵ ہزار آدمیوں کو مرنے کے ساٹھ ۶۰ سال بعد زندہ

کر دیا۔ یہ واقعہ تورات میں موجود ہے۔ یہودی عالم نے تورات کھولی۔ امام نے زبانی وہی باب عبرانی زبان میں پڑھنا شروع کر دیا۔ یہودی عالم حیران ہو گیا۔۔۔

اس کے علاوہ حضرت موسیٰ نے ان ستر ۷۰ آدمیوں کو مرنے کے بعد زندہ کیا جن کو وہ خدا کا دیدار کرانے، ان کے مطالبے پر کوہ طور لے گئے۔ جب خدا نے اپنا جلوہ پہاڑ پر فرمایا اور وہ پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور وہ ستر آدمی مر گئے اور حضرت موسیٰ نے بے ہوش کر اٹھے تو دعا فرمائی اور خدا نے ان کو زندہ کر دیا۔ اس لیے اب تم حضرت موسیٰ (حضرت حزقیل) کو بھی اپنا معبود مان لو۔ پادری لاجواب ہو گیا اور اس نے اسلام کا کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

اس طرح حضرت امامؑ نے یہودی عالم کے سامنے توارۃ کو پڑھ کر حضرت محمد کی رسالت کو ثابت فرمایا اس پر سب سے بڑی ربائی یہودی عالم نے کہا ہم نے مان لیا کہ آپ سے بڑا عالم کوئی نہیں۔

آخر میں حضرت امامؑ نے یہودی عالم سے فرمایا حضرت عیسیٰ کے معجزات پر معتبر ترین افراد کی گواہیاں موجود ہیں۔ پھر بھی تم حضرت موسیٰ کو تو مانتے ہو مگر حضرت عیسیٰؑ کو نہیں مانتے۔ اسی طرح حضرت محمد ﷺ کے معجزات مسلم ہیں مثلاً انہوں نے کسی انسان سے کچھ نہیں پڑھا نہ کسی استاد کے پاس گئے۔ اس کے باوجود قرآن جیسی عظیم کتاب پیش فرمائی جو قیامت تک تمام انسانوں کی رہبری کر سکتی ہے۔ اتنے بڑے معجزے کے بعد بھی تم ان کا انکار کرتے ہو؟؟

یہودی عالم نے کہا حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کے حالات کو ہم صحیح نہیں مانتے۔

حضرت امامؑ نے فرمایا: یہ کہاں کا انصاف ہے کہ جو راوی حضرت موسیٰؑ کے معجزات بیان کرے، ان کو تو صحیح مانا جائے۔ اور جو معتبر راوی حضرت عیسیٰؑ یا حضرت محمدؐ کے معجزات کو بیان کریں ان کو غلط مانا جائے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے؟

یہودی عالم یہ دلیل سن کر خاموش ہو گیا اور اس نے مان لیا کہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

بداء کی حقیقت

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کچھ معاملات ایسے ہوتے ہیں جو خدا کی مرضی پر منحصر رہتے ہیں۔ خداوند عالم اپنی مصلحت کے تحت ان کو پہلے یا بعد میں ظاہر فرماتا ہے۔ اس لیے حضرت علیؑ فرمایا کرتے تھے کہ خدا کا علم دو طرح کا ہے (۱) ایک وہ علم جو خدا نے ملائکہ اور انبیاءؑ کو تعلیم دیا ہے۔ (۲) دوسرے وہ علم 'مخزون' ہے جسے خدا نے کسی کو تعلیم نہیں دیا۔ اس میں سے جسے چاہتا ہے مٹاتا ہے جسے چاہتا ہے باقی رکھتا ہے۔ جس حکم کو چاہتا ہے پہلے ظاہر فرماتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے اس میں دیر فرماتا ہے (اسی کو بداء کہتے ہیں)

خداوند عالم نے خود فرمایا ہے وہ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔ جو چاہتا ہے باقی رکھتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب ہے۔ (القرآن سورہ رعد: ۳۹)

انبیاء کرامؑ کی عصمت اور پاکیزگی

حضرت امام علی رضاؑ سے پوچھا گیا کہ خدا فرماتا ہے کہ وعصیٰ آدم ربہ فغوی

آدم نے اپنے رب کی نصیحت پر عمل نہ کیا اس لیے راحت و آرام کا راستہ کھو بیٹھے (طہ ۱۲۱)

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: خدا سے ڈرو اور انبیاء کرامؑ کی طرف برے کاموں کی نسبت نہ دو۔ قرآن کی اپنی رائے سے تفسیر نہ کرو۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے۔ کہ ان آیتوں کی تاویل (معنی) اللہ جانتا ہے اور وہ لوگ جانتے ہیں جو علم میں پوری طرح مضبوط اور راسخ ہیں (آل عمران: ۷)

پھر حضرت امام نے فرمایا خدا نے حضرت آدمؑ کو زمین پر اپنی حجت و دلیل اور خلیفہ بنایا تھا۔ ان کو زمین ہی کے لیے بنایا گیا تھا۔

آدم سے جو غلطی ہوئی وہ جنت میں ہوئی۔ اگر زمین پر غلطی ہوتی تو ان کی عصمت پر اعتراض ہو سکتا تھا۔ ان کی عصمت زمین کے لیے ضروری تھی تاکہ خدا کے احکامات پہنچائیں

اوران پر عمل کر کے ان کی تکمیل فرمائیں۔ اسی لیے حضرت آدمؑ جب زمین پر اترے تو خداوند عالم نے فرمایا: بے شک اللہ نے آدم نوح آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام عالمین پر منتخب کر لیا۔ (آل عمران: ۳۳)

۲۔ رہا حضرت ذوالنون کے لیے خدا کا یہ فرمانا کہ فظن ان لن نقدر علیہ" انکو یقین تھا کہ ہم اس پر رزق تنگ نہ کریں گے۔ یہاں قدر کے معنی رزق تنگ کرنا ہے۔ (قدرت خدا کا انکار مقصود نہیں)

خود قرآن میں قدر کے معنی رزق تنگ کرنا بھی آیا ہے۔ مثلاً خدا نے فرمایا: واما اذا ما ابتلاہ فقدر علیہ رزقہ (فجر: ۱۶)

جب اللہ انسان کا امتحان لینے کے لیے اس کی روزی تنگ کر دیتا ہے۔ (القرآن)

۳۔ حضرت یوسفؑ کے بارے میں خدا کا یہ فرمانا کہ لقد ھمت بہ وھم بھا۔

اس (زلیخا) نے ان سے برائی کا ارادہ کیا اور یوسف نے بھی ارادہ کیا۔ حضرت امام نے فرمایا زلیخا اور یوسف کے ارادے مختلف تھے۔ زلیخا نے یوسف سے جنسی تسکین حاصل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ اور یوسف نے یہ ارادہ کیا کہ اگر اس نے گناہ پر بے حد مجبور کر دیا تو وہ اسے قتل کر دیں گے۔

اس لیے خدا نے آخر فرمایا

اس طرح ہم نے یوسف سے برائی (زنا) اور بہت بڑے گناہ (قتل) کو دور کر دیا۔ (سورہ یوسف: ۲۴)

۴۔ حضرت داؤدؑ کے بارے میں حضرت امام رضاؑ نے فرمایا بات صرف اتنی تھی کہ وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ اس وقت ان سے بڑا عالم کوئی نہیں ہے۔ اس لیے خدا نے ان کی قوت فیصلہ کا امتحان لینے کے لیے دو فرشتوں کو انسانی شکل میں بھیجا تھا۔ حضرت داؤدؑ نے فوراً جلدی سے اپنا

فیصلہ سنا دیا۔ مگر فوراً ہی ان کو احساس ہو گیا کہ ان کا یہ فیصلہ جلدی میں یک طرفہ فیصلہ ہے۔ دوسرے فریق کی بات سننے سے پہلے ہی انہوں نے فیصلہ دے دیا۔ اس طرح جلد بازی میں ان کو فیصلہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس لیے وہ اپنی غلطی پر بہت پچھتائے۔ اس لیے اللہ نے ان کو معاف کر دیا۔

رہا یہ سوال کہ انہوں نے شادی کیوں کی؟ حضرت امامؑ نے فرمایا: اصل بات یہ تھی کہ حضرت داؤدؑ کے زمانے میں بیوہ سے کوئی شادی نہیں کرتا تھا۔ حضرت داؤدؑ خدا کے حکم پر اس غلط رسم کو توڑنا چاہتے تھے اتفاق سے ان کا ایک فوجی افسر جنگ میں مارا گیا۔ حضرت داؤدؑ نے عدت کی مدت کے بعد اس کی بیوہ سے نکاح کیا تاکہ بیوہ سے نکاح نہ کرنے کی بری رسم ختم ہو جائے۔ مگر رسم پرست لوگوں کو یہ بات پسند نہ آئی۔ اس لیے انہوں نے حضرت داؤدؑ کو بدنام کرنے کے لیے الٹے سیدھے غلط قصے بیان کیے۔

یہ تمام دلیلیں سن کر علی بن محمد جو بڑا عالم تھا رونے لگا۔ اس نے خدا کی بارگاہ میں توبہ کی اور کہا کہ اب کبھی انبیاءؑ کی شان میں گستاخی نہ کروں گا۔

۵۔ حضرت موسیٰؑ کا یہ فرمان کہ

قال رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی

موسیٰ نے کہا مالک میں "نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اس لیے مجھے معاف کر دے"۔ (القصص:۱۶)

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا: ظلم کے اصل معنی کسی چیز کو غیر مناسب جگہ رکھنا ہوتا ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے یہ فرمایا تھا کہ مالک میں نے اس علاقے میں آ کر خود کو مصیبت میں پھنسا لیا ہے۔ اور غفر کے معنی چھپانے کے بھی ہیں۔ اس لیے حضرت موسیٰؑ کا مطلب یہ تھا کہ مجھے میرے دشمنوں سے چھپا لے تا کہ وہ مجھے قتل نہ کر سکیں۔ یہ سن کر مامون نے کہا خدا آپ کو انبیاء

کرام کی طرف سے جزائے خیر دے۔

مامون نے پوچھا کہ حضرت موسیٰؑ کا یہ فرمانا کہ

فعلتھا اذا وانا من الضالین

میں نے وہ قتل اس وقت کیا تھا جب میں بھٹکا ہوا تھا۔ (الشعراء: ۲۰)

امام علی رضاؑ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰؑ کا مطلب یہ تھا کہ اس وقت میں تمہارے ایک شہر میں بھٹکا پھر رہا تھا۔

پھر امام نے فرمایا اس طرح خداوند عالم کا اپنے رسولؐ کے لیے یہ فرمانا کہ وجدک ضالا فھدیٰ

اور ہم نے آپ کو ضال یعنی گمنام پایا تو لوگوں کو آپ کے پاس آنے کی رہنمائی فرمائی۔

خلیفہ مامون رشید نے امام علی رضاؑ سے پوچھا کہ کیا حضرت موسیٰؑ یہ نہیں جانتے تھے کہ خدا کو ان مادی آنکھوں سے دیکھا نہیں جا سکتا؟ اگر جانتے تھے تو پھر خدا سے دیکھنے کا مطالبہ کیوں کیا؟ حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا حضرت موسیٰؑ نے جب اپنی قوم کو خدا کو پیغام پہنچایا تو بنی اسرائیل نے کہا کہ ہم جب تک اللہ کا کلام خود نہیں سنیں گے آپ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ حضرت موسیٰؑ نے مجبوراً سات لاکھ بنی اسرائیل میں سے ۷۰ سرداروں کو منتخب کیا اور کوہ طور کی چوٹی پر لے گئے اور خدا سے درخواست کی۔ تو انہوں نے اپنے دائیں بائیں (ہر طرف سے) خدا کا کلام سنا۔ پھر کہنے لگے کہ ہم آپ پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے جب تک خدا کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں۔ حضرت موسیٰؑ نے لاکھ سمجھایا کہ خدا کی ذات کو دیکھا نہیں جا سکتا (اس کی قدرت حکمت اور اس کی تخلیقات سے اس کو دیکھا سمجھا جا سکتا ہے) مگر وہ سب اپنی ضد پر اڑے رہے۔ آخر کار خداوند عالم نے حضرت موسیٰؑ پر وحی کی کہ ہم تم سے مواخذہ نہ کریں گے تم ان کا مطالبہ ہم تک پہنچاؤ۔ اس پر مجبوراً حضرت موسیٰؑ نے خدا سے

دیدار کا مطالبہ کیا۔ جس پر خداوند عالم نے جواب دیا۔ تم مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتے۔ ہاں اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ قائم رہ سکے تو عنقریب (شاید) تم مجھے دیکھ لو گے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک قدرت کا جلوہ پہاڑ پر گرایا۔ تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور موسیٰ بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو کہا (مالک!) تو پاک ہے (اس سے کہ تجھے دیکھا جا سکے) میں تیری طرف لوٹتا ہوں۔ (یا اس عقیدے کی طرف لوٹتا ہوں جو میں نے پہلے ہی بیان کیا تھا کہ خدا کو دیکھا نہیں جا سکتا۔) اور (اپنی قوم کی جہالت پر) توبہ کرتا ہوں اور سب سے پہلے (تیرے نہ دیکھے جانے کے عقیدے پر) ایمان لاتا ہوں (سورہ اعراف: ۱۴۳)

مامون رشید نے پوچھا کہ خداوند عالم نے اپنے رسول سے یہ کیوں فرمایا کہ بے شک ہم نے آپ کو کھلی فتح عطا کی ہے تاکہ خدا آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے (سورہ فتح ۱،۲)

حضرت امام علی رضا نے فرمایا: اصل بات یہ ہے کہ مکے والوں کے نزدیک رسول خداؐ کا سب سے بڑا گناہ یہ تھا کہ رسول ۳۶۰ بتوں کی خدائی کا انکار کرتے تھے اور صرف ایک خدا کی عبادت کا حکم دیتے تھے۔ ان کے نزدیک رسول خدا کا یہ بہت بڑا گناہ تھا۔ مکہ فتح ہونے کے بعد مکے والے سمجھ گئے (کہ ۳۶۰ بت خدا نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ توڑ پھوڑ دیے گئے تھے) پھر ان کی یہ ہمت ہی نہ ہوئی کہ وہ رسول خداؐ کو برا بھلا یا گنہگار کہہ سکیں۔

مامون رشید نے پوچھا کہ پھر خدا نے رسول خداؐ سے یہ کیوں فرمایا کہ "خدا نے آپ کو معاف کیا مگر آپ نے کیوں انہیں پیچھے رہ جانے کی اجازت دی؟ (سورہ توبہ: ۴۳)

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا اس آیت میں حضور اکرمؐ سے خطاب فرما کر دوسروں کو ڈرایا گیا ہے۔ جس طرح قرآن میں خدا نے رسول سے فرمایا اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے سارے اعمال برباد کر دیے جائیں گے (زمر: ۶۵)

یہ جوابات سن کر مامون رشید نے کہا خدا آپ کی جزائے خیر دے۔ آپ نے میرے دل

کو شفا بخشی۔ پھر مامون محمد بن جعفر کا ہاتھ پکڑ نماز کے لیے روانہ ہوا۔ راوی علی بن محمد ان کے پیچھے پیچھے تھا۔ مامون نے محمد بن جعفر سے کہا آپ نے اپنے بھتیجے کو کیسا پایا؟ انہوں نے کہا وہ عالم ہیں اور ہم نے ان کو کبھی کسی عالم سے علم حاصل کرتے نہیں دیکھا۔ مامون نے کہا بھلا ایسا کیوں نہ ہو؟ آپ کے بھتیجے کا تعلق اس خاندان سے ہے جن کے لیے رسول خدا نے فرمایا ہے

"میری اولاد کے نیک اور پاکیزہ افراد بچپن میں سب سے زیادہ حلیم اور جوانی میں سب سے زیادہ علیم ہوں گے۔ ان کو پڑھانے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ وہ تم سے زیادہ عالم ہیں۔ وہ کبھی تم کو ہدایت کے دروازے سے نکال کر گمراہی کے دروازے میں داخل نہ کریں گے۔"

راوی کہتا ہے کہ دوسرے دن میں نے یہی تمام باتیں امام رضاؑ کو سنائیں تو امام مسکرائے اور فرمایا کہ مامون رشید کی باتوں سے دھوکہ نہ کھانا۔ عنقریب وہ خفیہ طریقے سے مجھ کو قتل کرے گا اور اللہ اس سے میرا انتقام لے گا۔

(شیخ صدوق نے آخر میں لکھا کہ تعجب ہے کہ یہ روایت علی بن محمد بن جہم جیسے نامی دشمن آل محمدؐ نے بیان کی ہے)

ذبح عظیم کی تفسیر

فضل بن شاذان کہتے ہیں کہ میں حضرت امام رضاؑ سے یہ کہتے سنا کہ جب خدا نے حضرت اسماعیلؑ کے بجائے دنبہ بھیجا تو حضرت ابراہیمؑ کو افسوس ہوا کہ اگر میں اپنے بیٹے کو ذبح ہوتے دیکھتا تو مجھے اسکا بہت زیادہ ثواب ملتا، خداوند عالم نے حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا تم کو میری تمام مخلوق میں سب سے زیادہ کس سے محبت ہے؟ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا: مجھے حضرت محمدؐ سے سب سے زیادہ محبت ہے۔

خدا نے پوچھا تم کو اپنے بیٹے سے زیادہ محبت ہے یا ان کے فرزند سے زیادہ محبت ہے

حضرت ابراہیمؑ نے عرض کی مجھے محمد مصطفیؐ کے فرزند سے زیادہ محبت ہے۔ خداوند عالم نے پوچھا اگر ان کا فرزند دشمنوں کے ہاتھوں مظلوم قتل ہو جائے تو تمہارے دل کو زیادہ تکلیف ہوگی تمہیں اپنے بیٹے کے ذبح ہونے سے زیادہ تکلیف ہوگی؟ حضرت ابراہیمؑ نے عرض کی مجھے محمد مصطفیؐ کے فرزند کے دشمنوں کے ہاتھوں شہید ہونے سے زیادہ تکلیف ہوگی۔

خداوند عالم نے فرمایا: ابراہیم! ایک گروہ جو خود کو امت محمدی کہتا ہوگا،

ان کے فرزند حسینؑ کو ظلم و ستم سے دنبہ کی طرح ذبح کرے گا اور اس عمل کی وجہ سے وہ میرے غیض و غضب کے حق دار بن جائیں گے۔"

یہ سن کر حضرت ابراہیمؑ کے دل سے درد کی لہر اٹھی اور وہ چلا کر رونے لگے۔ خداوند عالم نے فرمایا ابراہیم! یا میں نے اسماعیل کے بجائے تم کو حسینؑ کا غم دیا۔ اگر اپنے بیٹے کو ذبح کرتے تو تم کو اتنی تکلیف نہ ہوتی اس لیے میں تم کو اس غم کی وجہ سے صابرین کے بلند ترین درجات اور ثواب کا مستحق قرار دیتا ہوں۔

یہ معنی ہیں وفدیناہ بذبح عظیم (یعنی) ہم نے (حسینؑ کی) ذبح عظیم کی وجہ سے ان کا یعنی اسماعیل کا) فدیہ دیا (القرآن) (صافات ۱۰۷) (یعنی حضرت امام حسینؑ کی شہادت کی وجہ سے حضرت اسماعیل کی قربانی کو ٹال دیا)

(علامہ اقبال نے کہا

غریب و سادہ و رنگین ہے داستان حرم

نہایت اس کی حسینؑ، ابتداء ہیں اسماعیلؑ

اللہ اللہ بائے بسم اللہ پدر

معنیٔ ذبح عظیم آمد پر)

امامت کا مرتبہ اور علامتیں

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا کہ خدا جس کو امام بناتا ہے اس کی علامتیں یہ ہوتی ہیں:

۱۔ امام تمام لوگوں سے بڑا عالم ہوتا ہے۔

۲۔ سب سے زیادہ صحیح فیصلے کرنے والا ہوتا ہے

۳۔ سب سے زیادہ صاحب کردار اور گناہوں سے سب سے زیادہ بچنے والا ہوتا ہے۔

۴۔ سب سے زیادہ برداشت کرنے والا اور سب سے زیادہ بہادر ہوتا ہے۔

۵۔ سب سے زیادہ سخی اور سب سے زیادہ عبادت کرنے والا ہوتا ہے۔

۶۔ ہر طرح سے پاک و پاکیزہ انسان ہوتا ہے۔

۷۔ امام اپنے پیچھے بھی اس طرح دیکھتا ہے جس طرح سامنے دیکھتا ہے۔

۸۔ امام کی آنکھیں سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتا۔

۹۔ امام پر خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے۔

۱۰۔ امام کے جسم پر رسول خداؐ کی ذرہ پوری آتی ہے۔

۱۱۔ امام کے بدن کی خوشبو مشک کی خوشبو سے بھی بہتر ہوتی ہے۔

۱۲۔ امام لوگوں کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ ان پر تصرف کا حق رکھتا ہے۔

۱۳۔ امام لوگوں پر ان کے والدین سے بھی زیادہ مہربان ہوتا ہے۔

۱۴۔ امام خدا کے حکم کا سب سے زیادہ اطاعت کرنے والا ہوتا ہے۔

۱۵۔ اسی لیے امام کی ہر دعا قبول ہوتی ہے۔

۱۶۔ امام کے پاس رسول خداؐ کی ذرہ ہتھیار اور ذوالفقار ہوتی ہے۔

۱۷۔ امام کے پاس ایک کتاب ہوتی ہے۔ جس میں قیامت تک آنے والے ان کے

شیعوں (دوستوں اور پیروی کرنے والوں) کے نام لکھے ہوتے ہیں۔

۱۸۔امام کے پاس ایک کتاب ہوتی ہے جس کی لمبائی ۷۰ ہاتھ ہے۔اس میں انسان کی تمام شرعی ضروریات کے حل لکھے ہوتے ہیں۔

۱۹۔امام کے پاس جفر اکبر اور جفر اصغر کا مکمل علم ہوتا ہے۔

۲۰۔امام کے پاس حضرت فاطمہؑ کا مصحف (قرآن) ہوتا ہے۔

دوسری حدیث میں فرمایا

۲۱۔امام کے ساتھ روح القدس (ایک پاک روح) ہمیشہ رہتی ہے۔

۲۰۔امام اور خدا کے درمیان نور کا ایک ستون ہوتا ہے جس میں وہ تمام انسانوں کے اعمال دیکھتا ہے۔

۲۱۔امام کے ہاں اولاد پیدا ہوتی ہے اور وہ خود بھی پیدا ہوتا ہے۔

۲۲۔امام کھاتا پیتا ہے سوتا جگتا ہے۔اس پر موت بھی آتی ہے۔

۲۳۔امام قیامت میں شفاعت بھی کرے گا اور اس کا بے حد احترام کیا جائے گا۔

۲۴۔امام کی خاص پہچان دو چیزوں سے ہوتی ہے۔

۱۔بے پناہ علم

۲۔اور دعا کی قبولیت

اس علم کی وجہ سے جو اس کو رسولؐ سے ورثہ میں ملا ہے وہ بہت سی ہونے والی باتیں جانتا ہے۔جناب رسول کو وہ علم خدا نے حضرت جبریلؑ کے ذریعہ عطا فرمایا تھا

حضرت امام رضا نے ایک اور روایت میں فرمایا

۲۵۔خداوند عالم نے جب تک اپنے دین کو کامل نہ کر لیا اپنے نبی کو دنیا سے نہیں اٹھایا

۔اسی لیے جب حضرت علیؑ کی امامت کا اعلان کیا تب خداوند عالم نے فرمایا'' آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر مکمل کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا''۔۔۔اسی لیے رسول خداؐ نے حضرت علی کو امام مقرر فرمایا اور ان کو تمام ان چیزوں کا علم عطا فرمایا جس کی انسان کو ضرورت ہو سکتی ہے۔اسکے بعد بھی اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ خدا نے اپنے دین کو مکمل نہیں کیا تو وہ اصل میں خدا کی کتاب کو رد کرتا ہے۔

۲۶۔امام کا مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ عقلیں اس کو پوری طرح نہیں سمجھ سکتیں کیونکہ امامت وہ جو عظیم مرتبہ ہے جو خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو نبوت اور خلت کے مرتبے عطا کرنے کے بعد (امتحان لے کر) عطا فرمایا تھا۔اس سے معلوم ہوا کہ امامت، نبوت اور خلت کے بعد کی منزل ہے۔

۲۷۔پھر جب خدا نے فرمایا انی جاعلک للناس اماما

میں نے تم کو تمام انسانوں کا امام مقرر کر دیا۔تو حضرت ابراہیمؑ نے عرض کی ومن ذریتی اور میری اولاد سے بھی (امام مقرر فرما) خدا نے فرمایا لا ینال عھدی الظالمین

ہاں مگر جو ظالم ہیں ان کو یہ عہدہ نہ پہنچے گا'' اس آیت نے قیامت تک کے لیے ہر ظالم گناہگار کی امامت کے دعوے کو رد کر دیا۔صرف معصوم کی امامت کو ثابت کر دیا۔۔۔

اس طرح امامت کا عقیدہ حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں جاری رہا۔یہاں تک کہ خداوند عالم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کا وارث بنایا۔پھر جناب رسول خداؐ نے خدا کے حکم پر بطور سنت اپنے بھائی علی ابن ابی طالبؑ کو یہ عہدہ سپرد کیا۔اسی لیے حضرت علیؑ کی اولاد میں وہ امام پیدا ہوئے جو اصفیاء یعنی خدا کے چنے ہوئے، اتقیا یعنی سب سے زیادہ برائیوں سے بچنے والے معصوم تھے۔خدا نے خود ان کو اپنا علم عطا فرمایا اور اس بات کو یوں فرمایا

''جن لوگوں کو علم اور ایمان خداوند عالم کی طرف سے عطا ہوا ہے وہ کہیں گے کہ تم

لوگ کتاب خدا کے مطابق قیامت کے دن تک ٹھہرے رہے۔ تو یہی قیامت کا دن ہے۔" (الروم:۵٦)

پس امامت انبیاء کرامؑ کی وراثت اوران کا مقام ومنزل ہے۔ امام انبیاء کرامؑ کا وارث، خداوند عالم کا خلیفہ، رسول خداؐ کا جانشین، حضرت علیؑ کا قائم مقام اورامام حسنؑ اور امام حسینؑ کا وارث ہوتا ہے۔

۲۸۔ امام مسلمانوں کو منظم کرنے والا، ان کی اصلاح کرنے والا، مومنین کی عزت اور اسلام کی اصل قوت اور بنیاد، اس کی سب سے اونچی شاخ ہے۔ امام ہی کی وجہ سے نماز، روزہ، زکوۃ، حج، جہاد خمس غنیمت صدقات کامل ہوتے ہیں۔ اورامام ہی خدا کے حدود وقوانین کو جاری کرتا ہے۔ اور سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے۔

۲۹۔ امام خدا کے حلال کیے ہوئے کو حلال بتاتا ہے اور خدا کے حرام کیے ہوئے کو حرام بتاتا ہے اور لوگوں کو اپنے پالنے والے مالک کے راستے کی طرح حکمت، بہترین نصیحت اور مکمل بھرپور دلیلوں کے ساتھ بلاتا ہے۔

۳۰۔ امام کا مرتبہ اتنا بلند ہوتا ہے کہ وہاں تک کسی کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ وہ دنیا کو اپنے نورِ علم سے روشن کردیتا ہے۔ اس لیے وہ اندھیروں میں چراغ اور گمراہی کے اندھیروں میں راستہ دکھانے والا ہوتا ہے۔ علم وہدایت کے پیاسوں کے لیے میٹھے ٹھنڈے پانی کی طرح لذیذ ہوتا ہے۔ اور ہر قسم کے گمراہیوں، تباہیوں، ہلاکتوں سے بچاتا ہے۔ گویا وہ علم وہدایت سے بھرا ہوا تالاب ہے۔ علم وہدایت کی بہار ہے۔ بلاؤں میں جائے پناہ ہے۔ مخلوقات میں اللہ کا امین ہے۔ بندوں پر خدا کی حجت ودلیل ہے۔ اللہ کی سلطنت میں اللہ کا امین ہے۔ بندوں پر خدا کی حجت ودلیل ہے۔ اللہ کی سلطنت میں اللہ کا خلیفہ یا نمائندہ ہے۔

۳۱۔ امام اللہ کی طرف بلانے والا، خدا کے حرم کی حفاظت کرنے والا، ہر قسم کے گناہ سے

پاک، ہر عیب سے بری، دین خدا کا محافظ اور ناظم، مسلمانوں کی عزت اور شان وشوکت ہے۔ منافقوں کے لیے خدا کا قہر اور کفار کے لیے ہلاکت کا پیغام ہے۔

۳۲۔ امام علم وہدایت کا بہتا ہوا چشمہ، خوفناک راستوں کا راہبر، خدا کی رحمتوں کا برستا بادل، علم وہدایت کا چمکتا سورج، پانی (خدا کی رحمت) سے بھرا ہوا تالاب اور بہار سبزہ زار ہے۔

۳۳۔ امام حقیقی ساتھی، ماں باپ سے زیادہ مہربان، آفتوں بلاؤں سے بچانے والا، اللہ کا امین ہے۔

۳۴۔ امام اپنے زمانے میں یکتا۔ Unique اتنا بلند مرتبہ ہوتا ہے جہاں تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ کوئی عالم اس کے برابر نہیں ہوسکتا ہے۔ نہ کوئی شخص اس کا بدل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ اس کو یہ تمام فضائل وکمالات، عطا کرنے والے خدا نے خود عطا کیے ہوتے ہیں

۳۵۔ اس لیے کس کی مجال ہے کہ اپنی مرضی سے امام بنالے؟ کیونکہ امام کی شان بے انتہا بلند ہوتی ہے علم وعقل والے امام کے مرتبے کو سمجھ تک نہیں سکتے۔ طلباء اس کے مقام کو بیان نہیں کرسکتے۔

علما اس کی اصل منزل سے جاہل ہوتے ہیں۔ شعراء اس کی تعریف کرتے کرتے تھک چکے ہیں۔ اولیاء اس کی شان بیان کرنے سے عاجز ہیں۔ کیونکہ وہ امامت کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ امام ثریا کی طرح تمام تعریف کرنے والوں کی تعریفوں اور تصورات سے بلند وبالا ہے۔

۳۶۔ ایسا عالی مرتبہ شخص آل رسولؑ کے علاوہ کہاں مل سکتا ہے؟ اب جو لوگ امامت کے جھوٹے دعوے کر رہے ہیں ان کو ان کی خواہشات نے دھوکہ دیا ہے۔ وہ ایسے مقام پر چڑھنے کی کوششیں کر رہے ہیں کہ جہاں سے پھسل کر تحت الثریٰ (زمین کی سب سے نچلی سطح) پر جا گریں گے (یعنی سخت گمراہ ہو جائیں گے) ان احمقوں نے اپنی ناقص علم اور عقلوں سے امام

کو مقرر کرنے کا ارادہ کرلیا ہے۔ وہ اپنی اسی حماقت کی وجہ سے حقیقی اور سچے امام سے بہت دور رہ گئے ہیں۔ خدا نے ان کے لیے فرمایا" خدا ان کو مارے، وہ کہاں الٹے بھٹک رہے ہیں (التوبہ:۳۰)

اصل میں اپنی مرضی سے امام بنانے والوں نے بڑی سخت جرأت کی۔ اسی لیے سخت گمراہی میں پڑ گئے۔ حقیقی امام کو چھوڑ کر اب وہ سخت حیران و پریشان ہیں، شیطان نے موقع پا کر ان کے غلط کاموں کو ان کے سامنے اچھا کر دکھایا ہے اور اس طرح ان کو حق کے راستے سے بالکل روک رکھا ہے۔ کیونکہ انہوں نے جان بوجھ کر حقیقی امام (راستہ بتانے والا) چھوڑ دیا ہے۔ اس طرح انہوں نے خدا اور اس کے رسولؐ کے اختیارات کا انکار کر کے اپنی خواہشات کو ترجیح دی ہے جب کہ خدا فرماتا ہے۔

اور تیرا پالنے والا مالک جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے منتخب فرماتا ہے۔ ان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ جس کو چاہیں اپنے اوپر صاحب اختیار بنالیں۔ اللہ ان (اس) کے شرک سے پاک ہے۔ (القصص:۶۸)

خدا نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی مومن مرد یا مومن عورت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کوئی کا فیصلہ کر دیں تو وہ اپنی مرضی سے اس کو بدل دیں۔ (احزاب:۳۶)

نیز خداوند عالم نے فرمایا آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسے الٹے سیدھے فیصلے کر رہے ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی (اللہ کی دوسری) کتاب ہے۔ جس میں تم پڑھتے ہو؟ کیا تم نے ہم سے قیامت تک کے لیے یہ وعدہ لے لیا ہے۔ کہ تم جو فیصلے کرو گے ہمیں منظور ہوں گے؟ (القلم ۳۶ سے ۴۱)

۳۷۔ امامت یہ خدا کا فضل و کرم ہے وہ جسے چاہتا ہے امامت کا مقام عطا فرماتا ہے۔ خدا خود فرماتا ہے" یہ خدا کا فضل و کرم ہے وہ جسے چاہے عطا کرے اور اللہ بڑے فضل و کرم کا مالک

ہے"(جمعہ۴)

۳۸: وہ لوگ بھلا کیسے امام کو خود مقرر کر سکتے ہیں حالانکہ امام ایسا عالم ہے کہ کوئی چیز اس سے چھپی نہیں رہتی۔ وہ ایسا خدا کی طرف بلانے والا ہے کہ کسی طرح اس کے کام سے تنگ نہیں ہوتا۔ وہ نہایت پاک وپاکیزہ، زاہد، عالم عبادت کا سرچشمہ ہوتا ہے۔

۳۹۔ خود رسول امام کو مقرر کرتا ہے۔ وہ نسل بتول سے پاکیزہ ترین (معصوم) ہوتا ہے۔ اس کے نسب میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوتا۔ حسب (عمل وکردار) میں کوئی اس کے برابر نہیں ہوتا۔ وہ اولاد رسول سے ہوتا ہے۔ اللہ کی خوشی اور رضامندی حاصل کرنے کا ذریعہ اور واسطہ ہوتا ہے۔ غرض امام علم وحلم میں کامل ہوتا ہے۔

اس لیے اس کی اطاعت واجب ہوتی ہے۔ وہ خدا کے احکامات کو قائم رکھنے والا، بندوں کا خیر خواہ، دین خدا کا محافظ ہوتا ہے۔

۴۰۔ خدا نے اس کو اپنے علم اور حکمت میں سے سب سے زیادہ حصہ عطا کیا ہوتا ہے۔ اسی لیے خدا نے فرمایا ہے۔

کیا وہ شخص جو حق کی طرف ہدایت کرتا ہے، زیادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے، یا وہ شخص جس میں ہدایت کرنے کی صلاحیت ہی نہ ہو۔ جو خود دوسروں کی ہدایت کا محتاج ہو۔ آخر تم کو کیا ہو گیا ہے؟ تم کیسے الٹے فیصلے کر رہے ہو؟ (سورۃ یونس: ۳۵)

۴۱: خداوند عالم نے طالوت کے لیے فرمایا" کیونکہ اس کو علم اور جسم (شجاعت) میں حصہ تم سے زیادہ عطا کیا ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنا ملک عطا کرتا ہے کیونکہ اللہ وسعت والا اور علم والا ہے (البقرۃ: ۲۴۷)

۴۲: پھر خداوند عالم نے اولاد رسولؐ کے لیے فرمایا کیا کہ ان کے فضائل وکمالات پر جو اللہ نے ان کو عطا فرمائے ہیں لوگ حسد کرتے ہیں؟ حالانکہ ہم نے تو اس سے پہلے بھی ابراہیم

کی اولاد کو کتاب، حکمت اور ملک عظیم عطا فرمایا تھا۔ (النساء:۵۴-۵۵)

۴۳: جب خدا کسی انسان کو اپنے بندوں کی ہدایت کا کام عطا فرماتا تو اس کا انتخاب فرماتا ہے تو اس کے سینے کو کھول دیتا ہے۔ (اس کو خاص ہمت عطا فرماتا ہے) اور اس کے دل میں حکمت کے چشمے جاری کر دیتا ہے اور اس کو ہر طرح کا علم اور الہام عطا کرتا ہے۔ اس لیے وہ سوال کے جواب دینے سے عاجز نہیں ہوتا اور حق اُس کے دل سے کبھی نہیں ہٹتا۔ وہ معصوم، خدا کی مدد اور خدا کی توفیقات حاصل کیا ہوا، ہر خطا اور غلطی سے محفوظ ہوتا ہے اور یہ خداوند عالم کا خاص فضل و کرم ہے جسے وہ چاہے عطا کرے" (جمعہ:۴)

جن لوگوں نے اپنا امام اپنی مرضی سے از خود بنا لیا ہے۔

انہوں نے قرآن کو بھلا دیا ہے وہ حق کو چھوڑ چکے ہیں۔ خدا نے ان کے لیے فرمایا: اس سے زیادہ کوئی گمراہ ہو سکتا ہے کہ جس نے اپنی خواہشات کی پیروی کی، حالانکہ خدا نے اس کام کی ہدایت نہیں کی تھی اور اللہ ایسے ظالموں کی ہدایت کبھی نہیں کرتا۔ (القصص:۵۰)

حضرت فاطمہ زہراؑ کی شادی

حضرت امام رضاؑ نے اپنے اجداد کے حوالوں سے فرمایا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا میں نے حضرت فاطمہؑ سے شادی کا ارادہ کیا مگر رسول خداؐ سے عرض کرنے کی مجھے ہمت نہ ہوئی۔ اچانک ایک دن جناب رسول خداؐ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم شادی کرنے کی خواہش رکھتے ہو؟

میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔۔ پھر اچانک رسول خداؐ نے مجھے ام سلمہؓ کے ہاں بلوایا اور جیسے ہی مجھے دیکھا ان چہرہ کھل اٹھا اور آپ اس طرح مسکرائے کہ دانتوں کی چمک مجھے نظر آئی۔ پھر فرمایا

اے علیؑ! تمہیں مبارک ہو تمہاری شادی کے لیے اللہ نے میری کفایت (مدد) کی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! وہ کیسے؟ فرمایا میرے پاس جبریلؑ آئے۔ ان کے پاس جنت کا ایک پھلوں کا گچھا اور لونگ تھی۔ یہ دونوں چیزیں انہوں نے مجھے دے دیں۔ جب میں نے ان کو سونگھا تو انہوں نے کہا

خدا نے جنت کے ملائکہ کو حکم دیا ہے کہ وہ پوری جنت اور اس کے محلات کو خوب خوب سجائیں۔ ہوا کو حکم دیا ہے کہ خوشبوؤں کو خوب پھیلائے۔ حوروں کو حکم دیا ہے کہ سورہ طہٰ، طسٓ اور الٓمٓ عسٓقٓ

(سورۃ شوریٰ) کی تلاوت کریں۔ پھر خدا نے یہ اعلان فرمایا اے میرے فرشتو گواہ رہنا کہ میں نے فاطمہ بنت محمدؐ کا نکاح علی ابن ابی طالبؑ سے کر دیا اور یہ نکاح میری مرضی سے ہوا ہے۔

پھر سب سے فصیح فرشتے راحیل نے بے حد فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا۔ ایسا فصیح و بلیغ کہ اس جیسا آج تک کسی نے نہیں پڑھا۔ پھر خدا نے اعلان فرمایا اے میرے ملائکہ اور میری جنت کے رہنے والو! تم سب علیؑ و فاطمہؑ اور میرے حبیب محمدﷺ پر درود پڑھو۔ اور میں بھی ان پر خاص الخاص رحمتیں نازل کرتا ہوں۔۔ پھر فرمایا میری برکت یہ ہے کہ علیؑ و فاطمہؑ کو اپنی محبت پر جمع کروں گا۔ ان دونوں کو اپنی مخلوق پر اپنی حجت (دلیل) بناؤں گا۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں ان دونوں کی کچھ ایسی اولادیں پیدا کروں گا جن کو اپنی زمین پر اپنا خازن اور اپنی حکمت کا سرچشمہ بناؤں گا۔ انبیاء و مرسلینؑ کے بعد انہیں کے ذریعہ اپنی مخلوق پر اپنی حجت قائم کروں گا۔ اس لیے علی مبارک ہو۔ میں نے اسی مہر پر فاطمہؑ سے تمہارا نکاح کیا۔

اسی مہر پر خدا راضی ہے اور میں بھی راضی ہوں۔ تم اپنی زوجہ کو لے جا سکتے ہو۔۔ مجھے جبریلؑ نے بتایا ہے کہ جنت والے تمہارے مشتاق ہیں۔ اگر خدا کو تم دونوں سے اپنی حجتوں کو ظاہر کرنا منظور نہ ہوتا تو جنت والوں کی خواہش پر تم کو وہیں بھیج دیتا۔ اے علی تم میرے بہترین

بھائی، بہترین داماد بہترین ساتھی ہو اور خدا کا تم سے راضی ہونا تمہاری رضامندی کے لیے بہت کافی ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: اے میرے پالنے والے مالک! مجھے توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھے عطا کی ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا آمین

دوسری روایت میں امام رضاؑ نے فرمایا کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ مجھ سے جبریلؑ نے کہا کہ اللہ فرمایا ہے کہ اگر میں علیؑ کو پیدا نہ کرتا تو پوری زمین پر فاطمہؑ کا کوئی ہم سر برابر نہ ہوتا۔

ایمان معرفت اقرار اور عمل کی حقیقت

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ایمان کے معنی اللہ رسول آخرت کو عقل و دل سے سمجھنا، پھر اس کا زبان سے اقرار کرنا اور خدا کے احکامات پر عمل کرنا ہے ۔گویا ایمان ۳ چیزوں کے جمع ہونے کا نام ہے

۱۔دل و دماغ سے سمجھ کر خدا رسول آخرت اور امامت کی تصدیق کرے

۲۔پھر زبان سے (ان ابدی حقیقتوں کا) اقرار کرے۔

۳۔اور آخر میں اُس کے تمام اعضا اللہ کے رسول کے احکامات پر عمل کریں۔

اس طرح ایمان (۱) دل دماغ کے ابدی حقیقتوں کے پہچاننے (۲) زبان سے ان کے اقرار کرنے اور (۳) خدا کے احکامات پر عمل کرنے کا نام ہے۔ گویا ایمان دل کے عقیدے، زبان کے الفاظ اور اعضاء و جوارح کے عمل کرنے کا نام ہے۔

دوسری روایت کے مطابق ایمان اقرار باللسان

معرفت بالقلب اور عمل بالارکان کا نام ہے۔

ایک اور روایت کے مطابق ایمان قول اور عمل کا نام ہے۔

عترت رسول اور امت کا فرق

حضرت امام علی رضاؑ مامون کے دربار میں تشریف لائے جہاں عراق و خراسان کے سیکڑوں علما جمع تھے۔ مامون رشید نے امام عالی مقام سے پوچھا اس آیت کا مطلب کیا ہے؟

پھر ہم نے اپنی کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جنکو ہم نے اپنے بندوں میں سے چن لیا۔ (فاطر۔۳۲)

علماء نے کہا اس سے مراد پوری امت مسلمہ ہے (یعنی پوری امت مسلمہ قرآن کی وارث ہے اور "خدا کی چنی ہوئی ہے۔)

پھر مامون رشید نے اسی آیت کا مطلب حضرت امام رضاؑ سے پوچھا۔ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: اللہ کی اس سے مراد رسول اسلام کی پاک اولاد ہے۔ کیونکہ اگر اس سے مراد پوری امت مسلمہ ہوتی تو اس آیت کے اندر بعد میں خدا نہ فرماتا کہ ان میں سے کچھ اپنے اوپر ظلم کرنے والے ہیں اور کچھ اعتدال پسند ہیں اور کچھ خدا کی اجازت سے نیکیوں کی طرف سب سے آگے بڑھ جانے والا ہیں" (فاطر:۳۲)۔

نوٹ: ظاہر ہے کہ امت مسلمہ کے جو لوگ اپنے اوپر ظلم کرنے والے گناہگار ہیں وہ قرآن کے وارث نہیں ہو سکتے۔ قرآن کے وارث صرف اور صرف وہی لوگ ہوں گے جو نیکیوں میں سب سے آگے بڑھ جانے والے، اصل مراد محمدؐ و آل محمدؐ ہیں۔

اسی لیے امام رضاؑ نے فرمایا "قرآن کے اصل وارث صرف رسولؐ کی پاک اولاد (عترت طاہرہ) ہے۔ ان کے علاوہ قرآن کے حقیقی وارث کوئی نہیں۔ (قرآن کے ماننے والے امتی ہیں)

خلیفہ مامون رشید نے پوچھا "پھر عترت طاہرہ کون ہے؟

جناب امام رضاؑ نے فرمایا خداوند عالم فرماتا ہے۔

بس اللہ نے ارادہ کرلیا ہے کہ اے اہلبیتؑ (رسول) تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور تمہیں ایسا پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک رکھنے کا حق ہے۔ (سورۃ احزاب: ۳۳)

یہی اہلبیتؑ رسول وہ پاک پاکیزہ معصوم لوگ ہیں کہ جن کے بارے میں جناب رسول خداؐ نے فرمایا "میں تمہارے درمیان دو بہت قیمتی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں۔ وہ اللہ کی کتاب ہے اور میری عترت (اولاد) اہلبیتؑ ہیں۔ یہ کبھی ہرگز ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن میرے پاس میرے حوض کوثر پر نہ پہنچ جائیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ میرے بعد تم ان دونوں سے کیا سلوک کرتے ہو؟ تم ان کو تعلیم مت دینا کیونکہ وہ تم سے کہیں زیادہ عالم ہیں" (الحدیث)

علماء نے کہا جناب رسول خداؐ نے یہ بھی تو فرمایا ہے کہ میری امت میری آل ہے۔

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا "مجھے یہ بتاؤ کہ کیا آل رسول پر صدقہ حرام ہے؟

تمام علماء نے کہا بے شک آل رسول پر صدقہ حرام ہے

امام رضاؑ نے پوچھا کیا ساری امت پر بھی صدقہ حرام ہے؟

سارے علماء نے کہا نہیں۔ امتِ رسول پر صدقہ حرام نہیں۔

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: یہی آل اور امت کا پہلا فرق ہے (معلوم ہوا ساری امت آل رسول نہیں)

اس لیے رسول اور قرآن کی وراثت اور طہارت (عصمت) آل مصطفیٰؐ کے لیے مخصوص ہے۔ دوسروں کے لیے نہیں۔ علما نے کہا اس کا کیا ثبوت ہے؟

امام رضاؑ نے فرمایا خدا فرماتا ہے۔ اور یقیناً ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو رسول بنا کر بھیجا اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب کو رکھا۔ پس ان میں سے کچھ ہدایت یافتہ ہیں

مگر ان میں سے زیادہ تعداد بدکاروں کی ہے۔(الحدید:۲۶)

پس ثابت ہوگیا کہ خداوند عالم نے صرف ہدایت یافتہ لوگوں کا انتخاب فرمایا ہے اور فاسقوں (گناہگاروں) کو اس سے عہدے محروم رکھا (اس لیے قرآن کی وراثت بھی صرف ہدایت یافتہ پاک و پاکیزہ معصوم افراد ہی کے لیے مخصوص ہے) اسی لیے خداوند عالم نے حضرت نوحؑ کی شفاعت کو ان کے سگے بیٹے کے لیے بھی قبول نہ فرمایا: جب حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے کو ڈوبتے دیکھا تو دعا کی "میرے پالنے والے مالک! یقیناً یہ تو میرا بیٹا ہے۔اس لیے میرے اہل میں سے ہے۔اور تیرا وعدہ سچا ہے۔(ھود:۴۵)

حضرت نوحؑ نے یہ الفاظ اس لیے فرمائے تھے کہ اللہ نے ان سے وعدہ فرمایا تھا کہ ان کو اور ان کے اہلبیت کو طوفان کے عذاب سے بچالے گا۔مگر اللہ نے جواباً فرمایا: نوح (تمہارا) یہ بیٹا تمہارے اہل میں سے نہیں ہے۔یہ تو غیر صالح عمل ہے۔اس لیے مجھ سے ایسی بات کا سوال نہ کرو جس کا تم کو علم نہیں ہے۔میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں تمہارا شمار جاہلوں میں نہ ہوجائے۔(ھود:۴۶)

(معلوم ہوا سگا بیٹا بھی اگر بدکار ہو تو اہل بیت میں شامل نہیں ہوسکتا۔تو امت کے بدکار لوگ نبوت اور کتاب کے وارث کیسے ہوسکتے ہیں؟

مامون رشید خلیفہ نے پوچھا کہ اے ابوالحسن کیا اللہ نے رسول کی اولاد (ہمراد ائمہ اہلبیتؑ) کو دوسرے تمام لوگوں پر فضیلت دی ہے؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا" آل رسول کی فضیلت قرآن سے ثابت ہے۔خدا فرماتا ہے۔بے شک اللہ نے آدمؑ نوحؑ آل ابراہیمؑ اور آل عمرانؑ کو تمام جہانوں سے چنا ہے۔یہ ایک تسلسل ہے۔جن میں سے کچھ دوسرے کچھ دوسرے لوگوں کی اولاد ہیں۔اور اللہ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔(آل عمران:۳۳-۳۴)

پھر خداوند عالم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کیا لوگ ان لوگوں سے حسد کرتے ہیں جنہیں خدا نے اپنے فضل وکرم سے بہت کچھ عطا فرمایا ہے۔ یقیناً ہم نے آل ابراہیمؑ کو کتاب حکمت اور ملک عظیم عطا کیا ہے (النساء:۵۴)

یہ سب کچھ بتلا کر خداوند عالم نے یہ حکم دیا ہے کہ اے ایماندارو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول اور صاحبان امر (جو حکم دینے کے اہل ہیں) ان کی اطاعت کرو، جو تم ہی میں سے ہیں۔

(النساء۵۹)

یہاں ملک عظیم سے مراد (آل محمدؐ کی) اطاعت ہے۔

قرآن کی وہ آیات جن میں رسول کی عترت واہلبیت کی فضیلت بیان کی گئی ہے:۔

۱۔اے پیغمبرؐ آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے:(سورہ شعراء:۲۱۴)

ابی بن کعب کی قرات میں اقربین (قریبی رشتہ داروں) کے معنی رھطک المخلصین (یعنی مخلص گروہ کے ہیں۔ عبداللہ ابن مسعود کے مصحف میں بھی یہی الفاظ لکھے ہیں۔ قریبی رشتہ داروں سے اسلام کی تبلیغ کا کام شروع کرنے کا حکم دینا رسول کے قریبی رشتہ داروں کا ایک اعزاز ہے۔

۲۔خداوند عالم نے فرمایا: اے اہلبیتؑ! اللہ نے یہ ارادہ کرلیا ہے کہ تم سے ہر عیب کو دور رکھے اور تمہیں اس طرح پاک وپاکیزہ رکھے جو پاک وپاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

(الاحزاب:۳۳)

امام نے فرمایا: اہلبیت رسول کی اس عظیم فضیلت سے صرف کوئی ضدی جاہل ہی انکار کر سکتا ہے کیونکہ اس آیت سے ائمہ اہلبیت کی طہارت (عصمت) قرآن سے ثابت ہے"

۳۔مباہلہ کے موقع پر خداوند عالم نے فرمایا:

"اب علم آنے کے بعد بھی جو آپ سے جھگڑا کرے تو آپ کہہ دیں کہ آؤ ہم اپنے

بیٹوں کو بلاتے ہیں۔ تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔ ہم اپنی عورتوں کو بلاتے ہیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ ہم اپنی جانوں کو بلاتے ہیں تم اپنی جانوں کو بلاؤ۔ اور پھر ہم ایک دوسرے کے لیے بددعا (مباہلہ) کرتے ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت وعذاب کو قرار دیتے ہیں۔"

تمام علما اسلام متفق ہیں کہ اس آیت کے تحت رسول اکرمؐ صرف حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ امام حسنؑ وحسینؑ کو لے گئے تھے۔ پھر امام رضاؑ نے تمام علماء سے پوچھا انفسنا وانفسکم تم اپنی جانوں کو بلاؤ ہم اپنی جانوں کو بلاتے ہیں۔ تو نفس یعنی جان سے مراد کون ہے؟ علماء نے کہا جان سے مراد خود رسول کی ذات ہے۔ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: یہ غلط ہے جان (نفس) سے مراد حضرت علیؑ ہیں کیونکہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے بنو لیع باز آجائیں ورنہ ان کی طرف اس کو بھیجوں گا جو میری جان کی طرح ہے یعنی علی ابن ابی طالب کو بھیجوں گا (الحدیث) اور یہاں بیٹیوں سے مراد حسنؑ وحسینؑ میں اور عورتوں میں صرف حضرت فاطمہؑ لائی گی ہیں۔ یہ آل رسول کی وہ فضیلت ہے کہ اس سے کوئی آگے نہیں بڑھ سکا اور نہ کوئی آدمی اس فضیلت میں ان کا شریک ہوسکا نہ اوران کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ اس سے بڑی فضیلت اور کیا ہو سکتی ہے؟ کہ خداوند عالم نے اس آیت سے حضرت علیؑ کو رسول کا نفس یعنی رسولؐ کی جان قرار دیا ہے۔

۴۔ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ جب رسول خداؐ نے مسجد نبوی کے اندر صرف علیؑ کا دروازہ رہنے دیا اور سب کے دروازے بند کرادیے۔ تو صحابہ کرامؓ نے رسول خداؐ سے اس کی وجہ پوچھی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: میں نے اپنی مرضی سے مسجد میں علیؑ کو نہیں رہنے دیا اور تمھیں اپنی مرضی سے نہیں نکالا۔ اللہ نے علیؑ کو رہنے دیا اور تمھیں نکال دیا۔ اور علیؑ کو اس لیے رہنے دیا کہ میں یہ کہہ چکا ہوں کہ

اے علیؑ تمھیں مجھ سے وہی نسبت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰؑ سے تھی (الحدیث)

تمام علماء نے امام رضاؑ سے پوچھا آپ اس کو قرآن سے ثابت فرمائیں۔ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا خدا فرماتا ہے۔

ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی کی طرف وحی کی کہ اپنی قوم کے لیے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو قبلہ قرار دو۔ (یونس:۸۷)

اس آیت سے حضرت ہارونؑ کی عظمت اور منزلت ثابت ہو گئی اور رسول خداؐ نے علیؑ کے سوا تمام دروازے بند کرا کے ہارون محمدیؐ یعنی حضرت علیؑ کی فضیلت کو ثابت فرمایا: پھر امام نے فرمایا: علیؑ کی فضیلت کا انکار کون کر سکتا ہے؟ کیونکہ جناب رسول خداؐ نے (متفقہ طور پر) یہ فرمایا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ اب جو حقیقی علم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ اس دروازے سے آئے (الحدیث)

اب ہماری فضیلت سے انکار صرف بدبخت ہی کر سکتا ہے۔

(اس لیے کہ تمام آئمہ اہلبیتؑ حضرت علیؑ کے جانشین ہیں اس لیے علم رسالت کا دروازہ ہیں)

۵۔ خداوند عالم نے فرمایا: اے رسولؐ آپ قریبی رشتہ داروں کا حق ادا فرما دیں۔

(بنی اسرائیل:۲۶)

خدا حضرت امام رضاؑ نے فرمایا جیسے ہی آیت اتری جناب رسول خداؐ نے فرمایا فاطمہؑ کی بلاؤ۔ جناب رسول خداؐ نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا یہ فدک کا باغ ہے۔ اس کے حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں نے گھوڑے نہیں دوڑائے۔ اس لیے یہ میرا حق ہے۔ اس میں مسلمانوں کا کوئی حق یا حصہ نہیں ہے۔ اس لیے میں یہ باغ خدا کے حکم پر تم کو دے رہا ہوں۔ تم اسے لے لو۔ یہ باغ تمہارے اور تمہاری اولاد کے لیے ہے۔ (الحدیث)

۶۔ خداوند عالم نے فرمایا: (اے رسولؐ) آپ فرما دیں کہ میں تم سے اس تبلیغ اور رسالت کے کام کا کوئی اجر نہیں مانگتا سوا اس کے کہ تم میرے قریبی رشتہ داروں سے محبت کرو۔ اب جو شخص

بھی یہ نیکی حاصل کرے گا تو ہم خود اس کی نیکیوں میں اضافہ کریں گے۔ (کیونکہ) یقیناً اللہ بہت بخشنے والا اور بڑی قدر کرنے والا ہے۔ (الشوریٰ:۲۳)

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: یہ خصوصیت اور فضیلت صرف اور صرف آل محمدؐ کو حاصل ہے کہ ان کی محبت کو خداوند عالم نے رسالت کا اجر قرار دیا ہے۔ جب کہ کسی پچھلے نبی نے اپنی رسالت کی اجرت طلب نہیں کی۔ اس سے ثابت ہوا کہ تمام انبیاء کرام کی رسالتوں اور محنتوں کا اجر آل محمدؐ کی محبت ہے کیونکہ ہر نبی نے یہ کہا اے قوم میں تم سے کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا میری اجرت اس ذات پر قرض ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ (ھود:۵۱)

مگر محمد مصطفیٰؐ کو خدا نے حکم دیا کہ آپ اجرت طلب کریں اور پاک و پاکیزہ آل محمدؐ کی محبت کو اس لیے بھی اجرتِ رسالت قرار دیا کہ خدا خوب جانتا تھا کہ آل رسولؐ کبھی دین خدا سے منحرف نہ ہوں گے اور کبھی گمراہی کو اختیار نہ کریں گے۔

حضرت امام رضاؑ نے مزید فرمایا: اس کے علاوہ فطرت کا یہ قانون ہے کہ اگر کوئی شخص کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کی اولاد سے بھی محبت کرتا ہے۔ اب اگر کوئی شخص کسی کی اولاد کو دشمن رکھے، تو ہر آدمی سمجھ لیتا ہے میری اولاد سے دشمنی رکھنے والے کو مجھ سے کوئی محبت نہیں ہے۔ اگر اس کو واقعی مجھ سے محبت ہوئی" تو ضرور میری پیاری اولادوں سے محبت کرتا۔ اس لیے (رسول کی محبت کے ثبوت کے طور پر) خداوند عالم نے آل رسول کی محبت فرض کی تا کہ رسول کو یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ کس کو مجھ سے محبت ہے؟ اب جو شخص آل رسولؐ سے محبت کرے گا رسول خدا کبھی ہرگز اس سے نفرت نہیں کریں گے اور جو آل رسولؐ سے نفرت کرے گا تو یقیناً رسول بھی اس کو اپنے آپ سے محبت کرنے والا نہیں مانیں گے۔ بلکہ رسولؐ اس سے نفرت کریں گے۔ اب آل پاک رسول کی اس سے بڑھ کر اور کیا فضیلت ہو سکتی ہے کہ ان کی محبت کو خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کی محبت کا معیار اپنی حجت اور اجر رسالت قرار دیا ہے۔

حضرت امام رضاؑ نے مزید فرمایا کہ جناب رسول خداؐ سے پہلے جتنے رسول آئے، اللہ نے
ان کو حکم دیا کہ تم اپنی قوم سے کوئی اجرت طلب نہ کرنا۔ میں خود تمہیں اس کا اجر عطا کروں گا
وران سے خود اجر طلب کروں گا) پھر خداوند عالم نے جناب رسول خدا کو حکم دیا کہ وہ اجر
سالت آل محمد کی محبت کی شکل میں طلب کریں۔ اصول یہ ہے کہ محبت کا حکم اسی کے لیے دیا جا
سکتا ہے جو صاحب فضیلت وکمال ہو۔ اس لیے کہ محبت فضیلتوں اور کمالات کو ہی دیکھ کر کی جا
سکتی ہے۔ محبت ایسوں سے نہیں ہو سکتی جو صاحب فضیلت وکمال نہ ہوں۔ آل محمد کی محبت
خدا نے اسی لیے اجر رسالت کے طور پر طلب کی کہ خدا جانتا تھا کہ آل محمدؐ صاحب فضیلت و
کمال ہیں۔ اور کمال سے محبت فطرت ہے۔ جب خدا نے آل محمد کی محبت فرض کی تو بہت سے
گوں کو یہ بات ناگوار ہوئی کیونکہ وہ سمجھ گئے کہ جب آل محمد کی محبت واجب کی گئی ہے تو ان کے
حکامات پر عمل کرنا بھی واجب ہے۔ اس لیے آل محمد کی محبت پر صرف اور صرف وہی لوگ باقی
رہ سکے جو خدا رسول سے وفاداری کے عہد پر قائم رہ سکے۔ رسول اور آل محمدؐ سے قلبی نفرت
رکھنے والے منافقوں نے ناجائز تاویلیں شروع کر دیں۔ انہوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ
سول کے قریبی رشتہ داروں سے مراد سارے کا سارا عرب ہے۔ اگر یہ غلط بات بھی مان لی
جائے کہ سارا عرب رسولؐ سے قریب ہے تو اگر سارے عرب ہم زبان ہونے کی وجہ سے اور
قریش رسول کا قبیلہ ہونے کی وجہ سے محبت کیے جانے کی لائق ہیں، تو جو لوگ رسول خداؐ کا
خون گوشت اور پوست ہیں، ان کی اولاد ہیں، ان سے محبت کرنا تو بہت زیادہ ضروری قرار
ئے گا۔ اس لیے ہر حال میں اہل ایمان کا فرض ہے کہ آل رسولؐ سے محبت کریں اور اس کے
مدلے میں جنت حاصل کریں۔ اسی لیے خدا نے فرمایا: وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے اچھے
م کیے وہ ہمیشہ جنت کے گھنے باغوں میں رہیں گے۔ ان کے لیے ان کے پالنے والے
لک کی طرف سے وہ تمام چیزیں موجود ہیں جن کی وہ خواہش کریں گے۔ یہ خداوند عالم کا

بہت بڑا فضل وکرم ہے۔ یہی وہ فضل وکرم ہے جس کی خوشخبری پالنے والا مالک اپنے بندوں کو دے رہا ہے، صرف ان بندوں کو جو ایمان لائے، نیک کام کیے تو آپ ان سے کہہ دیجئے میں تم سے اپنی تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں مانگتا، سوا اس کے کہ تم میرے قریبی رشتہ داروں سے محبت کرو۔ (شوریٰ:۲۳،۴۲)

جب یہ آیت اور حکم اترا تو منافقوں نے کہا کہ

رسول خداؐ نے (معاذ اللہ) اپنی طرف سے یہ حکم گھڑ لیا ہے۔ اس کا جواب خدا نے اس طرح دیا۔ کہ "ان لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ رسول نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے۔ خدا چاہے تو تمہارے دلوں پر مہر لگا دے (کیونکہ) خدا باطل کو مٹا دیتا ہے۔ اور حق کو اپنے کلام سے ثابت اور پائیدار بنا دیتا ہے۔ یقیناً خدا دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔" (الشوریٰ:۲۴)

جب منافقوں نے یہ آیت سنی تو جو لوگ ان میں واقعی ایماندار تھے وہ رونے لگے۔ جب رونے کی آوازیں بہت بلند ہوئیں تو اللہ کو ان پر رحم آ گیا اور یہ آیت اتری۔

اور وہی اللہ ہے جو اپنے بندوں کو توبہ کو قبول کرتا ہے اور ان کی برائیوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اور وہ تمہارے کاموں سے خوب واقف ہے۔ (الشوریٰ:۲۵)

۷۔ خداوند عالم نے فرمایا: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور سلام بھی کرو، جیسا کہ سلام کرنے (اطاعت کرنے) کا حق ہے (احزاب ۵۶)

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری تو صحابہ کرامؓ نے جناب رسول خداؐ سے پوچھا کہ ہم آپ پر درود کیسے پڑھیں؟

جناب رسول خداؐ نے فرمایا اس طرح پڑھو۔

اللھم صلی علی محمد و آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علیٰ آل ابراہیم انک حمید مجید

(یعنی اے اللہ اپنی خاص الخاص رحمتیں نعمتیں نازل فرما محمد پر اور آل محمد پر جس طرح تو نے خاص الخاص رحمتیں نازل کی ابراہیم پر اور آل ابراہیم پر، یقیناً تو بے حد قابل تعریف اور بزرگ ہے)

یہ سن کر تمام حاضرین اور علماء نے کہا اس میں قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے۔ سب کا اس پر اجماع ہے۔

پھر حضرت امام رضاؑ نے علماء سے پوچھا قرآن میں یاسین کس کو کہا گیا ہے؟ تمام علماء نے کہا یاسین سے مراد حضرت محمدؐ ہیں، اور اس میں قطعاً کوئی شک نہیں ہے۔

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: خداوند عالم نے انبیاء کرام کو تو سلام کیا مثلاً فرمایا: عالمین میں نوحؑ پر سلام ہو۔ ابراہیمؑ پر سلام ہو (الصافات ۱۰۹) موسیٰؑ و ہارونؑ پر سلام ہو (الصافات: ۱۲۰) مگر قرآن میں کسی نبی کی آل پر خدا نے سلام نہیں بھیجا مگر آل محمد پر اس طرح سلام کیا کہ فرمایا سلام علی آل یاسین آل یاسین پر سلام ہو۔ یعنی آل محمدؐ پر سلام ہو۔

یہ سن کر خلیفہ مامون رشید نے کہا: میں مان گیا کہ ایسی واضح اور مدلل تشریح صرف وہی لوگ کر سکتے ہیں جو معدن نبوت (نبوت کی کان) ہوں۔

پھر امام علی رضاؑ نے یہ آیت پڑھی کہ

۸۔ خداوند عالم نے فرمایا: اور جان لو کہ جو کچھ بھی تمہیں غنیمت (فائدہ) حاصل ہو، اس میں پانچواں حصہ اللہ، رسول اور رسول کے قرابتداروں کا ہے۔ (انفال: ۴۱)

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ اس آیت میں خداوند عالم نے رسول کی پاک اولاد کا حصہ اپنے اور اپنے رسول کے ساتھ ساتھ قرار دیا ہے۔ یہ آل محمدؑ کا عظیم شرف ہے۔

پھر خداوند عالم نے رسول اکرمؐ کے حصے کے ساتھ ساتھ عترت طاہرہ کو ملا دیا ہے۔ اور باقی خمس کے حقداروں کو علیحدہ رکھا ہے۔ اللہ نے ہمارا حق بیان کرتے ہوئے) اپنی ذات والا

صفات سے ابتداء فرمائی ہے پھر دوسرے نمبر پر رسول خدا کا ذکر فرمایا ہے اور ان کے بالکل بعد ان کے ساتھ ساتھ عترت طاہرہ (ائمہ اہلبیتؑ) کا ذکر فرمایا ہے۔

یاد رہے کہ یہ اس کتاب قرآن کا بیان ہے جس میں کسی قسم کے شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور یہ وہ کتاب ہے۔ کہ جس کے آگے پیچھے باطل نہیں آسکتا کیونکہ یہ خداوند عالم کی اتاری ہوئی ہے۔۔۔

مساوات

خمس کے حصوں میں بعد میں یتیموں مسکینوں اور مسافروں کا حصہ بیان کیا گیا ہے۔ مگر جب یتیم بالغ ہو جائے گا تو اس کا حصہ ختم ہو جائے گا۔ مسکین امیر ہو جائے گا تو اس کا حصہ ختم ہو جائے گا۔

مسافر جب اپنے گھر پہنچ جائے گا اس کا حصہ ختم ہو جائے گا۔

جب کہ خدا رسول اور رسول کے قرابتداروں (مراد ائمہ اہلبیتؑ) کا حصہ قیامت تک قائم رہے گا۔ کیونکہ خدا نے رسول اور آل رسول کا حصہ اور حق اپنے حق اور حصے کے بالکل ساتھ ساتھ بیان فرمایا ہے ظاہر ہے کہ اللہ اور رسول کبھی غریب نہیں ہو سکتے۔

پھر جس طرح خداوند عالم نے خمس کے سلسلے میں پہلے اپنا حصہ بیان فرمایا۔ پھر رسول کا حصہ بیان فرمایا، پھر ذوالقربیٰ یعنی آل رسول کا حصہ بیان فرمایا، بالکل اسی ترتیب سے خدا نے اپنی اور ہماری اطاعت کا حکم دیا کہ فرمایا

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسول اور صاحبان امر (جو حکم دینے کے اہل ہیں) کی اطاعت کرو جو تم میں سے ہیں۔ (النساء: ۵۹)

اس طرح جب خداوند عالم نے اپنی ولایت (حکومت) کو بیان فرمایا تو اسی ترتیب سے

بیان فرمایا کہ "تمہارا ولی (حاکم) صرف اللہ ہے۔ اس کا رسول ہے اور وہ مومن تمہارے ولی ہیں جو نماز کو قائم ودائم کرتے ہیں۔ اور رکوع کی حالت میں زکوۃ ادا کرتے ہیں۔ (مائدہ ۵۵)

اس طرح خداوند عالم نے (۱) اپنی اطاعت اور ولایت اور (۳) غنیمت کے خمس میں آل محمد کو اپنے اور اپنے رسول کے ساتھ شامل فرمایا:

لیکن جب زکوۃ صدقات وخیرات کی بات ہوئی تو اللہ نے اس میں اپنا کوئی حصہ نہ رکھا، نہ اپنے رسول کا کوئی حصہ رکھا اور نہ عترت طاہرہ (آل محمدؐ، مراد ائمہ اہلبیت) کا کوئی حصہ رکھا۔ خداوند عالم نے صدقات وخیرات کے بارے میں فرمایا:

صدقات فقراء ومساکین، زکوۃ کے عاملین (جمع کرنے والا)، جن کے دلوں کو موہ لینا مقصود ہے، غلاموں کو آزاد کرانے اور قرض داروں کے قرضے اتارنے اور خدا کی راہ میں اور مسافروں کے لیے ہے یہ اللہ کی طرف سے فرض ہے۔ (التوبہ: ۶۰)

اس طرح خداوند عالم نے اپنے حبیب اور ان کے اہلبیتؑ پر صدقہ زکوۃ کو حرام قرار دیا کیونکہ یہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل کچیل ہے اور اللہ نے اہلبیتؑ کو ہر قسم کے میل کچیل سے پاک رکھا ہے۔ اس طرح خداوند عالم نے اہلبیت رسول کو اپنی رضامندی کے لیے چن لیا اور خداوند عالم نے جو کچھ اپنے لیے پسند فرمایا، صرف اسی کو اہلبیتؑ رسول کے لیے پسند فرمایا، اور جس چیز کو اپنے لیے پسند نہ فرمایا اس کو اہلبیت کے لیے بھی پسند نہ فرمایا:

۹۔ خداوند عالم نے فرمایا: اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو (النحل: ۴۳)

علماء نے کہا ان ذکر سے تو یہودی عیسائی علماء مراد ہیں۔

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا سبحان اللہ اگر اہل ذکر سے مراد یہودی عیسائی علماء ہیں، تو جب مسلمان ان سے سوال کریں گے تو وہ اپنے دین کی طرف بلائیں گے، پھر آپ کیا کریں گے؟

علماء نے کہا اے ابوالحسن! پھر اس آیت کے کیا معنی ہیں؟

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا: قرآن کی رو سے ذکر سے مراد جناب رسول خداؐ ہیں کیونکہ خداوند عالم نے فرمایا ہے۔ قد انزل الیکم ذکرا رسولا

اللہ نے تمہارے پاس اپنے رسول کو ذکر بنا کر بھیجا ہے۔ (طلاق:۱۰۱)

اس لیے ذکر سے مراد رسول اکرمؐ ہیں اور ہم اہلبیتؑ ان کے اہل ہیں، اس لیے ہم (آئمہ اہلبیتؑ ہی اہل ذکر ہیں)

۱۰۔ حضرت امام رضاؑ نے علماء امت سے پوچھا کہ اگر بالفرض رسول خداؐ زندہ ہوں تو کیا تمہاری بیٹیاں ان کے لیے حلال ہوں گی یا حرام؟ تمام حاضرین نے کہا ہماری بیٹیاں ان کے لیے حلال ہیں۔ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ میں اور ہوں اور تم اور ہو۔ میں آل محمدؐ میں سے ہوں اگر تم سب آل محمدؐ میں شامل ہوتے تو تمہاری بیٹیاں بھی رسول خداؐ پر حرام ہوتیں۔ ثابت ہو گیا کہ میں آل محمدؐ ہوں اور تم امت محمدی کا جزو ہو، جب کہ میں محمد مصطفیٰؐ کا جزو ہوں۔

۱۱۔ خداوند عالم نے فرمایا: اور اپنے اہل بیت کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس کی پابندی کرو"
(طہ۱۳۲)

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا ملاحظہ کیجئے کہ خداوند عالم نے ساری امت سے الگ کر کے ہمیں نماز کے قائم رکھنے کا حکم دیا اور امت سے الگ کر کے اپنے حبیب کو حکم دیا کہ وہ ہمیں نماز کا حکم دیں۔

یہ سن کر خلیفہ مامون رشید اور تمام علماء اسلام نے کہا اے اہلبیت پیغمبرؐ! خدا آپ کو اس امت کی طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے۔ جو حقیقتیں ہم نہیں سمجھ سکتے ہیں وہ ہمیں آپ سمجھاتے ہیں۔ اور اتنا عظیم علم ہم کو آپ کی طرف سے نصیب ہوتا ہے۔

رسول کس کی شفاعت کریں گے؟

(حضرت امام رضاؑ کا بیان کردہ چند منتخب احادیث رسولؐ)

حضرت امام رضاؑ نے اپنے اجداد کے حوالوں سے فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا میں قیامت کے دن ان لوگوں کی شفاعت کروں گا جو سادات کی حاجتیں پوری کرتے ہیں۔ ان کی پریشانیوں میں ان کے لیے کوششیں کرتے ہیں۔ اپنے دل و زبان سے ان سے محبت کرتے ہیں۔

شعبان کے مہینے کے اعمال

۲۔ حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا: جو شخص صرف اللہ کو راضی کرنے کے لیے شعبان کے مہینے میں ایک روزہ رکھے گا۔ خدا اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ جو شخص شعبان میں روز ۷۰ مرتبہ دل سے شرمندہ ہو کر استغفار کرے گا (استغفر اللہ کہے گا یعنی اے اللہ میں تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہوں)

تو خدا اس کو رسول خداؐ کے گروہ کے ساتھ محشور فرمائے گا۔ اور وہ خدا کی طرف سے عزت کئے جانے کا مستحق ہو گا۔ اگر شعبان میں صدقہ دے گا چاہے وہ ایک کھجور ہی کیوں نہ ہو، تو خدا اس پر جہنم کی آگ حرام کر دے گا۔ جو شخص شعبان میں ۳ آخری روزے اس طرح رکھے کہ رمضان کے مہینے سے ملا دے تو اللہ اس کو دو مہینے مسلسل روزے رکھنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

۳۔ مومن کی کم سے کم خصوصیات

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ کوئی شخص اسی وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس

کم سے کم ۳ خوبیاں نہ ہوں (۱) ایک اللہ کی سنت ۔ وہ یہ ہے کہ لوگوں کے راز چھپائے رکھے۔
(۲) نبی کی سنت وہ یہ ہے کہ لوگوں سے اچھی طرح پیش آئے۔
۳۔ خدا کے اولیاء ائمہ کی سنت ۔ وہ یہ ہے کہ بیماریوں اور بلاؤں پر صبر کرے جیسا کہ خدا نے فرمایا
اور وہ (اولیاء خدا) فقر فاقے، پریشانیوں بیماریوں میں، اور میدان جنگ میں صبر کرتے ہیں، (البقرہ: ۷۷)

خداوند عالم کے ۳ تین خاص احکامات

حضرت امام رضا سے روایت ہے کہ اللہ نے تین چیزوں کا حکم اس طرح دیا ہے کہ انہیں ۳ چیزوں سے ملا دیا ہے۔
۱۔ اللہ نے نماز کے حکم کے ساتھ زکوۃ کا حکم دیا ہے اس لیے اب جو شخص نماز پڑھے اور زکوۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (یعنی بچت کا ڈھائی فیصد زکوۃ دے۔)
۲۔ خداوند عالم نے اپنے شکر ادا کرنے کے حکم کے ساتھ ساتھ والدین کے شکر ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس لیے اب جو شخص اللہ کا شکر تو ادا کرے مگر والدین کا شکریہ ادا نہ کرے، تو خدا اس کا کوئی شکر قبول نہیں کرے گا۔
۳۔ خداوند عالم نے اپنے آپ سے ڈرنے، اپنی ناراضگی سے بچنے (تقویٰ) کا حکم دیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ صلہ رحمی رشتہ داروں پر رحم کرنے حکم دیا ہے۔ اس لیے اب اگر کوئی شخص خدا سے ڈر کر گناہوں سے عملاً بچے گا لیکن صلہ رحمی نہ کرے گا (یعنی رشتہ داروں کا حق نہ ادا کرے گا) تو خدا اس کے تقویٰ کو قبول نہ فرمائے گا۔

خاموشی کی فضیلت

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ حلم اور علم کے ساتھ ساتھ خاموش رہ کر غور وفکر کرنا فقیہ (یعنی) گہرے اور حقیقی علم دین رکھنے والے عالم کی علامت ہے اور خاموشی حکمت کا ایک دروازہ ہے۔ محبت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور ہر اچھائی کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

نیز فرمایا ہر شخص کا دوست اس کی عقل ہوتی ہے اور اس کی اصل دشمن اس کی جہالت (عقل دشمنی) ہوتی ہے۔

حضرت علیؑ کی محبت کے فوائد

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: اے علیؑ اس کے لیے خوشخبری ہے جس نے تم سے محبت کی اور تمہاری تصدیق کی۔ اور اس شخص کے لیے ہلاکت اور بربادی ہے جس نے تم سے دشمنی کی اور تم کو جھٹلایا۔

اے علیؑ! تم سے محبت کرنے والے ساتوں آسمانوں میں مشہور ہیں۔ وہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے دین کو دل سے پہنچاتے ہیں۔ نیک کردار کے مالک ہیں۔ خدا کو راضی کرنے کے لیے لوگوں کے سامنے جھکتے ہیں سب کا ادب کرتے ہیں۔ ان کی نگاہیں جھکی رہتی ہیں۔ کیونکہ وہ دل میں اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں۔

کیونکہ انہوں نے اے علیؑ تمہاری ولایت (حکومت اور محبت) کے حق کو پہچان لیا ہوتا ہے۔ اس لیے ان کی زبانیں تمہارے فضائل بیان کرتی رہتی ہیں اور تمہاری اولاد کے ائمہؑ کی مصیبتوں کی وجہ سے ان کی آنکھیں روتی رہتی ہیں۔

وہ خدا کی کتاب اور اس کے احکامات کو دل سے مانتے ہیں۔ رسولؐ کی سنت جو ان تک ائمہ اہلبیتؑ کے ذریعہ پہنچی ہے اس پر یقین رکھتے ہیں۔ اولوالامر (یعنی ائمہ اہلبیتؑ) جو ان کو حکم

دیتے ہیں اس پر وہ عمل کرتے ہیں۔ رشتہ داروں کا حق ادا کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ ایک دوسرے سے نفرت نہیں کرتے۔ فرشتے ان پر رحمتیں بھیجتے ہیں اور ان کی دعاؤں پر آمین کہتے ہیں۔ اور ان کے لیے خداوند عالم سے معافیاں طلب کرتے رہتے ہیں۔ ان کے جنازوں میں ملائکہ شریک ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کے چلے جانے کی وجہ سے ملائکہ تنہائی محسوس کرتے ہیں۔

رسولؐ اور آئمہ اہلبیتؑ کی فضیلت

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: اے علیؑ! اللہ نے انبیاء و مرسلین کو تمام مقرب فرشتوں سے افضل قرار دیا ہے۔ اور مجھے تمام انبیاءؑ و مرسلین پر فضیلت دی ہے۔ اور میرے بعد تم اور تمہاری نسل کے آئمہ افضل ہیں۔ ملائکہ ان سے محبت کرنے والوں کے خادم ہیں۔ عرش اٹھانے والے فرشتے تمہاری ولایت کو دل سے مانتے ہیں اور وہ فرشتے ان لوگوں کے لیے خدا سے معافیاں طلب کرتے رہتے ہیں جو لوگ تمہاری ولایت (حکومت) کو دل سے قبول کرتے ہیں۔ اے علیؑ! اگر تم نہ ہوتے تو خدا حضرت آدمؑ کو پیدا ہی نہ کرتا اور نہ جنت جہنم کو پیدا کرتا۔ اور نہ زمین و آسمان کو پیدا کرتا۔ ہم ملائکہ سے اس لیے افضل ہیں کہ ہم نے سب سے پہلے تسبیح کی اور خدا کو پاکیزگی اور بزرگی کو بیان کیا۔ کیونکہ خدا نے سب سے پہلے ہماری روحوں کو پیدا کیا تھا اور ہم کو اپنی توحید اور بڑائی سکھائی۔ پھر اللہ نے ملائکہ کو پیدا کیا۔ جب فرشتوں نے خدا کے نور کو وحدانیت کی شکل میں دیکھا تو انہوں نے ہماری عظمت کو بھی سمجھ لیا کیونکہ جب ہم نے سبحان اللہ پڑھا تا کہ ملائکہ سمجھ گئے۔ کہ (ہم خدا نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیدا کئے جانے والی مخلوق ہیں اور ہمارا پیدا کرنے والا ہم سے بلند اور ہماری صفات سے بھی بہت بلند و بالا ہے۔ غرض ہم سے خدا کی تسبیح و تعریف سن کر فرشتوں نے بھی تسبیح کی اور

لا الہ الا اللہ پڑھا تا کہ ملائکہ سمجھ جائیں کہ عبادت اور غلامی کے لائق صرف اور صرف اللہ کی ذات ہے اور ہم خدا کے بندے ہیں، خدا نہیں ہیں۔ اس لیے ہم لائق عبادت نہیں ہیں اور خدا کے سوا کسی کی حتیٰ کہ ہماری عبادت بھی جائز نہیں ہے۔

جب فرشتوں نے ہماری بڑائی کو سمجھ لیا تو ہم نے اللہ اکبر کہا تا کہ ملائکہ کو علم ہو جائے کہ تمام بڑائیوں کا اصل سرچشمہ صرف خدا کی ذات ہے۔ خدا کے سوا کہیں اور سے کوئی بڑائی یا عزت حاصل نہیں ہوتی۔

پھر جب فرشتوں نے ہماری عزت اور قوت کو دیکھا تو ہم نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھا

یعنی کوئی طاقت کوئی قوت نہیں ہے سوا خدا کی قوت کے جو بے حد بلند اور بزرگ ہے۔ ہم نے یہ کلمہ اس لیے پڑھا تا کہ فرشتوں کو علم ہو جائے کہ ہماری قوت اور طاقت اللہ کی دی ہوئی ہے۔ پھر جب فرشتوں نے ہم پر خدا کے انعامات اترتے دیکھے اور جب ہماری اطاعت کو واجب ہوتے ہوئے دیکھا تو ہم نے الحمد اللہ کہا یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لیے ثابت ہیں تا کہ فرشتوں کو علم ہو جائے کہ خدا کی نعمتوں اور عطاؤں پر شکر ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ اس لیے فرشتوں نے ہماری حمد و تعریف سن کر "الحمد اللہ" کہا اس طرح ہماری وجہ سے فرشتوں کو خدا کی توحید کی پہچان نصیب ہوئی اور ان کو یہ علم حاصل ہوا کہ خدا کی تسبیح کس طرح کی جاتی ہے؟ تہلیل (لا الہ الا اللہ) کس طرح پڑھا جاتا ہے۔ خدا کی حمد و تعریف کس طرح کی جاتی ہے۔ اور خدا کی توحید اور بڑائی کو کس طرح سمجھا اور بیان کیا جا سکتا ہے۔

پھر خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا اور ہمیں آدمؑ کے صلب میں رکھا۔ اس لیے اللہ نے ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ آدم کے سامنے سجدہ کریں۔ اس سجدے کا اصل مقصد ہماری تعظیم اور عزت کرانی تھی۔ ملائکہ کا یہ سجدہ اللہ کی عبدیت (غلامی) کے اعلان کے لیے تھا اور ہمارے احترام کے لیے

تھا۔اس کا مقصد ہماری اطاعت کرانا تھا کیونکہ ہم حضرت آدمؑ کی صلب میں تھے۔

پھر بھلا فرشتے ہم سے کیسے افضل ہو سکتے ہیں؟ پھر جب میں معراج پر گیا تو جبریلؑ نے اذان واقامت کہی اور مجھ سے کہا اے محمدؐ آپ آگے بڑھیں۔

کیونکہ خداوند عالم نے انبیاء کرام کو تمام فرشتوں پر فضیلت دی ہے اور آپ کو خاص الخاص فضیلت عطا فرمائی ہے۔پھر میں نماز پڑھانے کے لیے آگے بڑھا مگر اس کے باوجود میں فخر نہیں کرتا (خود کو بڑا نہیں سمجھتا کیونکہ میں خدا کا ادنیٰ غلام ہوں) پھر جب نور کے حجابات پر میں پہنچا تو جبریلؑ رک گئے اور مجھ سے کہا کہ آپ آگے جائیں۔کیونکہ اللہ نے میری پرواز کی حد یہاں تک مقرر کی ہے اگر اس سے آگے بڑھا تو میرے تمام پر جل جائیں گے۔

پھر نور کی ایک موج سی اٹھی اور خدا مجھے جہاں تک لے جانا چاہتا تھا میں وہاں تک پہنچ گیا۔اللہ کی طرف سے صدا آئی تو میں نے کہا لبیک ربی۔مالک میں حاضر ہوں کہا پھر خدا کی آواز آئی۔محمدؐ تو میرا غلام ہے۔میں تیرا پالنے والا مالک ہوں۔

صرف میری عبادت کرنا۔صرف مجھ پر بھروسہ کرنا۔تو بندوں میں میرا نور ہدایت ہے اور ان پر میرا رسول اور حجت (دلیل) ہے۔میں نے جنت کو تیرے اور تیری پیروی کرنے والوں کے لیے بنایا ہے اور تیرے مخالفوں کے لیے جہنم کو بنایا ہے اور تیرے اوصیاء (جانشینوں) کے لیے میں نے اپنی عزت وکرامت کو لازمی قرار دیا ہے۔اور ان کی پیروی کرنے والے شیعوں کے لیے میں نے اپنا ثواب (اجروانعام) میں قرار دیا ہے۔

جناب رسول خدا نے مزید فرمایا کہ میں نے پوچھا کہ میرے اوصیاء کون ہیں؟ خدا نے جواب دیا کہ تمہارے اوصیاء جانشینوں کا نام عرش کے کنارے پر لکھا ہے۔جب میں نے عرش کے کنارے کو دیکھا تو وہاں بارہ ۱۲ نور دیکھے۔ہر نور میں سبز رنگ کی سطر پر ایک ایک نام لکھا تھا۔ان میں پہلا علیؑ اور آخری مہدیؑ لکھا تھا۔

اس وقت مجھے یہ آواز سنائی دی اے محمد! یہ تیرے اوصیاء ہیں۔ میرے دوست اور چاہنے والے اور میرے چنے ہوئے ہیں۔ تیرے بعد میری مخلوق پر میری حجت (دلیل) ہیں۔ تمہارے خلفاء تمہارے بعد میری بہترین مخلوق ہیں۔ مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ میں ان کے ذریعے اپنے دین کو غالب کروں گا۔ اپنے حکم کو بلند کروں گا۔ ان کے آخری کے ذریعہ اپنی زمین کو اپنے تمام دشمنوں سے پاک کروں گا۔ پھر ان کو تمام مشرقوں مغربوں پر حکومت عطا کروں گا۔

سخت طاقتور بادلوں کو بھی ان کے قابو میں دے دوں گا۔ غرض ان کے لیے تمام اسباب فراہم کردوں گا۔ پھر اپنے لشکروں اور فرشتوں کے ذریعہ ان کی مدد کروں گا۔ وہ میرے دین کو مکمل کامیاب کرے گا۔ تمام میری مخلوق کو توحید پر جمع کرے گا۔ میں اس کی حکومت کو قیامت تک باقی رکھوں گا۔ اور اس کو اور اس کے ساتھیوں کو اپنے اولیاء یعنی خاص دوستوں میں قرار دوں گا۔

مسخ شدہ جانور

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا یہ بات غلط ہے کہ زہرہ اور سہیل ستارے مسخ شدہ میں ہیں۔ اس لیے کہ اللہ کسی سے ناراض ہو کر مسخ بھی کرے اور ساتھ ان کو ستارہ بنا کر چمکا دے! یہ بات ناممکن ہے۔ اللہ نے جتنے لوگوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے مسخ کیا وہ بندر یا ریچھ جیسے جانور بن گئے مگر ان سے کوئی نسل نہیں چلی۔ کیونکہ خدا نے ان کو تین دن کے بعد ل کردیا تھا۔ رہے بندر سور وغیرہ تو یہ جانور پہلے سے موجود تھے۔

روت ماروت کی حقیقت

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا ہاروت و ماروت دو فرشتے تھے جو لوگوں کو جادو کا توڑ سکھاتے تھے۔ اس لیے خدا نے فرمایا کہ وہ جسے بھی جادو سکھاتے تھے اس سے کہتے تھے "ہم تمہارے

لیے امتحان لینے کا ذریعہ ہیں۔ اس لیے تم کافر نہ بننا۔" (البقرہ:۱۰۲)

مگر لوگوں نے ان کی نصیحت پر عمل نہ کیا۔ ان فرشتوں سے جادو سیکھ کر بجائے اس کے توڑ کرتے وہ لوگ میاں بیوی کو خود لڑانے لگے۔ (خود جادو کرنے لگے اور کافر ہو گئے)

امام کی وجہ سے زمین قائم رہتی ہے۔

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ زمین پر اگر امام نہ ہو تو زمین اپنے تمام رہنے والوں کے ساتھ پانی میں ڈوب جائے گی۔

(امام سے مراد خدا کا مقرر کیا ہوا امام ہے لوگوں کا بنایا ہوا امام مراد نہیں۔)

کسی کام پر راضی رہنے والا

عبدالسلام ہروی نے امام رضاؑ سے پوچھا کہ جب امام مھدیؑ ظاہر ں گے تو امام حسینؑ کے قاتلوں کی اولادوں کو کیوں قتل کریں گے؟ امام علی رضاؑ نے فرمایا خدا فرماتا ہے کہ کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ (انعام:۱۶۴)

حضرت امام مھدیؑ قاتلان امام حسینؑ کی اولادوں اور (طرفداروں) کو اس لیے قتل کریں گے کہ وہ اپنے دادا پردادا کے عمل پر راضی ہیں اور اس پر فخر کرتے ہیں۔ اور جو شخص بھی کسی کے کام سے راضی ہوتا ہے وہ اس کے کام میں شریک سمجھا جاتا ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص مشرق میں کسی کو قتل کرے اور کوئی مغرب میں رہنے والا اس کے قتل پر راضی (خوش) ہو، تو وہ بھی اس قتل میں شریک ہے۔ امام مھدیؑ اسی لیے قاتلان حسینؑ کی اولادوں (طرفداروں) کو قتل کریں گے۔

موت کی حقیقت

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ مومن کے لیے موت ایک بہترین خوشبو کی طرح ہے

جسے وہ سونگھتا ہے تو اس کی ساری تکان دکھ درد غم فوراً دور ہو جاتا ہے۔ مگر کافر کے لیے موت سانپ اور بچھو کے ڈسنے سے بھی کہیں زیادہ تکلیف دینے والی چیز ہے۔

پوچھا گیا کہ مگر ہم کچھ کافروں کو مرتے وقت تکلیف میں نہیں دیکھتے؟ فرمایا جن کافروں کو موت کے وقت آسانی ملتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا ان کی نیکیوں کا بدلہ دنیا ہی میں چکا دینا چاہتا ہے۔ تا کہ آخرت میں کسی اجر کا مستحق نہ رہے۔ مومن کو اگر موت کے وقت راحت ملتی ہے تو گویا خدا نے اس کے ثواب میں جلدی فرمائی مگر جس مومن کو موت کے وقت تکلیف ہوتی ہے، تو خدا اس تکلیف کی وجہ سے اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ تا کہ آخرت میں ثواب سے روکنے والی کوئی چیز باقی نہ رہے۔ غرض یاد رکھو کہ خدا عدل کرنے والا ہے وہ کبھی ظلم نہیں کرتا (کیونکہ ظلم سب سے بڑا عیب ہے اور خدا ہر عیب سے پاک ہے)

عجیب حدیث اور درس اخلاق

ابو الصلت ہروی سے روایت ہے کہ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ خدا نے ایک نبی پر وحی کی کل صبح جو چیز تم کو سب سے پہلے دکھائی دے اسے فوراً کھالینا اور جو دوسری چیز دکھائی دے، اس کو چھپا لینا۔ اور جو تیسری چیز دکھائی دے اس کو قبول کر لینا اور چوتھی چیز کو مایوس نہ کرنا اور پانچویں چیز سے بھاگنا۔

دوسرے دن جب وہ نبی گھر سے نکلے تو ایک سیاہ پہاڑ نظر آیا، نبی سوچنے لگے اسے کیسے کھاؤں؟ پھر نبی نے سوچا کہ خدا کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اس لیے وہ پہاڑ کو کھانے کے لیے آگے بڑھے تو پہاڑ سمٹتا چلا گیا اور آخر کار لقمہ بن گیا جسے نبی نے کھایا تو بڑا مزیدار تھا۔

بعد میں خدا نے نبی کو بتلایا کہ وہ غصہ تھا اگر انسان غصے میں اپنے اوپر قابو پالے تو اس کا

انجام بڑا اچھا اور میٹھا ہوتا ہے۔

پھر نبی آگے بڑھے تو سونے کا طشت ملا جس کو چھپانے کا حکم تھا۔ نبی نے اس کو مٹی میں چھپا دیا۔ خدا نے بعد میں بتلایا کہ وہ نیک عمل تھا جب انسان اپنی نیکی چھپاتا ہے تو خدا اس کو ظاہر کر دیتا ہے اسی لیے جب نبی نے پلٹ کر دیکھا تو وہ طشت باہر نکلا ہوا تھا

پھر جب نبی آگے بڑھے تو ایک پرندہ ملا جس کے پیچھے باز لگا ہوا تھا۔ پرندہ نبی کے گرد گھومنے لگا تو نبی نے اس کو حکم خدا کے مطابق اپنی آستین میں چھپا لیا۔ بعد میں خدا نے بتلایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص تم کو نصیحت کرے اس کو قبول کرو۔ اس پر باز نے نبی سے شکایت کی کہ آپ نے میرا شکار چھپا لیا تو نبی نے اپنا گوشت کاٹ کر اس کو کھلا دیا۔ بعد میں خدا نے بتلایا کہ جو شخص کوئی حاجت لے کر تمہارے پاس آئے اس کو مایوس نہ کرنا۔

آخری میں نبی نے بدبودار مردار دیکھا تو اس سے بھاگے۔ خدا نے بتلایا کہ غیبت ہے (کسی کے پیٹ پیچھے اس کی برائی کرنا ہے)

دولت کیسے جمع ہوتی ہے۔

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا دولت جمع نہیں ہوتی مگر ۵ عادتوں کی وجہ سے

۱۔ بے حد کنجوسی

۲۔ لمبی لمبی امیدیں

۳۔ بے حد حرص

۴۔ رشتہ داروں کا حق مارنا

۵۔ دنیا کو آخرت پر ترجیح دینا

خوشبو لگاؤ

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ انسان کو روز خوشبو لگانی چاہیے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ہر

دوسرے دن خوشبو لگائے۔ ورنہ کم سے کم ہر جمعہ کو ضرور خوشبو لگائے۔

جنتی کی پہچان

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا کہ

جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے جنتی وہ شخص ہے جو عملاً میری اطاعت کرے اور میرے بعد علیؑ سے صلح اور دوستی رکھے اور ان کی ولایت (حکومت) کا اقرار کرے۔ اور جہنمی وہ ہے کہ جو علیؑ کی ولایت کو پسند نہ کرے، عہد توڑے اور علیؑ سے جنگ کرے۔

شکر کا سجدہ

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جب کسی نعمت پر شکر کرو تو ۱۰۰ دفعہ شکراً شکراً پڑھو۔ اس کے بعد اگر چاہو تو عفواً عفواً (اے خدا معافی معافی) بھی کہو

علم وعمل اور اخلاص

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جہاں علم نہیں وہاں جہالت ہے۔ دنیا ساری جہالت میں مبتلا ہے مگر سچا علم انسان کے خلاف حجت ہے سوا اس علم کے جس پر عمل کیا جائے۔ اور سارے کا سارا عمل دکھاوا ہے۔ سوا اس عمل کے جسے صرف خدا کو خوش کرنے، خدا کی اطاعت کرنے یا خدا سے اجر لینے کے لیے (یعنی) اخلاص وخلوص سے انجام دیا جائے (کسی اور کو خوش کرنا یا کسی اور سے اجر لینا مقصد نہ ہو)

پھر یہ اخلاص بھی ہر وقت خطرہ میں رہتا ہے جب تک انسان کا انجام اس کے سامنے نہ آجائے۔

سجدۂ شکر کا طریقہ اور فلسفہ

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ فرض نماز کے بعد شکر کا سجدہ اس لیے کیا جاتا ہے کہ

مجھے خدا نے فرض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور سجدہ شکر میں کم سے کم تین مرتبہ شکراً للہ کہو۔ شکر کے سجدے کرنے سے نعمتوں میں خدا اضافہ فرماتا ہے۔ اور فرض نماز میں جو کمی رہ جاتی ہے خدا اس کو نفل نمازوں سے پورا کرتا ہے اور نفل نمازوں میں جو نقص (کمی) رہ جاتی اس کو سجدہ شکر سے پورا کر دیتا ہے۔

نماز تہجد پڑھنے والے خوبصورت کیوں ہو جاتے ہیں؟

حضرت امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ امام زین العابدینؑ نے فرمایا نماز تہجد پڑھنے والے تنہائی میں اکیلے خدا سے ملاقات کرتے ہیں۔ اس لیے خدا ان کو اپنے نور کی چادر پہنا دیتا ہے۔

الحمد اللہ کے معنی

حضرت امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ کس نے حضرت علیؑ سے الحمد اللہ کے معنی پوچھے تو حضرت علیؑ نے فرمایا کہ خدا کی نعمتیں بے حد اور بے شمار ہیں: اس لیے بندوں میں اس کی قوت نہیں ہے کہ وہ تمام نعمتوں کا تفصیلی طور پر الگ الگ شکریہ ادا کر سکیں۔ اس لیے خدا نے ہمیں آسان طریقہ یہ بتایا ہے کہ ہم الحمد اللہ رب العالمین (دل سے سمجھ کر) کہیں یعنی تمام کی تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا مالک ہے۔ یعنی خدا تمام جہانوں کا خالق رازق مالک ہے۔ ہر ایک کو رزق دے رہا ہے۔ چاہے وہ نیک کردار ہے یا بد کردار ہے۔ رزق انسان کو اس طرح تلاش کر لیتا ہے جیسے موت۔۔۔

جب خداوند عالم نے حضرت محمدؐ اور ان کی اولاد اور ان کی امت کو تمام انبیاء کی اولادوں اور امتوں سے افضل قرار دیا تو جناب محمد مصطفیٰؐ کو خدا نے حکم دیا کہ اپنی اس فضیلت اور میرے ان تمام انعامات پر الحمد اللہ رب العالمین کہو۔ اسی لیے جناب رسول خداؐ نے اپنی امت کو بھی

الحمد للہ رب العالمین کہہ کر شکر ادا کرنے کا حکم دیا۔

حجر اسود اور حرم مکہ کی حقیقت

حضرت امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ جب خداوند عالم نے حضرت آدمؑ کو کوہ ابو قبیس (جو مکہ میں ہے) پر اتارا تو انہوں نے خدا سے اپنے اکیلے ہونے کی شکایت کی۔ تو خدا نے ایک سرخ یاقوت اتارا جسے حضرت آدمؑ نے خدا کے گھر پر گاڑا اور اس کا طواف کرنے لگے۔ اس سرخ یاقوت کی روشنی جہاں جہاں تک پہنچی وہی حدود حرم قرار پائے۔ (یہی سرخ یاقوت حجر اسود ہے)

گناہان کبیرہ از قرآن

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت ہے کہ قرآن کی رو سے گناہان کبیرہ (بڑے بڑے گناہ) یہ ہیں

۱۔ شرک کرنا

۲۔ اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا

۳۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا

۴۔ ناحق قتل کرنا

۵۔ نیک عورت پر زنا کاری کا الزام لگانا

۶۔ یتیم کا مال کھانا

۷۔ میدان جہاد سے بھاگ جانا

۸۔ سود کھانا

۹۔ جادو کرنا

۱۰۔ زنا کرنا

۱۱۔ خیانت کرنا

۱۲۔ زکوۃ نہ دینا

۱۴۔ جھوٹی گواہی دینا۔

۱۵۔ سچی گواہی کو چھپانا

امام نے ہر گناہ کے ثبوت میں قرآن کی آیات پڑھیں۔ یہ سن کر راوی نے کہا خدا کی قسم وہ شخص ہلاک ہوا جس نے اپنی رائے سے خدا کے دین کو بیان کیا اور علم و فضیلت میں آل محمدؐ کے مقابلے پر آنے کی جرأت کی

متشابہ آیات واحادیث

یعنی وہ آیات احادیث جس کے کئی کئی مطلب نکلیں اور شبہ ہو کر کون سا مطلب درست ہے؟

حضرت امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ قرآن کی متشابہ آیتوں کو محکم (واضح) آیتوں کے ذریعہ سمجھو۔ اس طرح تم سیدھے راستے پر چلو گے۔ اسی طرح ہماری کچھ حدیثیں بھی متشابہ (مشکل) ہیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ متشابہ حدیثوں کو محکم (واضح) حدیثوں کی طرف پلٹاؤ۔ (واضح حدیثوں کی روشنی میں غیر واضح حدیثوں کو سمجھو)

ماہ رجب کے روزے

حضرت امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ جو شخص رجب کی پہلی کو روزہ رکھے گا وہ بھی صرف خدا سے ثواب حاصل کرنے کے لیے تو اللہ اس پر جنت واجب کر دے گا۔ اور جو درمیان رجب میں روزہ رکھے گا خدا اس کو بے شمار لوگوں کی شفاعت کرنے کا حق بھی عطا

فرمائے گا۔ جو آخر رجب میں روزہ رکھے گا خدا اس کو جنت کے بادشاہوں میں سے قرار دے گا اور اس کو اس کو اپنے عزیزوں کی شفاعت کا حق عطا کرے گا۔

صرف خدا کے لیے محبت اور نفرت کرنا

جناب رسول خداؐ نے فرمایا لوگو صرف اللہ کی خاطر لوگوں سے محبت اور نفرت کرو۔ اس کے بغیر تم کو خدا کی سرپرستی اور ایمان کی مٹھاس حاصل نہیں ہو سکتی۔ رہی دنیا کے لیے محبت نفرت تو اس سے اللہ کے ہاں کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

کسی نے پوچھا اس کا پتہ کیسے چلے گا کہ میں خدا کے لیے محبت کرتا ہوں اور خدا کے لیے نفرت کرتا ہوں؟ جناب رسول خداؐ نے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ اللہ کا ولی (خاص دوست) ہے۔ اس سے دوستی رکھو۔ اس کا دشمن خدا کا دشمن ہے۔ اس لیے اس کے دشمن سے دشمنی رکھو اور اس کے دوست سے دوستی رکھو اگرچہ وہ تمہارے باپ یا بیٹے کا قاتل ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر تمہارا باپ بیٹا بھی علیؑ کا دشمن ہو۔ تو تم بھی اس سے دشمنی رکھو۔ (معلوم ہوا کہ خدا رسول کی محبت کا معیار علیؑ کی محبت ہے کیونکہ علیؑ خدا کے خاص دوست ہیں۔)

ماہ شعبان کا عمل

حضرت امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ جو شخص شعبان کے مہینے میں ستر ۷۰ مرتبہ (دل سے شرمندہ ہو کر) استغفار کرے (خدا سے اپنے گناہوں کی معافیاں طلب کرے) تو اللہ اس کے تمام گناہ معاف کر دے گا۔ چاہے وہ ستاروں کی تعداد کے برابر کیوں نہ ہوں

کشتی نجات اور خدا کی رسی؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ حضرت علیؑ نے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جو شخص نجات کی کشتی اور خدا کی مضبوط رسی کو تھامنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ میرے بعد علیؑ سے

محبت کرے، اس کے دشمن سے دشمنی رکھے، اس کی اولاد کے اماموں کی عملاً پیروی کرے۔ کیونکہ وہی میرے خلیفہ اوصیاء خدا کی مخلوق پر خدا کی حجت اور میری امت کے سردار، متقیوں (یعنی اپنی تباہی سے بچنے والوں) کے لیے جنت کی راہ دکھانے والے ہیں۔ ان کا گروہ میرا گروہ ہے اور ان کے دشمن شیطان کا گروہ ہیں۔

۱۵ شعبان کی رات

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ ۱۵ شعبان کی رات میں خدا بہت سے لوگوں کی گردنوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے۔ بڑے بڑے گناہ معاف کرتا ہے۔ اس لیے اس رات کو نماز جعفر طیار پڑھو اور کثرت سے خدا کا ذکر کرو اور استغفار کرو کیونکہ اس رات دعا قبول ہوتی ہے۔ مگر تقدیر کے فیصلے رمضان کی شبہائے قدر میں کیے جاتے ہیں۔

امام حسینؑ پر رونے کی فضیلت

حضرت امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ جو شخص ہماری مصیبتوں پر خود روئے اور دوسروں کو رلائے، وہ قیامت کے دن نہیں روئے گا جب کہ دوسری آنکھیں رو رہی ہوں گی۔ جو شخص ایسی مجلس میں جا کر بیٹھے جس میں ہماری باتیں، ارشادات، پیغامات، تعلیمات، احکامات او معاملات کو زندہ کیا جا رہا (یعنی ان ہماری احادیث کو تعلیم دے کر عمل کی ترغیب دی جا رہی ہو) اس کا دل اس دن نہیں مرے گا جس دن دوسرے دل مر چکے ہوں گے۔

معاف کرنے کا طریقہ

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا لوگوں کی غلطی کو خوبصورت نداز میں معاف کرو (تا کہ وہ اس کو اپنی توہین محسوس نہ ہو) کیونکہ یہی قرآن کا حکم ہے۔

درود کا ثواب

حضرت امام علی رضا روایت ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر کثرت سے درود پڑھنا گناہوں کی ختم کرتا ہے اور خدا کے نزدیک تسبیح تہلیل اور تکبیر پڑھنے کا درجہ رکھتا ہے۔

رمضان کے مہینے کی فضیلت

حضرت امام رضا سے روایت ہے کہ رمضان کی آمد پر جناب رسول خداؐ نے یہ خطبہ ارشاد فرمایا لوگو اللہ کا مہینہ برکت رحمت مغفرت کے ساتھ تمہارے پاس خود آیا ہے۔ یہ مہینہ اللہ کے نزدیک تمام مہینوں سے افضل ہے۔۔۔ اس مہینے میں اللہ نے تم کو اپنا مہمان بننے کی دعوت دی ہے اور عزت بخشی ہے۔ اس لیے اس مہینے میں تمہاری ہر سانس تسبیح ہے۔ سونا بھی عبادت ہے۔ تمہارے اعمال اور دعائیں قبول ہیں۔ اس لیے تم سچے دل اور پاکیزہ نیت سے خدا سے دعائیں مانگو کہ خدا تم کو قرآن پڑھنے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

۲۔ اس لیے کہ وہ شخص بدنصیب ہے جو اس مہینے میں خدا سے معافی حاصل نہ کر سکے ۔۔

۳۔ روزے کی بھوک پیاس سے قیامت کے دن کی بھوک پیاس کو یاد کرو

۴۔ غریبوں کو صدقہ دو

۵۔ بزرگوں کا احترام کرو

۶۔ چھوٹوں پر رحم کرو

۷۔ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو

۸۔ اپنی زبان اپنے قابو میں رکھو

۹۔ جو چیزیں سننا حرام ہے ان کو نہ سنو

۱۰۔ اگر چاہتے ہو کہ مرنے کے بعد تمہارے یتیموں پر رحم کیا جائے، تو تم دوسروں کے

یتیموں پر رحم کھاؤ

۱۱۔ گناہوں سے توبہ کرو

۱۲۔ نماز کے اوقات میں نماز پڑھ کر ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعائیں مانگو۔ اس لیے کہ نماز کے اوقات سب سے افضل اوقات ہیں۔ خدا ان اوقات میں لوگوں پر رحم فرماتا ہے اور ان کی دعائیں قبول کرتا ہے۔

۱۳۔ لوگو تمہاری گردنیں تمہارے اعمال کی گروی ہیں (یعنی تمہارے گناہوں میں پھنسی ہوئی ہیں) خدا سے دل سے شرمندہ ہو کر معافیاں مانگ کر انہیں آزاد کرالو۔ لمبے لمبے سجدے کر کر کے اپنے گناہوں کے بوجھ کو اپنی کمر سے ہلکا کرلو کیونکہ اللہ نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہے کہ وہ نماز پڑھنے والوں اور سجدے کرنے والوں پر عذاب نہ کرے گا۔ اور قیامت کے دن ان کو جہنم سے نہ ڈرائے گا۔

۱۴۔ جو شخص رمضان میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے گا۔ خدا اس کو غلام کے آزاد کرنے کے برابر ثواب دے گا اور اس کے گناہ بھی معاف کردے گا۔ لوگوں نے کہا ہم اس کی قدرت نہیں رکھتے تو فرمایا:

دوزخ کی آگ کو ایک کھجور کھلا کر یا ایک گھونٹ پانی پلا کر بجھا دو۔

۱۵۔ جو شخص رمضان کے مہینے میں اپنے اخلاق کو ٹھیک کرے گا خدا اس کا حساب آسان کردے

۱۶۔ جو لوگوں کو تکلیف دینے سے بچے گا اللہ اس کو اپنے غصے سے بچالے گا

۱۷۔ جو یتیموں کی عزت کرے گا اللہ قیامت کے دن اس کی عزت کرے گا۔

۱۸۔ جو اپنے رشتہ داروں پر رحم کرے گا خدا اس کو اپنی رحمت سے ملا دے گا۔

۱۹۔ جو اپنے رشتہ داروں سے تعلقات توڑے گا، خدا اس سے اپنی رحمت کو کاٹ دے گا

۲۰۔ جو رمضان میں نفل (سنتی) نمازیں پڑھے گا خدا اس کو جہنم سے آزاد کردے گا۔

۲۱۔ جو فرض نمازیں پڑھے گا اللہ اس کے نیک عمل کے ترازو کے پلے کو بھاری کردے گا

۲۳۔ جو رمضان میں ایک قرآن کی آیت ۔ ے گا، اس کو پورے قرآن کے پڑھنے کا ثواب دے گا۔

۲۴۔ لوگو! رمضان میں خدا نے جنت کے دروازے کول دیئے ہیں اسلئے خدا سے دعا کرو کہ خدا تمہارے لیے ان کو بند نہ کردے۔

۲۵۔ اور جہنم کے دروازے بند کرائے ہیں۔ دعا کرو کہ خدا تمہارے لیے ان کو نہ کھولے۔

۲۶۔ اس مہینے میں خدا نے شیطانوں کو قید کردیا ہے، تم دعا کرو خدا ان کو تم پر قابو نہ پانے دے۔

حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ میں کھڑا ہو گیا اور میں جناب رسول خداؐ سے پوچھا کہ رمضان کا سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: سب سے افضل عمل حرام کاموں سے بچنا ہے۔

پھر جناب رسولؐ خدا رونے لگے۔ میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ تم خدا کے لیے نماز پڑھ رہے ہو اور سب سے بدبخت انسان تمہارے سر پر تلوار مار رہا ہے۔ جس سے تمہاری داڑھی تمہارے سر کے خون سے رنگ گئی ہے۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس وقت میرا دین سلامت ہوگا؟ فرمایا اے علیؑ جس نے تم کو شہید کیا اس نے مجھے شہید کیا۔ جس نے تم سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی، جس نے تم کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی ۔ کیونکہ تمہاری روح میری روح ہے اور تمہاری مٹی میری مٹی ہے۔ خدا نے تم کو مجھ سے (میری مٹی سے) پیدا کیا ہے۔ مجھے اپنی نبوت کے لیے منتخب کیا ہے اور تم کو امامت کے لیے منتخب کیا۔ اس لیے جس سے تمہاری امامت کا انکار کیا اس نے میری نبوت کا انکار کیا۔۔۔

تم میرے جانشین ہو۔ اس لیے تمہارا حکم میرا حکم ہے، تمہارا روکنا میرا روکنا ہے میں خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے کہ تم تمام مخلوق پر خدا کی حجت (دلیل) ہو، خدا کا راز ہو اور اس کے رازوں کے امین ہو اور اللہ کے خلیفہ ہو۔

غافل انسان

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ دنیا میں کتنے غافل لوگ ہیں جو کپڑے خریدتے ہیں ان کو پہن کر اترانے کے لیے ہے مگر وہی کپڑا ان کا کفن بن جاتا ہے۔ گھر بناتے ہیں اپنے رہنے کے لیے مگر وہ ان کی قبر (کا سامان) بن جاتا ہے۔"

موت کی تیاری

حضرت علیؑ سے پوچھا گیا کہ موت کا مقابلہ کیسے کریں؟ فرمایا

۱۔ خدا کے مقرر کیے ہوئے فرائض کو ادا کرو

۲۔ خدا کے حرام کیے ہوئے کاموں سے بچو

۳۔ بہترین اخلاقی صفات پیدا کرو۔ جب یہ تین کام کر لو تو پھر موت کی کوئی پرواہ نہ کرو، چاہے وہ تم پر آ پڑے یا تم اس پر جا پڑو۔

لوگو! دنیا کا گھر فنا ہونے والا ہے اور آخرت ہمیشہ باقی رہے گی۔ دنیا صرف راستہ ہے جس سے گزرتے ہوئے تم کو آخرت کے لیے سامان جمع کرنا ہے۔ اس لیے دنیا سے الگ ہونے سے پہلے ہی اپنے دل دنیا کی زندگی سے الگ کر لو۔ کیونکہ تم کو آخرت کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ اس لیے جب کوئی شخص مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا کیا (اچھے اعمال) لایا؟ جب کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ اس نے کیا کیا چھوڑا؟ اس لیے تم اپنے نیک اعمال روانہ کرو جو ہمیشہ تمہارے کام آئیں گے۔ ورنہ زندگی حسرت اور افسوس بن جائے گی۔ قابل رشک انسان

وہ ہے جو صدقے خیرات دے دے کر اپنی نیکیوں کا پلہ بھاری کرلے اور اس طرح اپنی جنت کو سجالے اور آسانی سے صراط کے پل سے گزر جائے

(ترا جہاں ہے وہی جس کو تو کرے پیدا

یہ سنگ و خشت نہیں جو تیری نگاہ میں ہیں) اقبال

عاشورے کے دن مال نہ کماؤ

حضرت امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ جو شخص عاشورے کے دن مال کمانے کے لیے کوشش نہ کرے گا تو خدا اس کی آخرت کی حاجتیں خود پوری کردے گا۔ جو عاشورے کے دن غم کرے گا خدا قیامت کا دن اس کے لیے خوشی کا دن بنادے گا اور ہماری (محبت کی) وجہ سے اس کو جنت میں آنکھوں کی ٹھنڈک ملے گی۔ جو شخص عاشورے کے دن کوئی چیزیں جمع کرے گا، خدا اس کے ذخیرہ میں برکت نہیں دے گا اور قیامت کے دن وہ یزید ابن زیاد اور عمر سعد کے ساتھ محشور ہوگا۔ اور ان کے ساتھ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں پھینکا جائے گا۔۔۔

اگر کسی چیز پر رونا چاہتے ہو تو حسین ابن علیؑ پر رویا کرو اور کیونکہ ان کو اسطرح ذبح کیا گیا ہے جیسے جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے۔ اور ان کے ساتھ ان کے خاندان کے ۱۱۸ افراد کو بھی ذبح کیا گیا جن کے جیسا پوری زمین پر کوئی نہ تھا۔ ساتوں آسمان ان پر روئے۔ چار ہزار فرشتے اترے مگر ان کو جنگ کی اجازت امام حسینؑ نے نہ دی۔ اب وہ فرشتے سروں پر مٹی ڈالے امام حسینؑ کی قبر پر رہیں گے۔ اور امام مہدیؑ کے ظہور پر انکے مددگار ہوں گے اور یالثارالحسین (انتقام حسین) ان کا نعرہ ہوگا۔

جو شخص بھی امام حسینؑ کی مصیبتوں پر روئے گا اور اس کے آنسو اس کے رخسار پر بہیں گے، تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام چھوٹے بڑے گناہ معاف کردے گا۔ اگر تم چاہتے ہو کہ خدا سے اس

حالت میں ملو کہ تمہارے ذمہ کوئی گناہ ہی نہ ہو تو امام حسینؑ کی زیارت کرو۔ اور اگر چاہتے ہو کہ نبی اکرمؐ کے ساتھ ساتھ جنت کے بلند محلات میں رہو تو قاتلان حسینؑ پر لعنت کرتے رہو۔ اگر چاہتے ہو کہ شہدائے کربلا والا ثواب مل جائے تو دل سے کہتے رہو یالیتنی کنت معھم فافوز فوزا عظیما ''کاش میں شہدائے کربلا کے ساتھ ہوتا اور عظیم ترین کامیابی حاصل کرتا۔ اور اگر چاہتے ہو کہ ہمارے ساتھ ساتھ جنت کے بلند مقامات پر رہو، تو ہمارے غم میں غمگین رہو، ہماری خوشی کے ساتھ خوشی مناؤ کیونکہ اگر کوئی شخص کسی پتھر کے ساتھ محبت کرے گا تو خدا اس کو اسی پتھر کے ساتھ محشور کرے گا

سورۃ فاتحہ کی تفسیر

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے فرمایا کہ میں نے سورۃ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کیا ہے۔ شروع کا آدھا حصہ میرے لیے ہے اور آخری آدھا حصہ بندے کے لیے ہے۔ اب میرا بندہ جو چاہے مجھ سے مانگ لے۔ میرا بندہ جب بسم اللہ پڑھتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ میرے بندے نے میرے نام سے شروع کیا ہے اور مجھ سے مدد مانگی ہے۔ اس لیے اب اس کا حق بنتا ہے کہ میں اس کے کاموں کو مکمل کروں۔ جب میرا بندہ الحمدللہ رب العالمین پڑھتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ میرے بندے نے میری تعریف کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کو علم ہے کہ اس کے پاس جتنی نعمتیں ہیں میری عطا سے ہیں، اور اس سے جتنی بلائیں دور ہوئی ہیں وہ سب میرے فضل و کرم کی وجہ سے دور ہوئی ہیں۔ اس لیے اے فرشتو! میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اس کو دنیا کی نعمتوں کے ساتھ ساتھ آخرت کی نعمتیں بھی عطا کروں گا اور جس طرح دنیا کی بلائیں میں نے اس سے ہٹائی ہیں اس طرح آخرت کی بلائیں بھی ہٹالوں گا۔

پھر وہ میرا بندہ جب الرحمٰن الرحیم کہتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ میرے بندے نے گواہی دی ہے کہ میں بے حد رحم کرنے والا مہربان ہوں۔ اس لیے اے فرشتو میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اس کو اپنی رحمت سے بہت زیادہ حصہ دوں گا۔ پھر جب میرا بندہ مجھے مالک یوم الدین (بدلہ کے دن کا مالک) کہتا ہے تو میں فرشتوں کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ "میں قیامت کے دن کا مالک ہوں۔ بدلے دینے کے دن کا مالک ہوں۔ اس لیے میں قیامت کے دن کا حساب اس کے لیے آسان کر دوں گا" پھر جب میرا بندہ ایاک نعبد (یعنی میں صرف تیری غلامی کرتا ہوں) کہتا ہے تو میں کہتا ہوں میرے غلام نے سچ کہا۔ وہ واقعاً صرف میری ہی غلامی کرتا ہے۔ اب میں اسکو اس کا اس قدر اجر و ثواب دوں گا کہ میری عبادت نہ کرنے والے اس سے حسد کریں گے (جلیں گے) پھر جب میرا بندہ وایاک نستعین (اور صرف تجھ سے مدد مانگتا ہوں) کہتا ہے تو میں (اللہ) کہتا ہوں کہ میرے بندے نے مجھ سے مدد مانگی ہے۔ اے فرشتو میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اس کے کاموں میں ضرور اس کی مدد کروں گا۔ تمام مشکلات سے اس کو بچاؤں گا۔ پھر جب میرا بندہ مجھ سے اھد نا الصراط المستقیم (ہمیں سیدھا راستہ دکھاتا رہ) کہتا ہے تو میں (خدا) کہتا ہوں سورہ فاتحہ کا یہ حصہ میرے بندے کے لیے ہے۔ میرے بندے نے جو کچھ مجھ سے مانگا ہے میں اس کو دے دوں گا کیونکہ میں نے اپنے بندے کی دعا قبول کر لی۔ اب اس کی آرزوئیں پوری کروں گا اور جس چیز سے وہ ڈرتا ہے اس سے اس کو امان دوں گا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سورہ فاتحہ کا حصہ ہے۔ رسول خداؐ اس کو ضرور پڑھتے تھے اور سورۃ فاتحہ کا حصہ قرار دیتے تھے اور سورہ فاتحہ ہی سبع مثانی ہے۔ (یعنی وہ سات آیتیں جو نماز میں کم سے کم دو مرتبہ دہرائی جاتی ہیں اور سات آیتوں میں بسم اللہ شامل ہے) خداوند عالم نے سورۃ فاتحہ کو قرآن کی برابر قرار دیا ہے۔ کیونکہ سورۃ فاتحہ عرش الٰہی کا سب سے بڑا تحفہ (خزانہ) ہے، جو خاص طور پر جناب رسول خداؐ کو عطا کیا گیا ہے۔۔۔ اس لیے جو

شخص بھی محمدؐ و آلِ محمدؐ کی ولایت (حکومت) کو دل سے مانتے ہوئے سورۃ فاتحہ کو دل سے مانتا ہے اور پڑھتا ہے تو خدا اس کو ہر ہر حرف کے بدلے ایسی نیکی عطا فرماتا ہے جو دنیا کی تمام نعمتوں سے کہیں بہتر ہوگی اور جو شخص سورۃ فاتحہ کی قرأت کو سنتا ہے تو سننے والے کو بھی پڑھنے والے کے برابر ثواب ملتا ہے۔ اس لیے تم لوگ سورۃ فاتحہ کو زیادہ سے زیادہ پڑھا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ زندگی کا وقت نکل جائے اور تمہارے دلوں میں حسرت باقی رہ جائے۔ (افسوس ہو کہ ہم نے سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی)

حضرت علیؑ کا مقام

حضرت امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا اے علیؑ میرے بعد تم پر ظلم کیا جائے گا۔ وہ ہلاک ہوا جو تم پر ظلم کرے گا اور خوشخبری ہے اس کے لیے جو تمہاری پیروی کرے ہلاکت ہے اس کے لیے جو تم سے جنگ کرے اور خوشخبری ہے اس کے لیے جو تمہارے دشمنوں سے جنگ کرے۔ تم میرے بعد میرے کلام کی روشنی میں بات کرو گے۔ خوشخبری ہے اس کے لیے جو تمہاری بات قبول کرے اور ہلاک ہوگا جو تمہاری بات ٹھکرائے گا۔ اے علیؑ میرے بعد تم میری امت کے سردار ہو، ان کے امام ہو، میرے خلیفہ ہو، جو تم سے الگ ہوا وہ قیامت کے دن مجھ سے الگ رہے گا اور جو تمہارے ساتھ ساتھ رہا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ساتھ رہے گا۔ کیونکہ تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے میری تصدیق کی۔ میری مدد کی۔ سب سے پہلے میرے ساتھ نماز پڑھی، جب ساری دنیا خدا سے غافل تھی۔۔۔ خدا نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھائی ہے کہ وہ کسی کو اس وقت تک پل صراط سے نہیں گزرنے دے گا جب تک اس کے پاس تمہاری اولاد (آئمہ اہلبیتؑ) کی لکھی ہوئی اجازت نہ ہو۔

تم سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر آؤ گے اور تم اپنے دوستوں کو حوض کوثر سے سیراب کرو گے۔ اور اپنے دشمنوں کو بھگا دو گے۔ جب میں مقام محمود (شفاعت کرنے) کھڑا ہوں گا تو تم میرے ساتھ ساتھ کھڑے ہو گے۔ تم کو ہمارے دوستوں کی شفاعت کرنے کا حق دیا جائے گا۔ اور تم میرا جھنڈا لواء الحمد لیے سب سے پہلے جنت میں داخل ہو گے۔ اس جھنڈے کے ۷۰ ٹکڑے ہوں گے۔ ہر ٹکڑا سورج اور چاند سے بھی زیادہ بڑا ہو گا۔ جنت کے درخت طوبیٰ کے تم ہی مالک ہو گے، کیونکہ اس درخت کی جڑ تمہارے گھر میں ہو گی اور اس کی ٹہنیاں تمہارے دوستوں اور چاہنے والوں کے گھروں میں ہوں گی۔"

غلو یا بے حد تعریف پر مبنی روایتوں کی حقیقت

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا "ہمارے دشمنوں نے بھی ہماری تعریف والی حدیثیں گھڑی ہیں جن میں ہمیں حد سے بڑھا دیا گیا ہے۔ یا ہمیں مقام سے گرا دیا گیا ہے، یا ہمارے مخالفوں کے نام لے لے کر ان پر لعنتیں کی گئی ہیں۔ ان روایتوں کے بنانے کا اصل مقصد یہ ہے کہ لوگ ہماری حد سے بڑھی ہوئی تعریفیں سن کر ہمارے شیعوں کو کافر (واجب القتل) قرار دیں اور یہ کہیں کہ یہ ائمہ کو رب (خدا) مانتے ہیں ہمارے مرتبے کو گھٹانے والی روایتیں اس لیے بنائی ہیں تاکہ ہمارا مرتبہ لوگ کم سمجھیں۔ دشمنوں پر لعنتیں بھیجنے والی روایتیں اس لیے بنائی ہیں تاکہ لوگ (معاذ اللہ) ہم پر لعنت بھیجیں۔

اس لیے تم لوگ ہمارے طریقے کو مضبوطی سے تھامے رہو۔ کیونکہ جو ہم سے جڑا رہے گا ہم بھی اس سے ملے رہیں گے اور جو ہمارے طریقے کو چھوڑ دے گا، ہم بھی اس سے الگ ہو جائیں گے۔ میری یہ بات خوب یاد رکھو کیونکہ میں نے اس بات میں دنیا آخرت دونوں کی بھلائی (فائدوں) کو جمع کر دیا ہے۔

دشمن سے بچنے کی دعا

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ خلیفہ منصور دوانیقی نے امام جعفر صادقؑ کو قتل کرانے کے لیے گھر سے دربار میں بلوایا (اس کا وزیر اعظم) ربیع کہتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ امام جعفر صادقؑ اس طرح دربار میں داخل ہوئے کہ ان کے ہونٹ حرکت کر رہے تھے۔ خلیفہ نے جیسے ہی انکو دیکھا تعظیم کے لیے کھڑا ہو گیا۔ میٹھی میٹھی باتیں بنانے لگا۔ کہنے لگا میں نے آپ کو اس لیے بلوایا ہے تا کہ آپ کے قرضے ادا کروں اور آپ کی ذمہ داریاں پوری کروں۔

پھر ربیع سے کہا کہ امام کو ادب سے گھر پہنچا دو۔ میں نے امام سے راستے میں پوچھا کہ آخر آپ نے کیا پڑھا ہے کیونکہ آپ کے قتل کے لیے تو سب سامان تیار تھا۔ امامؑ نے فرمایا کہ میں نے یہ دعا پڑھی حسبی الرب من المربوبین حسبی الخالق من المخلوقین۔ حسبی الرازق من المرزوقین حسبی اللہ رب العالمین۔ حسبی من ھو حسبی۔ حسبی من لم یزل حسبی۔ حسبی من کان مذکنت لم یزل حسبی۔ حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم

یعنی: میرا پالنے والا مالک تمام مخلوق کے مقابلے میں میرے لیے کافی ہے۔ میرا خالق میرے لیے بہت کافی ہے۔ پالنے والوں کے مقابلے پر روزی دینے والا خدا میرے لیے کافی ہے۔ تمام عالمین کا پالنے والا مالک میرے لیے بہت کافی ہے۔ کیونکہ وہی میری ہر طرح سے مدد او کفایت کرنے والا ہے میرے لیے بس وہی خدا کافی ہے جو ہمیشہ سے میری مدد اور کفایت کرتا رہا ہے۔ وہی خدا میرے لیے کافی ہے جب تک میں زندہ ہوں۔ اس لیے وہی میری کفایت کرنے والا ہے۔ وہی اللہ میرے لیے کافی ہے۔ جس کے سوا کوئی اللہ لائق عبادت نہیں۔ میں نے صرف اسی پر بھروسہ کر رکھا ہے اور وہی عرش عظیم (یعنی) پوری کائنات کے تخت حکومت کا مالک ہے۔

صراط مستقیم کے معنی

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت ہے کہ اس آیت اھد نا الصراط المستقیم یعنی ہمیں سیدھا راستہ دکھا تا رہ۔ کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ ہمیں سیدھے راستے پر عملاً چلتے رہنے کی توفیق عطا فرما۔ وہ راستہ جو ہمیں تیری محبت تک لے جائے اور تیرے دین تک پہنچا دے۔ جو ہمیں ہماری بری خواہشات کے پورا کرنے سے روک دے تاکہ ہم ہلاک و برباد ہونے سے بچ جائیں۔ اور ہمیں اپنی رائے پر چلتے رہنے سے بھی بچالے تاکہ ہم ہلاک و برباد نہ ہو جائیں۔

وہ امانت جسے زمین و آسمان مل کر نہ بھی اٹھا سکے؟

خدا فرماتا ہے کہ "بے شک ہم نے اپنی امانت کو زمین آسمان، پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا اور خوف سے کانپنے لگے۔ مگر انسان نے اس کے بوجھ کو اٹھا لیا۔ بے شک وہ ظالم اور جاہل ہے۔ (احزاب: ۷۲)

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا "امانت سے اصل مراد ولایت (خدا کی طرف سے دی ہوئی حکومت اور اختیارات) ہیں جو شخص بھی اس کا جھوٹا دعویٰ کرے گا اس نے کفر کیا۔

شجر ممنوعہ

صالح ہروی نے امام علی رضاؑ سے پوچھا کہ حضرت آدمؑ نے کون سے درخت کا پھل کھایا تھا؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ گیہوں تھا۔ کچھ کہتے ہیں وہ انگور تھا۔ اور کچھ کہتے ہیں کہ وہ حسد تھا؟ حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا: یہ تینوں باتیں درست ہیں۔ جنت کے درخت میں کئی کئی طرح کے پھل کھلتے ہیں۔ وہ جنت کے گندم کا پودا تھا جس میں انگور بھی لگے تھے۔ جب فرشتوں نے آدم کو سجدہ کیا تو آدم کو یہ خیال ہوا کہ کیا خدا نے مجھ سے بھی زیادہ افضل کسی کو بنایا ہے؟ اللہ نے آدم کو حکم دیا کہ سر اٹھا کر عرش کا کنارہ دیکھو۔ جب آدمؑ نے دیکھا تو وہاں لکھا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد

رسول اللہ علی ابن ابی طالب امیر المومنین وزوجتہ

فاطمہ سیدۃ النساء العالمین والحسن والحسین سید شباب اہل الجنۃ

آدمؑ نے پوچھا مالک! یہ محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ کون ہیں؟ خدا نے فرمایا یہ تیری اولاد ہیں اور میری ساری مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ خبردار ان سے حسد نہ کرنا۔ ورنہ میں تم کو اپنے پاس سے نکال دوں گا۔ مگر حضرت آدمؑ نے ان کے مقام کی خواہش کی جس کی وجہ سے ابلیس ان پر غالب آسکا اور انہوں نے اس درخت کا پھل کھالیا جس کے پھل کھانے سے روکا گیا تھا۔ اسی وجہ سے خدا نے انکو اپنی خاص رحمت کی جگہ سے نکال کر زمین پر بھیج دیا۔

ہر مومن کو سمجھدار ہونا چاہیے

حضرت امام علی رضاؑ فرمایا کرتے تھے کہ ہر مومن کو محدث دیکھنا چاہتا ہوں۔ راوی نے پوچھا محدث کون ہوتا ہے؟ آدم نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ ہر مومن کو سمجھدار ہونا چاہیے۔ (یعنی علوم محمدؐ وآل محمدؐ کی تعلیم حاصل کرنی چاہیے)

علم حاصل کرنے کا مقصد کیا ہونا چاہیے؟

صالح ہروی سے روایت ہے کہ امام علی رضاؑ نے فرمایا "اللہ اس بندے پر رحم کرے ہمارے امر کو زندہ کرے" راوی نے مطلب پوچھا تو امام نے فرمایا یعنی ہمارے علوم کو حاصل کر کے لوگوں کو سکھائے کیونکہ اگر لوگ ہماری باتوں کی خوبیاں جان لیتے تو وہ ضرور ہماری پیرو کرنے لگتے۔

پھر امام نے فرمایا جو شخص اس لیے علم حاصل کرے کہ احمقوں سے بحث کرے گا اور اپنے علم کی وجہ سے اترائے اور فخر کرے یا اس کے ذریعہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے تو جو کوئی اسا کرے گا وہ جہنم رسید ہوگا۔

امام رضاؑ نے پوچھا جانتے ہو کہ بے وقوف کون ہے؟ وہ ہمارے وہ مخالفین ہیں جو جھوٹے قصے لوگوں کو سناتے رہتے ہیں۔ پھر امام نے پوچھا جانتے ہو علماء کون ہیں؟ پھر فرمایا: علماء سے اصل مراد ائمہ آل محمدؑ ہیں جن کی اطاعت اور مودت اللہ نے فرض کی ہے۔

یک ساتھ تین طلاقیں

رضی نے بیان کیا کہ میں نے امام علی رضاؑ سے پوچھا کہ میرا بھتیجا شراب پیتا ہے اور بار بار طلاق طلاق کہتا رہتا ہے۔ امام نے فرمایا اگر وہ مذہبی طور پر ہمارے ماننے والا (شیعہ) ہے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر وہ دوسروں (اہل سنت) سے تعلق رکھتا ہے تو اپنی بیٹی (یعنی اس کی بیوی) کو اس سے الگ کرلو۔۔۔ کیونکہ جو شخص جس قوم کا دین اختیار کرے گا انہیں کے احکام اس پر جاری ہوں گے۔

آسمان سے آواز آنے تک رکے رہو

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور جب تک آسمان زمین ساکن ہیں تم بھی سکون سے بیٹھے رہو۔۔۔ جب تک آسمان سے آواز نہ آئے، اس وقت تک خروج (حملہ) نہ کرو اور جب تک جنبش میں زمین نہ دھنس جائے اس وقت تک صبر کرو اور جنگ شروع کرنے میں جلد بازی نہ کرو۔

حضرت فاطمہؑ کی قبر

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا کہ "حضرت فاطمہؑ کو ان کے گھر کے اندر دفنا دیا گیا تھا مگر جب بنی امیہ نے مسجد کو وسیع کیا تو ان کی قبر مسجد میں شامل ہوگئی۔

سکینہ کیا ہے؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا سکینہ جنت سے آنے والی خوشبودار ہوا ہے جو انسان کی شکل

میں انبیاء کرامؑ پر اترتی ہے جب حضرت ابراہیمؑ کعبہ بنا رہے تھے تو ان پر اتری تھی اور وہ جس طرف چکر لگاتی تھی، حضرت ابراہیمؑ اسی کے مطابق کعبہ کی بنیادیں بلند کرتے تھے۔

زاہد کون ہے؟

حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ زاہد وہ ہے جو حساب کے خوف سے حلال کو چھوڑ دے اور عذاب کے خوف سے حرام کو چھوڑ دے۔

پچھلی امتوں کی بیماری

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا "پچھلی امتوں کی بیماری تم کو بھی آ گئی ہے اور وہ آپس کی دشمنی اور حسد ہے۔"

کسی مومن کی پریشانی دور کرنا

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ خدا نے حضرت داؤدؑ کو وحی کی کہ میرا کوئی بندہ جب ایک خاص نیکی کرتا ہے تو میں اس کو جنت میں داخل کرتا ہوں۔ حضرت داؤدؑ نے پوچھا کہ وہ نیکی کون سی نیکی ہے؟ خدا نے فرمایا جب کوئی شخص کسی مومن کی پریشانی کو دور کرتا ہے، چاہے وہ ایک کھجور دے کر کیوں نہ ہو۔

قاتل اور قاتل کو پناہ دینے والے

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا "اللہ نے (قتل) کرنے والے اور قاتل کو پناہ دینے والے دونوں پر لعنت کی ہے۔ (کیونکہ قاتل کو پناہ دینے والا قاتل کا مددگار ہے)

گوشت اور موٹا گوشت

امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت ہے کہ خدا گوشت اور موٹے گوشت کو ناپسند کرتا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہمارے گھر میں گوشت رہتا ہے۔ امام نے فرمایا "گوشت سے مطلب غیبت ہے۔ جو انسان کا گوشت ہے اور بڑے گوشت سے مراد جابرانہ متکبرانہ چال چلنے والا ہے۔

جناب رسولؐ خدا کا حلیہ

حضرت امام حسنؑ نے فرمایا جناب رسولؐ خدا کا چہرہ بہت خوبصورت، پاک و پاکیزہ کشادہ چاند کی طرح چمکدار تھا۔ قد نہ تو اتنا لمبا تھا کہ آنکھ کو نہ بھائے، نہ بہت چھوٹا تھا کہ حقیر نظر آئیں۔ میانہ قد تھا۔ سر بڑا مگر معتدل اور مناسب تھا۔ مانگ درمیان سے نکلی ہوئی تھی۔ پیشانی چوڑی، ابرو باریک مگر گنجان، غصہ میں ان کے درمیان کی ایک رگ ابھر جاتی تھی، آپ کا رنگ سفید، پتلیاں کالی، نظریں نیچی، ناک اونچی جس پر نور چمکتا تھا۔ گال ہموار مگر نیچے کو گوشت ڈھلا ہوا تھا۔ منہ قدرے چوڑا، داڑھی گنجان، گردن پتلی مگر لمبی اور خوبصورت چاندی جیسی تھی۔ بدن پر زیادہ بال نہ تھے۔ صرف کندھوں بازوؤں اور سینے کے اوپری حصے پر کچھ بال تھے۔ جسم اور جوڑ مضبوط، سینہ چوڑا اور پیٹ ہموار تھا۔ ہتھیلیوں پر گوشت تھا۔ تلوے گہرے چکنے تھے کہ پانی نہ ٹھہرتا تھا۔ رفتار باوقار تھی۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ بلندی سے اتر رہے ہیں۔ جب کسی کی طرف متوجہ ہوتے تو پورے جسم کے ساتھ اس کی طرف مڑ جاتے۔ زمین کو زیادہ دیکھتے اور ہر ملنے والے کو پہلے خود سلام کرتے۔

بات کرنے کا انداز

بہت زیادہ میٹھا، واضح، کمی زیادتی سے پاک ہوتا، الفاظ موتیوں کی طرح پروئے ہوئے ہوتے۔ ہر وقت غور و فکر فرماتے رہتے اور بلا ضرورت بات نہ کرتے۔ آپ کی بات مختصر مگر

جامع ہوتی۔

بہت نرم مزاج تھے۔ چھوٹی سے چھوٹی نعمت کو بہت بڑا سمجھ کر اسکی بے حد قدر کرتے۔ خود کھانا نکال کر کھاتے۔ کسی سے خدمت نہ لیتے۔ دنیا یا مال کی وجہ سے کسی سے ناراض نہ ہوتے مگر کوئی ناحق ظلم کرتا تو شیر کی طرح غصہ فرماتے۔ پھر کسی کو آپ کا سامنا کرنے کی ہمت نہ ہوتی۔ جب تک کسی کو اس کا حق نہ مل جاتا بے چین رہتے۔

جب کسی کی طرف اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے۔۔۔ جب کسی سے ناراض ہوتے تو منہ پھیر لیتے مگر جب مسکراتے تو ہلکا مسکراتے یعنی صرف تبسم فرماتے۔"

رسولِ خداؐ کے اوقات کی تقسیم

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جب رسول خداؐ گھر تشریف لاتے تو اپنے اوقات کو تین ۳ حصوں میں بانٹ دیتے۔

۱۔ ایک حصہ اللہ کے لیے جس میں وہ خدا کی عبادت کرتے۔

۲۔ دوسرا حصہ گھر والوں کو دیتے اور تیسرا حصہ خود اپنے اوپر خرچ فرماتے۔ (یعنی ذاتی تفریح اور ذاتی ضروریات پر)

آپ لوگوں کو خوب وقت دیتے۔ ہر عام خاص آدمی سے ملتے

مگر آپ کی مجلس میں علم والوں کی بہت عزت کی جاتی اور ان لوگوں کی عزت کی جاتی جو خدا کے احکامات پر عمل کرتے ہیں۔ ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری کرنے کی کوشش فرماتے۔ لوگوں کو خدا کے احکامات بتاتے اور پھر کہتے جو نہیں ہیں ان کو یہ پیغام پہنچادینا اور فرماتے جو شخص کسی کی حاجت حکمران تک لے جائے، اللہ اس کو قیامت کے دن ثابت قدم رکھے گا۔ ضرورت مند اپنی جھولیاں بھر کر جاتے اور علم والے اور عقل مند بن کر جاتے۔

آپ کا طرزِ عمل

حضرت علیؑ بیان ہے کہ جناب رسول خداؐ

۱۔ بلا ضرورت بات نہیں کرتے تھے۔ لوگوں کو اپنے قریب کرتے تھے دور نہیں کرتے تھے

۳۔ ہر شخص کا خاص کر سرداروں کا احترام کرتے تھے۔

۴۔ لوگوں کو آخرت کے عذاب سے ڈراتے تھے

۵۔ کسی پر سختی نہیں کرتے تھے

۶۔ نہ کسی سے بداخلاقی سے پیش آتے تھے

۷۔ جو صحابی کچھ دن نہ آتا تو اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھتے تھے

۸۔ ہر اچھے کام کی تعریف فرماتے اور برائی کی برائی فرماتے اور برائی سے روکتے اور اچھے کاموں میں مدد کرتے تھے۔

۹۔ ہر کام میں اعتدال (یعنی) میانہ روی سے کام لیتے

۱۰۔ کبھی غافل نہ ہوتے اور نہ کبھی

۱۱۔ برائی کی طرف نہ جھکتے

۱۲۔ کسی اچھے کام میں سستی نہ دکھاتے بلکہ ساتھیوں سے بھی سستی کرنے کو منع فرماتے۔

۱۳۔ ہر با کردار آدمی کا بہت احترام فرماتے۔

۱۴۔ اور تمام لوگوں کو بھلائی اور فائدے پہنچاتے

۱۵۔ اس کو زیادہ قابل قدر سمجھتے جو لوگوں کا زیادہ ہمدرد ہوتا۔

جناب رسول خداؐ کی محفلیں اور سلوک

حضرت علیؑ فرماتے تھے کہ جناب رسول خداؐ اٹھتے بیٹھتے خدا کو یاد کرتے۔

۲۔ محفل میں جہاں جگہ خالی ہوتی بیٹھ جاتے اور لوگوں کو بھی اسی بات کا حکم دیتے

۳۔ سب ملنے والوں کے ساتھ برابری کا سلوک فرماتے، یہاں تک کہ کوئی صحابی یہ نہیں سمجھتا کہ فلاں کو مجھ سے زیادہ اہمیت دی جارہی ہے۔

۴۔ کوئی حاجت لاتا تو مراد پاتا

۔ آپ سب لوگوں سے اچھی طرح پیش آتے، اتنی محبت کے ساتھ ملتے جیسے کسی کا شفیق باپ ہو۔

۶۔ آپ کی محفل حلم وحیا، صداقت وامانت کی محفل تھی۔

۷۔ جس میں آوازیں بلند نہیں ہوتی تھی۔

۸۔ کسی کے عیب یا کمزوریاں بیان نہیں ہوتی تھیں۔

۹۔ ان کے تعلقات خدا کے خوف پر مبنی تھے۔ (ہر شخص خدا کی نافرمانی سے ڈرتا تھا)

۱۰۔ ہر شخص ایک دوسرے کی عزت کرتا تھا۔

۱۱۔ بڑوں کی خاص کر عزت کی جاتی۔

۱۲۔ چھوٹوں پر رحم کیا جاتا

۱۳۔ حاجتمندوں کو لوگ اپنے اوپر ترجیح دیتے

۱۴۔ مسافروں اور غریبوں کا خاص خیال رکھا جاتا

حضرت امام حسینؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ

۱۵۔ تنگ دل سخت مزاج نہ تھے۔

۱۶۔ کسی کی برائی نہ کرتے۔

۱۷۔ خوانخواہ کا مزاق نہ فرماتے

۱۸۔ کسی کی بلاوجہ تعریف نہ کرتے

۱۹۔ کسی کو مایوس نہ کرتے

۲۰۔ کوئی چیز اگر پسند نہ آتی تو اس سے بے پرواہی برتتے۔

۲۱۔ کسی امیدوار کو ناکام نہ لوٹاتے۔

۲۲۔ تکبر سے، مانگنے تانگنے سے، بے مقصد باتوں سے بالکل پاک تھے

۲۳۔ کسی کو شرمندہ نہ کرتے، نہ کسی کا دل دکھاتے اور نہ کسی کی کمزوریوں کا پیچھا کرتے۔

۲۴۔ صرف وہی بات کرتے جس میں ثواب ہو۔ ۲۴۔ جب آپ بات کرتے تو تمام صحابہ اس طرح توجہ اور خاموشی سے سنتے جیسے کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔

۲۵۔ جب آپ خاموش ہوتے تب صحابہ آپ سے سوال کرتے۔

۲۶۔ کوئی شخص آپ کے سامنے جھگڑا نہیں کرسکتا تھا۔

۲۷۔ جب صحابہ مسکراتے تو آپ بھی مسکراتے اور جب لوگ حیرانی کا اظہار کرتے تو آپ بھی حیرانی کا اظہار کرتے۔

۲۸۔ اگر کوئی شخص آپ پر سختی کرتا تو صبر کرتے۔ اگر صحابہ اس پر سختی کرتے تو فرماتے جب کوئی اپنی حاجت طلب کرے تو اس کے ساتھ نرمی کرو

۲۹۔ کسی کی بات کو نہ کاٹتے تھے، نہ ٹوکتے تھے۔ اور نہ کسی کی بات سنتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ (یعنی ہر شخص کی پوری بات سنتے تھے)

نوٹ: (حضور اکرمؐ سے متعلق یہاں صرف وہ باتیں بیان کی گئی ہیں جو حضرت امام علی رضا سے روایت کی گئی ہیں:)

حضرت امام رضاؑ کی بیان کردہ چند منتخب احادیث وروایات

موت کا استقبال

ا۔حضرت امام علی رضا نے فرمایا کہ جب حضرت امام جعفر صادقؑ کے بڑے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کی موت کی خبر آپ کو ملی تو آپ احباب کو کھانا کھلا رہے تھے۔آپ نے سب کو سکون سے کھانا کھلایا۔یہ دیکھ کر سب حیران ہو گئے۔جب کھانے کے بعد سب نے آپ سے پوچھا تو فرمایا:

مجھے آخر اطمینان کیوں نہ ہو؟ کیونکہ سب سے سچے خداوند عالم نے ہمیں خبر دے دی ہے کہ سب کو مرنا ضرور ہے۔ مجھے بھی مرنا ہے۔اس لیے ہم نے موت کو خوب پہچان لیا ہے۔اس لیے موت آنے پر ہم تعجب نہیں کرتے، کیونکہ ہم نے اپنے تمام معاملات خداوند عالم کے حوالے کر دیے ہیں۔

مومنین کا نور

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت ہے کہ ایک دن امام جعفر صادقؑ کے احباب نے کہا کہ فرزند رسول چمکتے چاند ستاروں کی وجہ سے آسمان کا چہرہ کس قدر خوبصورت دکھائی دے رہا ہے؟

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا تم تو یہ کہہ رہے ہو لیکن جبرئیلؑ میکائیلؑ اسرافیلؑ ملک الموتؑ جب زمین کو دیکھتے ہیں تو تم لوگوں کے نور کی کرنیں آسمان کی طرف اٹھتے دیکھتے ہیں، تو وہ بھی تمہاری طرح کہتے ہیں کہ ان مومنین کا نور کس قدر خوبصورت ہے؟

زندگی کی اہمیت اور خدا کے خوف سے رونے کی اہمیت

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا ایک شخص امام جعفر صادقؑ کے پاس کہنے لگا کہ میں زندگی

سے تنگ آ چکا ہوں اس لیے موت کی تمنا کرتا ہوں۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا زندگی بڑی قیمتی چیز ہے بشرطیکہ تم خدا کی اطاعت کرو۔ اس لیے اگر تم زندہ رہو گے تو زیادہ سے زیادہ اطاعت کرو گے۔ اس لیے زندگی موت سے بہتر ہے (جتنی اہمیت خدا کی وہ اطاعت کی ہے، اتنی ہی اہمیت دنیا کی زندگی کی ہے۔)

امام نے مزید فرمایا "کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص جنت سے بہت دور ہے۔ مگر اگر وہ زندگی میں اپنے گناہوں پر دل سے شرمندہ ہو جاتا ہے اور خدا کی ناراضگی سے ڈر کر رو پڑتا ہے، تو جنت اس سے اتنی قریب ہو جاتی ہے جتنی آنکھ کی سفیدی آنکھ کی سیاہی سے قریب ہے۔

بیماری رحمت بھی ہو سکتی ہے

امام علی رضاؑ نے فرمایا کہ امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ طاعون کیا ہے؟ امام نے فرمایا طاعون (یا بیماریاں) کچھ لوگوں کے لیے خدا کا عذاب ہے اور کچھ کے لیے خدا کی رحمت ہے۔ (جو نیک بندے ہیں ان کے لیے بیماریاں درجات کو بلند کرتی ہیں۔ اور بروں کے لیے سزا ہیں)

لوگوں نے پوچھا یہ کیسے ممکن ہے؟ امام نے فرمایا جس طرح جہنم کی آگ کفار کے لیے سزا ہو گی۔ مگر جہنم کے فرشتوں کے لیے رحمت ہو گی۔

بہت ہنسنے والوں کا برا حشر اور رونے والوں کے لئے بشارت

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ دنیا میں بہت سے لوگ زیادہ ہنستے رہتے ہیں اور خوب کھیل کود مچاتے ہیں۔ مگر کچھ ایسے لوگ ہیں جو اپنے گناہوں پر روتے رہتے ہیں۔ اور خدا کی سزاؤں سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ ایسے لوگ قیامت میں بہت خوش ہوں گے اور خوب ہنسیں گے، جب کہ دنیا میں بہت ہنسنے والوں کو وہاں رونا پڑے گا۔

بیٹیوں کی طرف سے پریشانی

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا کہ امام جعفر صادقؑ نے ایک بیمار صحابی کی عیادت کی اور فرمایا کہ خدا سے اچھی امیدیں رکھو۔ مرنے والے صحابی نے کہا۔ میرا خیال خدا کی طرف سے بہت اچھا ہے۔ (یعنی مجھے خدا سے بھلائی اور فائدوں کی امیدیں ہیں) لیکن اپنی یتیم ہونے والی بیٹیوں کی طرف سے سخت پریشان ہوں۔ حضرت امامؑ نے فرمایا۔ جب تم خدا سے اتنی بڑی امید رکھتے ہو کہ وہ تمہاری نیکیوں کو دس گنا کر دیگا۔

اور تمہاری تمام برائیوں کو معاف کر دے گا، تو پھر اپنی بیٹیوں کی طرف سے کیوں فکر کرتے ہو؟ خدا سے ان کی مدد اور اصلاح کی امید رکھو۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے کہ معراج کے سفر میں میں نے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس کچھ ٹہنیاں دیکھیں جن میں سے آٹا، دودھ، شہد اور تیل ٹپک رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ یہ چیزیں زمین پر کہاں جا رہی ہیں؟ کیونکہ اب جبرئیل سے میں بہت آگے بڑھ چکا تھا اس لیے خدا نے میرے دل میں وحی کی کہ اے محمدؐ آپ کی امت کے لڑکوں لڑکیوں کی میں اسطرح پرورش کرتا ہوں۔ اس لیے آپ لڑکیوں کے والدین کہہ سے کہ دیں کہ وہ پریشان نہ ہوں۔ جس طرح میں نے ان کو پیدا کیا ہے اس طرح میں ان کو رزق بھی دیتا رہوں گا۔

خاتمہ کیسے اچھا ہو؟

حضرت امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری موت بہترین عمل پر آئے تو

۱۔ خدا کے حقوق کی پوری طرح حفاظت کرو۔ ان کو بہت اہمیت دو۔

۲۔ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو خدا کی نافرمانی پر خرچ نہ کرو۔

۳۔ خدا کے حلم و برداشت کو دیکھ کر دھوکے نہ کھاؤ

۴۔ ہر اس شخص کی عزت کرو جو ہمارا ذکر کرے اور ہماری محبت کا دعویٰ کرے

تم کو اس سے غرض نہیں ہونی چاہیے کہ اس کا دعویٰ محبت سچا ہے یا جھوٹا۔ تم کو تمہاری نیت پر اجر ملے گا۔ اور اس کو اس کے جھوٹ کی سزا ملے گی

صدقہ سے خدا کی حفاظت ملی

امام علی رضاؑ نے فرمایا کہ ایک دفعہ امام جعفر صادقؑ ایک قافلے کے ساتھ سفر کر رہے تھے کہ قافلہ والوں کو پتہ چلا کہ بہت سے ڈاکو ان کو لوٹنے آ رہے ہیں۔ انہوں نے امام جعفر صادقؑ سے کہا کہ ہمارا سارا سامان آپ لے لیں کیونکہ شاید وہ آپ کو نہ لوٹیں۔ امام نے فرمایا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ مجھے بھی لوٹ لیں، پھر انہوں نے کہا کہ پھر بتائیں کہ ہم کیا کریں؟ فرمایا اس کے حوالے کر دو جو اس کی حفاظت کر سکے۔ پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا وہ رب العالمین ہے۔ پوچھا ہم کیسے مال اس کے حوالے کریں؟ فرمایا: تم ارادہ کر لو کہ اس مال کا ۳/۱ (ایک تہائی) حصہ خدا کی راہ میں غریبوں کو دیں گے۔ قافلہ نے کہا کہ ہم نے پکا ارادہ کر لیا ہے۔

امام نے فرمایا اب تم خدا کی امان میں ہو۔ ذرومت۔ اتنے میں ''کو آ گئے اور آتے ہی امام کے ہاتھوں کو چومنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم نے رات رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا ہے۔ انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم آپ کے پاس حاضر ہوں اور آپ کے قافلہ کو اپنی حفاظت میں منزل تک پہنچائیں تا کہ کوئی ڈاکو آپ کو نہ لوٹ سکے۔

لوگوں نے کہا کہ امام کا وجود ہمارے لیے کس قدر برکت والا ہے۔ تو امام نے فرمایا اب تم نے خدا کی راہ میں صدقہ دینے کی برکت کو جان لیا۔ اب اس پر قائم رہنا۔

بیٹے کی موت سے بھی بڑی مصیبت

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا کہ امام جعفر صادقؑ نے ایک باپ کو اپنے بیٹے کے مرنے پر تڑپتے دیکھا تو فرمایا "تم چھوٹی مصیبت پر رو رہے ہو اور بڑی مصیبت کو بھلا بیٹھے ہو۔ آخرت کی تیاری کو چھوڑ دینا بیٹے کی موت سے کہیں زیادہ بڑی مصیبت ہے۔

بسم اللہ کی عظمت

امام علی رضاؑ نے فرمایا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یعنی میں اللہ کے نام سے مدد مانگتا ہوں جو بے حد رحم کرنے والا مہربان ہے۔ یہ آیت اسمِ اعظم سے اتنی قریب ہے جتنی آنکھ کی سیاہی آنکھ کی سفیدی سے قریب ہے۔

امام رضاؑ جب گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھتے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم خرجت بحول اللہ وقوتہ ولا بحولی وقوتی بل بحولک وقوتک یا رب متعرضا لرزقک فاتنی بہ فی عافیۃ۔

اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے خدا کی طاقت اور قوت کے سہارے پر میں گھر سے نکل رہا ہوں۔ میں اپنی قوت اور طاقت کے سہارے پر نہیں بھروسہ کرتا۔ مالک! میں تیرے رزق کی تلاش میں نکلا ہوں۔ مجھے خیر و عافیت سے رزق عطا فرما

حضرت علیؑ کی عظمت

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا اے علیؑ! تم مسلمانوں کے امام، مومنوں کے امیر، انبیاء کرامؑ کے تمام اوصیاء کے سردار اور تمام صدیقین کے آقا ہو۔ تم ہی صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہو۔ میری امت میں میرے جانشین ہو۔ میرا قرض ادا کرنے والے ہو۔ میرے وعدے پورے کرنے والے ہو۔ میرے بعد تم پر ظلم کیا جائے گا۔ تم کو چھوڑ

یا جائیگا۔ میں سب کو گواہ بناتا ہوں کہ تمہارا گروہ میرا گروہ ہے اور میرا گروہ خدا کا گروہ ہے۔ ہمارے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے۔

امام مھدیؑ کی بشارت

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ سخت اندھیروں کا امتحان ضرور ہوگا۔ جب میرے میرے فرزند (امام حسن عسکریؑ) کی وفات ہوگی۔ ان پر آسمان و زمین روئیں گے۔ میرے ماں باپ قربان اس پر جو میرے جیسا ہوگا۔ موسیٰ بن عمرانؑ جیسا ہوگا۔ ان سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہوں گی۔ میں گویا دیکھ رہا ہوں کہ سخت مایوسی میں وہ ایک آواز سن رہے ہیں جو دور و قریب سے ایک جیسی سنی جارہی ہے۔ (وہ امام مھدیؑ کے ظہور کی خبر ہوگی) وہ آواز مومنوں کے لیے رحمت اور کافروں کے لیے خدا کا عذاب ہوگی۔

سجدہ میں خدا سے قریب

امام رضاؑ نے فرمایا کہ انسان سجدہ کی حالت میں خدا سے بہت زیادہ قریب ہوتا ہے۔ خدا ماتا ہے سجدہ کرو اور خدا سے قریب ہو جاؤ۔ (القرآن) (یہ آیت پڑھکر سجدہ کیجئے)

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا ایک دفعہ آندھی آئی۔ لوگ چھپنے کی جگہ تلاش کرنے لگے۔ مگر میں سجدہ میں جا کر خدا سے گڑگڑا کر دعائیں مانگنے لگا، تو آندھی رک گئی۔

بیٹے کو خیرات دینے کی تعلیم

حضرت امام رضاؑ نے اپنے بیٹے امام محمد تقیؑ کو خط لکھا کہ تمہارے غلام تم کو گھر کے پیچھے لے راستے سے نکالتے ہیں تاکہ تم کسی کو خیرات نہ دے سکو۔ میں تم کو اپنے حق کا واسطہ دیتا ہوں کہ ہمیشہ بڑے دروازے سے نکلو اور داخل ہو اور سونا چاندی اپنے ساتھ رکھو۔ جو مانگے اس کو دو۔۔۔ میں چاہتا ہوں کہ خدا تم کو ترقی دے۔ اس لیے دولت بانٹو اور عرش والے خدا

سے امید رکھو کہ وہ تمہیں کبھی فقیر نہ کرے گا۔ (خیرات دینے کی وجہ سے)

حضرت امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ سخی اللہ سے قریب ہے۔ جنت سے قریب ہے اور جہنم سے دور ہے۔ جب کہ بخیل جنت سے دور ہے۔ لوگوں سے دور ہے۔ ہاں جہنم سے قریب ہے۔ سخاوت جنت کا ایک درخت ہے جس کی شاخیں دنیا میں لٹک رہی ہیں۔ جو اس شاخ سے مل جائے گا (یعنی سخاوت کرے گا) وہ جنت میں داخل ہوگا۔

گانا سننا شراب پینا حرام ہے

ریان کہتا ہے کہ میں نے امام علی رضاؑ سے پوچھا کہ ابراہیم بن ہاشم کہتا ہے کہ آپ نے اسے راگ سننے کی اجازت دی ہے۔ امام نے فرمایا وہ کافر جھوٹ بولتا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا تھا کہ جب قیامت کے دن خدا حق اور باطل کو الگ کرے گا تو راگ (گانا) کہاں ہوگا؟ اس پر اس نے کہا تھا کہ راگ باطل کے ساتھ ہوگا۔

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا "اللہ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر راگ گانے کے حرام ہونے کا پیغام دے کر اور اس بات کا اقرار کرانے کے لیے کہ اللہ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ (یعنی اللہ ہر چیز پر قادر ہے) نیز فرمایا: مٹی کھانا سور کے گوشت کی طرح حرام ہے۔

شطرنج اور شراب کی حرمت

حضرت امام علی رضاؑ نے فرمایا جب امام حسینؑ کا پاک سر یزید ملعون کے پاس شام لایا گیا تو اس نے اس کو اپنے تخت کے نیچے میں رکھا اور شطرنج کھیلنے لگا اور امام حسینؑ اور رسول خدا کو برا بھلا کہتا رہا۔ اور ان کا مزاق اڑاتا رہا۔ جب بازی جیت جاتا تھا تو فقاع (شراب کی ایک اعلیٰ قسم ہے) پیتا اور بچی ہوئی شراب اس طشت میں ڈالتا جس میں امام حسین کا سر مبارک رکھا تھا۔ اس لیے ہمارے دوستوں کو شطرنج اور شراب سے بچنا ضروری ہے اور جب شطرنج اور

شراب کو دیکھو تو یزید اور اس کے ساتھیوں پر لعنت کرو، خدا تمہارے گناہ مٹادے گا، چاہے وہ ستاروں کی تعداد کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہے میرے دشمنوں کا لباس نہ پہنو، نہ ان کے (حرام) کھانے کھاؤ، نہ ان کے راستوں (طریقوں) پر چلو ورنہ تم بھی میرے دشمن قرار پاؤ گے (معلوم ہوا دوستی دشمنی کا معیار عملاً پیروی کرنے پر ہوتا ہے۔ صرف دعوؤں پر نہیں ہوتا)

عدل واحسان

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ عدل (یعنی دوسروں کا حق ادا کرنا) اور احسان کرنا (یعنی دوسروں کے حق سے بھی زیادہ دینا) نعمتوں کو دوام بخشتا ہے" (یعنی عدل واحسان کرنے والے سے خدا اپنی نعمتیں نہیں چھینتا بلکہ اس کے پاس رہنے دیتا ہے۔ کیونکہ وہ نعمتوں کا حق ادا کر رہا ہوتا ہے۔)

اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھو

اللہ فرماتا ہے "میں اپنے بندے کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرتا ہوں جیسا وہ میرے بارے میں سوچتا ہے۔ اگر وہ یہ سوچتا ہے کہ میں اسکے ساتھ اچھا سلوک کروں گا (اس کے گناہ اپنی رحمت کی وجہ سے معاف کردوں گا) تو میں اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہوں۔ اگر وہ یہ سوچتا ہے کہ میں اس کے ساتھ برا سلوک کروں گا، تو میں اس کے ساتھ برا سلوک کرتا ہوں۔

حدیث کو جانچنے کا معیار

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا "اگر تمہارے سامنے دو ایسی حدیثیں آئیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوں تو ان کو قرآن کے سامنے رکھو۔ اس حدیث کو مانو جو قرآن کے مطابق ہو۔ اگر قرآن میں تذکرہ نہ ملے تو اس حدیث کو رسول اکرم کی سنت کے سامنے رکھو۔ اگر سنت رسولؐ

سے اس کی تائید ہو جائے تو اس حدیث پر عمل کرو۔ لیکن اگر سنت میں اس کی نفی ہو، مگر دوسری حدیث اس کی تائید بھی کرتی ہو تو پھر تمہاری مرضی جس پر چاہو عمل کرو۔ کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول خداؐ نے اس کام سے صرف کراہت کی تھی، اسکو حرام قرار نہیں دیا تھا۔ اس لیے دونوں روایتوں پر عمل کر سکتے ہو۔

لیکن اگر تم کو قرآن اور سنتِ رسولؐ دونوں میں اس کا کوئی ذکر نہ ملے تو پھر ہم سے پوچھو۔ اپنی رائے سے کچھ نہ کہو۔ جب تک ہم اس کی وضاحت نہ کریں، اس کام سے رکے رہو۔

دوست اور دشمن کون؟

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ ہر شخص کا دوست اس کی عقل ہوتی ہے۔ اور دشمن اس کی جہالت ہوتی ہے۔

اسلام اور ایمان کا معیار

مومن وہ ہے کہ جب اس سے اچھا کام ہوتا ہے تو وہ خوشی محسوس کرتا ہے۔ اور جب کوئی برا کام ہوتا ہے تو وہ خدا سے فوراً معافیاں مانگتا ہے۔ مسلمان وہ ہے کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامتی (حفاظت) محسوس کریں۔

وہ شخص ہم سے نہیں جس کے ساتھی اور پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہوں۔

امام حسینؑ کے غم کی ابتداء

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ اسماء کہا کرتی تھیں کہ جب امام حسینؑ پیدا ہوئے تو جناب رسول خداؐ گھر تشریف لائے۔ میں حسینؑ کو سفید کپڑے میں لپیٹ کر لائی۔ آپ نے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ پھر حسینؑ کو گود میں لے کر رونے لگے۔ میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا میرے بعد ایک باغی گروہ اسے قتل کرے گا۔ خدا ان کو میری

شفاعت نصیب نہ کرے۔ اتنے میں جبرئیلؑ آئے اور فرمایا یا محمدؐ! خداوند اعلیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ علیؑ کو آپؐ سے وہی نسبت اور تعلق ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھا اس لیے آپ علیؑ کے فرزند کا نام ہارونؑ کے فرزند پر رکھیں۔

علی جنت اور جہنم کے تقسیم کرنے والے ہیں

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا علیؑ جنت اور جہنم کے تقسیم کرنے والے ہیں۔

اہل بیت رسولؐ کا مقام

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا تمہارے درمیان میرے اہلبیتؑ کی مثال حضرت نوحؑ کی کشتی کی سی ہے۔ جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی۔ جو پیچھے رہا اس کو تیزی سے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

خدا رسول کا غضب

جناب رسول خداؐ نے فرمایا'' خدا اور رسولؐ کا غضب اس پر سخت ہوگا جو میرا خون بہائے گا اور مجھے میری عزت (اولاد) سے متعلق تکلیف دے گا۔

جواں مردی

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ٦ چھ کام جواں مردی کے ہیں۔

۱۔ قرآن کی تلاوت یعنی سمجھ کر پڑھنا

۲۔ مسجدوں کو آباد کرنا

۳۔ خدا کی خوشی کے لیے کسی کو اپنا بھائی بنانا

۴۔ سفر میں ساتھیوں پر خرچ کرنا

۵۔ اچھے اخلاق اپنانا

۶۔ ایسے مذاق کرنا کہ جس میں خدا کی نافرمانی نہ ہو۔ (یعنی کسی کا دل نہ دکھے، کسی کی بے عزتی نہ ہو۔

اہلبیتؑ رسول کا مقام

جناب رسول خداؐ نے فرمایا جس طرح ستارے آسمان والوں کے لیے امان کا سبب ہیں، میرے اہلبیتؑ میری امت کے لیے امان کا سبب ہیں۔ (کہ ان کی وجہ سے خدا کا عذاب رکا رہتا ہے)

ایمان کی حقیقت

جناب رسول خداؐ نے فرمایا" ایمان زبان سے (خدا رسول امام اور قیامت) کے اقرار کرنے

۲۔ دل سے ابدی حقیقتوں کو جاننے ماننے (سمجھنے)

۳۔ اور اعضاء سے عمل کرنے (یعنی خدا کی اطاعت کرنے) کے مجموعہ کا نام ہے۔

انسان کے برے اعمال

خداوند عالم حدیث قدسی میں فرماتا ہے۔ اے لوگو! اگر تم اپنے اُصاف اور عادتوں کو کسی دوسرے کی زبان سے سنو اور تم کو پتہ نہ ہو کہ وہ کس کے بارے میں کہا جا رہا ہے تو تم اس سے نفرت کروگے۔ (حدیث قدسی)

اس لیے تم کو خود اپنی برائیوں سے نفرت کرنی چاہیے اور ان کی اصلاح کرنی چاہیے

(پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر
تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا)

افضل ترین کام

جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک سب سے افضل کام یہ ہیں۔

۱۔ خدا رسول کو دل سے سمجھ کر اس طرح ماننا کہ اس میں شک نہ ہو۔

۲۔ ایسا جہاد (کوشش) جس میں خیانت نہ ہو۔ (خدا کے سوا کسی اور کو خوش کرنا مقصود نہ ہو۔)

۳۔ ایسا حج جو خدا کو قبول ہو (یعنی صرف خدا کی خوشی کے لیے کیا جائے۔ دکھاوے یا کسی اور مقصد کے لیے نہ کیا جائے۔)

سب سے پہلے جنت میں جانے والے

۱۔ خدا کی راہ میں قتل ہونے والے شہید

۲۔ وہ غلام یا نوکر جو خدا کی عبادت بھی اچھے طریقے سے کرے اور اپنے مالک کی خدمت بھی خوب کرے اور اس کی بھلائی بھی چاہے۔

۳۔ ایسا بیوی بچوں والا جو بدکردار زناکار نہ ہو۔ (یہ لوگ سب سے پہلے جنت میں جائیں گے)

سب سے پہلے جہنم میں جانے والے

۱۔ وہ حاکم جو بالجبر لوگوں پر مسلط ہو کر حکومت کرے اور پھر عدل بھی نہ کرے۔

۲۔ وہ دولتمند جو مال کا حق نہ ادا کرے (یعنی زکوٰۃ و خمس نہ دے)

۳۔ اترانے والا غریب

نماز کا فائدہ

جب تک مومن پانچوں نمازیں پابندی سے پڑھتا رہتا ہے، شیطان اس سے ڈرتا رہتا

ہے۔ مگر جب مومن نمازوں کو ضائع کرتا ہے، تو شیطان اس پر جری ہو جاتا ہے۔ اور اس کو بڑے بڑے گناہوں میں پھنسا دیتا ہے۔

دعا کی قبولیت کا طریقہ

جناب رسول خداؐ نے فرمایا جو فرض ادا کرتا ہے خدا اس کی دعائیں قبول کرتا ہے۔

سوال پوچھنے کی فضیلت

جناب رسول خداؐ نے فرمایا: علم کے خزانوں کی چابی سوال کرنا ہے۔ سوال کرو خدا تم پر رحم کرے گا۔ ۴ چار قسم کے لوگوں کو علم سے متعلق ثواب ملتا ہے

۱۔ سوال کرنے والا

۲۔ تعلیم دینے والا

۳۔ توجہ سے سننے والا

۴۔ جس کے لیے جواب دیا جائے۔

میری امت کی بھلائی

جناب رسول خداؐ نے فرمایا میری امت اس وقت تک فائدوں اور اچھائیوں میں رہے گی:۔

۱۔ جب تک لوگ ایک دوسرے سے محبت کریں گے

۲۔ ایک دوسرے کو تحفے دیتے رہیں گے۔

۳۔ امانتدار رہیں گے۔

۴۔ حرام کاموں سے بچیں گے۔

۵۔ مہمانوں کی عزت کریں گے۔

۶۔ زکوٰۃ ادا کرتے رہیں گے۔ جب یہ کام چھوڑ دیں گے تو خشک سالیوں میں گرفتار ہوں گے۔ نیز فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جس نے مسلمانوں کو دھوکہ دیا یا ان کو نقصان پہنچایا۔

مومن کا مقام

جناب رسول خداؐ نے فرمایا: مومن کا مقام خدا کے پاس مقرب فرشتے کے برابر ہے بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ ہے اور خدا کو ایسے مومن مومنہ سے زیادہ کوئی پسند نہیں جو اپنے گناہوں سے توبہ کرلے۔

(یعنی گناہوں پر شرمندہ ہوکر، خدا سے معافی مانگ کر گناہوں کو چھوڑ دے)

عادل حاکم

جناب رسول خداؐ نے فرمایا جو حاکم بن جائے اور کسی پر ظلم نہ کرے، جھوٹ نہ بولے، وعدے کر کے پورے کرے، تو ایسا شخص ان میں سے ہے جس کی مردانگی کامل اور عدالت ثابت ہے۔ اس سے محبت اور اخوت واجب ہے اور اس کی غیبت حرام ہے۔

حدیث ثقلین (دو بے حد قیمتی چیزیں)

جناب رسول خداؐ نے فرمایا جب مجھے بلایا جائے گا تو میں لبیک کہوں گا۔ مگر میں تمہارے درمیان دو بے حد قیمتی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جن میں سے ایک دوسرے زیادہ قیمتی ہے۔

۱۔ اللہ کی کتاب جو آسمان سے زمین پر لٹکی ہوئی ہے۔

۲۔ میری عترت اہلبیت (اولاد مراد ائمہ اہلبیتؑ)

اب دیکھنا یہ ہے (یعنی اب تمہارا امتحان یہ ہے کہ) تم ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو؟

اچھا اخلاق جنت میں

جناب رسول خداؐ نے فرمایا" تم پر لازم ہے کہ اچھے اخلاق (طریقے، عادتیں) اپناؤ کیونکہ اچھا اخلاق لازماً جنت میں ہوگا اور برا اخلاق لازماً جہنم میں ہوگا۔

لا الہ الا اللہ پڑھنے کا ثواب

جناب رسول خداؐ نے فرمایا جب کوئی شخص (سمجھ کر دل سے) لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کہتا ہے تو خدا کا عرش کانپنے لگتا ہے۔ خدا اس سے کہتا ہے رک جا عرش کہتا ہے کہ میں کیسے رک جاؤں؟ کیونکہ ابھی تک تو نے اس کلمے کو پڑھنے والے کو معاف نہیں فرمایا ہے۔ خدا فرماتا ہے میرے آسمانوں کے رہنے والو! گواہ رہو کہ میں نے کلمہ توحید دل سے پڑھنے والے کی مغفرت کر دی۔ (اس کو معاف کر دیا)

نماز کی اہمیت

جناب رسول خداؐ نے فرمایا" تم اپنی نمازیں برباد نہ کرو جس نے اپنی نماز کو ضائع کیا (یعنی جان بوجھ کر نہ پڑھا) وہ قارون اور ہامان (جیسے متکبروں) کے ساتھ محشور ہوگا اور خدا اس کو منافقوں کے ساتھ جہنم میں ڈالے گا۔ اس لیے برباد ہو وہ جس نے نماز کی حفاظت نہ کی اور اپنے نبی کی سنت کی پرواہ نہ کی۔

رسول خدا کا علم

جناب رسول خداؐ نے فرمایا" ہوا میں کسی پرندے کا پر تک ادھر ادھر نہیں ہوتا مگر ہمارے پاس اس کا علم ہوتا ہے۔"

جناب فاطمہؑ حسنؑ وحسینؑ کا مقام

جناب رسول خداؐ نے فرمایا "قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا۔ لوگو! اپنی نگاہوں کو جھکا لو تاکہ فاطمہؑ بنت محمدؐ گذر جائیں۔

نیز فرمایا: حسنؑ وحسینؑ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں مگر ان کے والدان دونوں سے بہتر ہیں۔

مومن کے ساتھ خدا کا سلوک

جناب رسول خداؐ نے فرمایا قیامت کے دن خدا مومن کے لیے تجلی فرمائے گا (مومن پر خدا کا جلوہ ظاہر ہوگا) پھر اس کو اس کا ایک ایک گناہ یاد کرائے گا۔ پھر معاف کر دے گا۔ اور کسی فرشتے یا نبی تک کو اس کی خبر نہ ہوگی۔ خدا اس کی تمام غلطیوں کو چھپا دے گا۔ پھر اس کی برائیوں سے کہے گا کہ تم نیکیوں میں تبدیل ہو جاؤ۔

(نوٹ: خدا کے جلوہ فرمائے گا مطلب یہ ہے کہ خدا مومن کو کوئی ایسی اپنی خاص نشانی دکھائے تا کہ مومن سمجھ جائے گا کہ خدا اس سے خطاب فرما رہا ہے۔) شیخ صدوقؒ

نیز فرمایا: کہ جو شخص کسی مومن کو ذلیل کرے گا تو خدا ایسے شخص کو قیامت میں ذلیل کرے گا۔

نیز فرمایا قیامت تک جہاں بھی کوئی مومن ہوگا اس کے ساتھ ساتھ اس کو اذیت دینے والا کوئی ساتھی یا پڑوسی ضرور ہوگا۔

اس طرح خدا مومن کے صبر کا امتحان لیتا ہے اور صبر کرنے پر اس کو بے حساب اجر عطا فرماتا ہے۔

ناقابل معافی گناہ

جناب رسول خداؐ نے فرمایا خدا ہر گناہ معاف کر دے گا لیکن جس نے نیا دین بنایا ہو گا۔ یا مزدور کی مزدوری ماری ہو گی یا کسی آزاد آدمی کو بیچ ڈالا ہو گا، اس کو معاف نہ کرے گا۔

امام کی اہمیت

جناب رسول خداؐ نے فرمایا قیامت کے دن ہر شخص کو اس کے زمانے کے امام، خدا کی کتاب، اور رسول کی سنت کے نام سے پکارا جائے گا۔

جنت میں داخلے کا طریقہ

جناب رسول خداؐ نے فرمایا: میرے مالک کی طرف سے جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور فرمایا کہ آپ کا مالک آپ پر سلام و درود بھیجتا ہے اور فرماتا ہے کہ آپ مومنین کو خوشخبری سنا دیں کہ

۱۔ نیک عمل کرتے رہیں۔

۲۔ آپ کو اور آپ کے اہلبیتؑ کو دل سے مانتے رہیں، تو میرے ہاں ان کے لیے بہت اچھی جزا ہے اور وہ جنت میں داخل ہوں گے۔

نیز فرمایا جس نے میرے اہلبیتؑ پر ظلم کیا، ان سے جنگ کی ان کے خلاف مدد کی، ان کو گالیاں دیں ان پر جنت کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ خدا ان کو ہرگز پاک نہ کرے گا کیونکہ وہ پاک لوگوں کے دشمن ہیں

شرک کی سزا

جناب رسول خداؐ نے فرمایا خدا ساری مخلوق سے حساب لے گا مگر مشرک کو بلا حساب کتاب جہنم میں بھیج دیا جائے گا۔

نعمت کی قدر

جناب رسولؐ خدا نے فرمایا دستر خوان پر گرے ہوئے ٹکڑے اٹھا کر کھا لینا حوروں کا حق مہر ہے۔

ماں کا دودھ

جناب رسول خداؐ نے فرمایا بچے کے لیے ماں کے دودھ سے بہتر کوئی غذا نہیں۔

بہترین اعمال

جناب رسول خداؐ نے فرمایا توحید (کو سمجھ کر مان لینا) آدھا دین ہے۔ اور صدقہ دے کر رزق کو اتار لو

نیز فرمایا: خدا کو دل سے ماننے کے بعد سب سے افضل عمل اور عقلمندی لوگوں سے محبت کرنا ہے اور ہر اچھے برے کو فائدے پہنچانا ہے۔ یہ عقل کا سرچشمہ ہے۔

نیز فرمایا: میری امت کا افضل ترین عمل خدا کی طرف سے مصیبتوں کے دور ہونے اور خوشیوں کے ملنے کا انتظار کرنا ہے۔

(نوٹ: یہ صفت خدا کی رحمت پر ایمان لانے کا منطقی نتیجہ اور ثبوت ہے۔)

بھرا ہوا پیٹ

جناب رسول خداؐ نے فرمایا: بھرے ہوئے پیٹ سے زیادہ خدا کو کوئی چیز ناپسند نہیں (مطلب یہ ہے کہ کھانا کم کھانا چاہیے کہ انسان خدا سے غافل نہ ہو جائے اور فرائض ادا کر سکے)

رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک

جناب رسول خداؐ نے فرمایا: جو مجھے ایک کام کرنے کی ضمانت دے گا، میں اس کو چار فائدوں کی ضمانت دیتا ہوں،

جو اپنے رشتہ داروں پر رحم کرے گا،

۱۔ خدا اس سے محبت کرے گا۔

۲۔ اس کے روزی بڑھے گی۔

۳۔ عمر بڑھے گی۔

۴۔ خدا اپنے وعدے کی بنا پر اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

رسولؐ کے خلفاء

جناب رسول خداؐ نے تین بار فرمایا "خدایا میرے خلفاء (جانشینوں) پر رحم فرما۔ پوچھا گیا آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا میرے خلفاء وہ ہیں جو میرے بعد میری حدیثیں اور میری سنت (طریقہ زندگی) کو بیان کریں اور اس کی تعلیم دیں۔"

دعا

فرمایا: دعا مومن کا ہتھیار ہے۔ دین کا ستون ہے۔ زمین و آسمان کا نور ہے (رسولؐ خدا)

بداخلاقی

فرمایا بداخلاقی اچھے عمل کو اس طرح خراب کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

(رسولؐ خدا)

خوش اخلاقی

جناب رسول خداؐ نے فرمایا ایمان میں سب سے زیادہ کامل وہ ہے جو اخلاق میں سب سے بہتر ہے۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا انسان اپنے اچھے اخلاق وعادات کی وجہ سے دن بھر روزہ رکھنے اور رات بھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کا مقام حاصل کر لیتا ہے۔ نیز اچھے اخلاق سے زیادہ کوئی چیز عمل کی ترازو میں وزنی نہیں ہوگی۔

حدیث رسولؐ کی اہمیت

جناب رسول خداؐ نے فرمایا "جو شخص میری امت میں میری چالیس ۴۰ حدیثیں یاد کر لے اور ان سے لوگ فائدہ اٹھائیں تو خدا اس کو قیامت کے دن فقیہ (عالم دین) بنا کر اٹھائے گا۔

سورہ قل ھو اللہ احد

جناب رسول خداؐ نے پہلی رکعت میں سورۃ قل یا ایھا الکافرون پڑھی اور دوسری رکعت میں سورۃ قل ھو اللہ احد پڑھی اور نماز کے بعد فرمایا میں نے تمہارے لیے قرآن کا ایک تہائی اور ایک چوتھائی پڑھا۔

نیکی کا خزانہ

جناب رسول خداؐ نے فرمایا" اچھے کام کر کے چھپانا، مصیبتوں پر صبر کرنا اور ان کو چھپانا (لوگوں کو نہ بتانا) نیکی کے خزانے میں

جنت میں داخلہ

حضرت علیؑ نے رسول خداؐ سے پوچھا کس عمل کی وجہ سے اکثریت جنت میں داخل ہوگی؟ فرمایا تقویٰ (یعنی گناہوں سے بچنے) اور خوش اخلاقی کی وجہ سے۔

جہنم میں داخلہ

پھر پوچھا کس عمل کی وجہ سے اکثریت جہنم میں داخل ہوگی؟ فرمایا" پیٹ اور جنسی اعضاء

کی وجہ سے (یعنی حرام کھانے اور جنسی بے راہ روی کی وجہ سے)

علاج

حضرت علیؑ نے فرمایا: خوشبو، شہد، سوار ہونا، اور سبزے کو دیکھنا علاج ہے

پانچ نصیحتیں

جناب رسول خداؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا پانچ باتیں ایسے خزانے ہیں کہ اگر تم اونٹوں پر لمبے لمبے سفر کرو، تو بھی ان سے بہتر بات حاصل نہ کر سکو گے۔

۱۔ اپنے گناہوں کے سوا کسی سے نہ ڈرو

۲۔ اپنے مالک کے سوا کسی سے امید نہ رکھو

۳۔ اگر نہ جانتے ہو اور تم سے پوچھا جائے تو یہ کہنے میں شرمندگی محسوس نہ کرو کہ میں نہیں جانتا

۴۔ جو بات نہیں جانتے اس کے سیکھنے میں شرم محسوس نہ کرو۔

۵۔ صبر کا ایمان میں وہی مقام ہے جو مقام سر کو بدن میں حاصل ہے۔ اس لیے جس میں صبر نہیں، اس میں ایمان نہیں۔

رزق اور عمر میں اضافہ

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق اور عمر میں اضافہ ہو تو اس کو صلہ رحمی یعنی رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے۔

امام حسینؑ کی قبر کی زیارت

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو امام حسینؑ کے حق کو جان لینے کے بعد ان کی قبر کی زیارت کرتا ہے اس کا نام اعلیٰ علیین میں لکھا جاتا ہے۔

ماں باپ کی نافرمانی

حضرت امام صادقؑ سے روایت ہے کہ ماں باپ کی کم سے کم نافرمانی اف کہنا ہے۔ اگر اس سے چھوٹے لفظ سے بھی نافرمانی ہو سکتی ہوتی تو خدا اس لفظ کو بھی حرام کر دیتا۔

حضرت یوسفؑ کی عصمت

حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ خدا نے فرمایا: زلیخا نے یوسفؑ کا برا ارادہ کیا اور یوسف برا ارادہ کرتے اگر اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے (سورہ یوسف: ۲۴)

امام نے فرمایا کہ زلیخا نے بت پر کپڑا ڈالا۔ پھر حضرت یوسفؑ کی طرف برے ارادہ سے پلٹی۔ حضرت یوسفؑ نے وجہ پوچھی تو کہنے لگی مجھے اپنے خدا کے سامنے برا کام کرنے سے شرم ئی۔ حضرت یوسفؑ نے کہا تم اس (خدا) سے ڈر رہی ہو جو نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ کچھ کر سکتا ہے۔ تو کیا میں اس خدا سے شرم نہ کروں جس نے انسان کو پیدا کیا اور برے کاموں سے بچنے کی تعلیم بھی دی۔ یہی وہ دلیل تھی جو حضرت یوسف نے دیکھی تھی۔

حضرت امام زین العابدینؑ جب بھی کسی بیمار کو شفایاب پاتے دیکھتے تو فرماتے "تمہیں گناہوں سے پاک ہونا مبارک ہو۔"

زق کی کمی اور غموں کا علاج

حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جس کے رزق میں کمی ہو اس کو خدا سے استغفار کرنا چاہیے اور جو غمگین ہو اسے کثرت سے لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا چاہیے۔

حدا کی معرفت

ایک یہودی نے حضرت علیؑ سے پوچھا کون سی چیز اللہ کے لیے نہیں ہے؟ اللہ کی طرف

سے نہیں ہے؟ اللہ کو علم نہیں ہے؟ حضرت علیؑ نے فرمایا جو چیز اللہ کے لیے نہیں ہے وہ اللہ کا شریک ہے۔ ظلم کرنا اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا ہے۔ اور (انسان کی طرف سے ہوتا ہے) اور تمہارا یہ کہنا کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہیں تو اللہ کو اپنے کسی بیٹے کا علم نہیں ہے (کیونکہ درحقیقت خدا کا کوئی بیٹا ہے ہی نہیں)

اپنی رائے سے فتوے دینا

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: جو جانے بغیر فتویٰ دے آسمان او زمین کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

حضرت فاطمہؑ نام رکھنے کی وجہ

جناب رسول خداؐ نے فرمایا (اللہ کے حکم پر میں نے اپنی) بیٹی کا نام فاطمہؑ اس لیے رکھا کہ اللہ نے اس سے محبت رکھنے والوں کو دوزخ سے الگ کر رکھا ہے۔ (فاطمہ کے معنی کسی چیز کو الگ کرنے کے ہیں) اس لیے فاطمہ کے لفظی معنی چھڑانے اور الگ کرنے کے ہوتے ہیں۔

خدا کے ذکر کرنے والوں کا مقام

جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے حضرت موسیٰؑ پر وحی کی میں اپنے ذکر کرنے والوں کے ساتھ رہتا ہوں۔

قاتل حسینؑ کا انجام

جناب رسول خداؐ نے فرمایا حضرت ہارونؑ کی وفات کے بعد حضرت موسیٰؑ نے ان کی مغفرت کی خدا سے دعا کی، تو خدا نے فرمایا اے موسیٰ! حسینؑ ابن علیؑ کے قاتل کے سوا تو کسی کی بھی مغفرت کی دعا کرے گا میں اس کو قبول کروں گا۔ مگر حسینؑ کے قاتلوں سے ضرور انتقا لوں گا۔

حضرت علیؑ سے محبت

جناب رسول خداؐ نے فرمایا جس کا میں آقا ہوں اس کا علیؑ بھی آقا ہے۔ اے خدا ان کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور ان سے دشمنی رکھ جو علیؑ سے دشمنی رکھے۔ جو علیؑ کی مدد کرے اس کی مدد کر اور جو علیؑ کو چھوڑ دے تو بھی اس کو چھوڑ دے۔

نیز فرمایا اے علیؑ اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد مومنین کی پہچان نہ ہو سکتی۔

نیز فرمایا اے علیؑ اللہ نے تمہارے خاندان، تمہارے شیعوں اور تمہارے دوستوں سے محبت کرنے والوں تک کی مغفرت فرما دی ہے۔ کیونکہ تم شرک سے دور ہو اور علم سے بھرے ہوئے ہو۔

نیز فرمایا اے علیؑ قیامت کے دن تم جنت کی ایک سواری پر سوار ہو گے اور تمہارے ہاتھ میں لواء الحمد کا جھنڈا ہو گا۔ تمہاری شان بان ایسی ہو گی کہ لوگ سمجھیں گے کہ یہ کوئی خدا کا مقرب سول ہے یا مقرب فرشتہ ہے۔ ایک فرشتہ آواز دے گا یہ صدیق اکبر علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔

جناب رسول خداؐ سے روایت ہے کہ خدا نے حدیث قدسی میں فرمایا میرے سوا کوئی عبادت کی لائق نہیں۔ میں نے تمام مخلوقات کو اپنی قدرت سے بنایا ہے۔ پھر تمام انبیاء میں سے محمد مصطفیٰؐ کو اپنا محبوب خلیل اور اپنا چنا ہوا بنایا۔ پھر علیؑ کو چنا۔ ان کو محمدؐ کا بھائی صی اور وزیر بنایا۔ علیؑ میری کتاب کو بیان (تفسیر) کرے گا۔ میرا حکم نافذ کرے گا۔ میں نے علی کو ہدایت دینے والا جھنڈا اور اپنے تک پہنچنے کا دروازہ بنایا۔ علی کو میں نے اپنا وہ گھر بنایا ہے کہ جو اس میں داخل ہوا جہنم سے محفوظ رہا اور علی کو میں نے اپنا وہ قلعہ بنایا ہے کہ جو اس میں داخل ہوا وہ دنیا و آخرت کے تمام ناپسندیدہ باتوں سے محفوظ رہا۔ یعنی جس نے علیؑ کی پیروی کی وہ میرے عذاب سے محفوظ ہو گیا)۔ علیؑ کو میں نے تمام

مخلوقات پر اپنی حجت بنایا۔ میں کسی کا عمل قبول نہ کروں گا جب تک وہ محمدؐ کی نبوت اور علیؑ کی ولایت (حکومت اور محبت) کا اقرار نہ کرے۔ علیؑ میری رحمت کا ہاتھ ہے۔ میری وہ نعمت ہے جو میں اپنے پیاروں کو عطا کرتا ہوں۔ میں جس سے محبت کرتا ہوں اس کو علیؑ کی ولایت تک پہنچوا دیتا ہوں۔ اور جس سے نفرت رکھتا ہوں تو اسی لیے کہ وہ علیؑ سے منحرف ہوتا ہے۔

توکل اور تواضع کی پہچان

حسن بن جہمؒ نے امام رضاؑ سے پوچھا کہ توکل کی حد کیا ہے؟ فرمایا توکل کی پہچان یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔

پوچھا تواضع (انکساری) کی پہچان کیا ہے؟ فرمایا لوگوں سے وہی سلوک کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو۔

ذوالفقار

احمد نے امام رضاؑ سے پوچھا کہ ذوالفقار کہاں ہے؟ فرمایا اس تلوار کو جبرئیلؑ لائے تھے۔ اس پر چاندی کا قبضہ تھا اور وہ اس وقت بھی میرے پاس موجود ہے۔

سچ بولنا اور امانتداری

جناب رسول خداؐ نے فرمایا: لوگوں کے نماز روزوں حج اور نیکیوں کو نہ دیکھو۔ ان کے سچ بولنے اور امانتداری کو دیکھو (یہ چیز ایمان اور پاکیزگیٔ کردار کی دلیل ہے)

زاہد کون؟

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: زاہد وہ ہے جو حساب کے خوف سے حلال کو چھوڑ دے۔ اور عذاب کے خوف سے حرام کو چھوڑ دے۔

موت کی تیاری

امام جعفر صادقؑ نے ایک شخص کو اپنے بیٹے کے مرنے پر بے حد تڑپتے دیکھا تو فرمایا تم چھوٹی سی مصیبت پر رو رہے ہو اور بڑی مصیبت سے غافل ہو۔ اگر تم نے موت کی تیاری کر لی ہوتی تو تم اس قدر غم نہ کرتے۔ موت کی تیاری نہ کرنا، بیٹے کی موت سے کہیں بڑا غم ہے۔ (یعنی بیٹے کی موت پر غم کرنے کی بجائے آخرت کی فکر کرو۔)

غریب کا احترام

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جو کسی غریب کو اس طرح سلام نہ کرے جس طرح امیروں کو سلام کرتا ہے تو قیامت کے دن خدا اس سے ناراض ہوگا۔ (غریبوں کا احترام امیروں کے برابر کرو)

روٹی کی اہمیت

حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے حضرت ابوذرؓ کو دعوت پر بلایا۔ ابوذر نے روٹی کو اٹھا کر ہاتھوں میں گھمایا۔ حضرت سلمانؑ نے فرمایا روٹی کی عزت کرو۔ اس پر وہ پانی خرچ ہوا ہے جو عرش کے نیچے ہے۔ فرشتوں نے پانی کو ہوا کے سپرد کیا ہے۔ ہوا نے بادلوں کو چلایا۔ بادلوں نے بارش برسائی۔ بارش برسنے میں گرج چمک اور فرشتوں نے حصہ لیا ہے۔ پھر زمین نے پودا اگایا۔ لوہے کے ہل نے زمین جوتی۔ لکڑی نے کام کیا۔ اس طرح بے شمار چیزوں نے حصہ لیا۔ تب کہیں روٹی ہم تک پہنچی ہے۔ ابوذرؓ نے کہا میں اپنے رویہ پر خدا سے معافی مانگتا ہوں۔

اخلاق میں بڑھ جاؤ

جناب رسول خداؐ نے فرمایا تم لوگوں سے دولت میں ہر گز نہیں بڑھ سکتے۔ اچھے اخلاق اور

مسکراتے چہرے کے ذریعے لوگوں سے آگے بڑھ جاؤ۔

آخرت کا بدترین سامان

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ آخرت کا بدترین سامان لوگوں پر ظلم کرنا ہے۔ (یعنی ان کا حق نہ ادا کرنا ہے۔)

زبان کی اہمیت

حضرت علیؑ نے فرمایا انسان اپنی زبان کے نیچے چھپا ہوا ہے۔ وہ شخص ہلاک نہیں ہوتا جو اپنی قدر و قیمت پہچانتا ہے۔

کام سے پہلے خوب سوچ لینے سے شرمندگی سے بچ سکتے ہو۔

اور جو شخص صرف اپنی رائے پر بھروسہ کرتا ہے، وہ اپنے کو خطرے میں ڈالتا ہے۔

اس طرح جو خود پسندی کرتا ہے، وہ ہلاک ہوتا ہے۔

عوض کا یقین

حضرت علیؑ نے فرمایا: جس کو عوض (بدلہ) ملنے کا یقین ہوتا ہے وہ کسی کو کچھ دینے میں سخاوت سے کام لیتا ہے۔ (یعنی جس کو آخرت میں خدا کے اجر ملنے کا یقین ہوگا وہ سخی ہوگا)

دوستوں کا حساب

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے فرمایا: قیامت کے دن ہم اپنے شیعوں (پیروی کرنے والوں) کا حساب اپنے ذمہ لے لیں گے۔ پھر جس نے خدا کے حق ادا کرنے میں کچھ کمی کی ہوگی، ہم اس کے بارے میں فیصلے کریں گے اور خدا ہمارے فیصلوں کو قائم رکھے گا۔ اور جس نے لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں کمی کی ہوگی، ہم متاثرہ لوگوں سے معافی کی درخواست کریں گے۔ وہ ہماری نیکیوں کے دینے کی وجہ سے ہمارے دوستوں کی

خطائیں معاف کریں گے۔ جس نے ہمارا حق نہ ادا کیا ہوگا، تو ہم اس کو خود معاف کرنے کے خود حقدار ہیں۔

امام کی معرفت

جناب رسول خداؐ نے فرمایا: جو مر جائے اور میری اولادوں سے کوئی اس کا امام نہ ہو، تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔ (یعنی رسول خداؐ کے بعد الوالامر یعنی اہلبیتؑ کے امام کی اطاعت واجب ہے، جس کو خدا نے امام مقرر کیا ہے۔)

اہلبیت رسولؐ کی عظمت ومحبت

امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا میں اور علیؑ اس طرح سے ہوں گے، پھر آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملایا۔ پھر فرمایا، ہمارے شیعہ (دوست، پیروکار) ہمارے ساتھ ساتھ ہوں گے۔ اور جو ہمارے مظلوم کی مدد کرے گا وہ بھی ہمارے ساتھ ساتھ ہوگا۔

پھر فرمایا: جو عروۃ الوثقیٰ (اللہ کی مضبوط رسی) کو پکڑنا چاہے اس کو علیؑ اور میرے اہلبیتؑ سے لپٹا رہنا چاہیے۔

نیز فرمایا: امت کے امام، امام حسینؑ کی اولاد سے ہوں گے۔ جس نے ان کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ کیونکہ میں اور وہ اللہ کی رسی ہیں اور خدا تک پہنچنے کا ذریعہ ہیں۔ نیز فرمایا: میں اور علیؑ ایک نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور جس نے ہم اہلبیتؑ سے محبت رکھی وہ قیامت کے دن حالت امن میں ہوگا۔ انبیاء کرامؑ کے ساتھ ان کے درجے میں ہوگا۔ جو ہمارے دشمن ہیں تو خدا کو اس کی پرواہ نہیں ہے کہ وہ یہودی مریں یا عیسائی مریں۔

نیز فرمایا: خدا فرماتا ہے۔ ''ان کو روکو ان سے سوال کیا جائے گا'' (القرآن صافات ۲۴)

مطلب یہ ہے کہ ان سے علیؑ کی ولایت کے بارے میں پوچھا جائے گا (صافات: ۲۴)

امام زمانہ کی معرفت

حضرت امام علی رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت برپا نہ ہوگی جب تک ہم میں سے ایک شخص حق کے قائم کرنے کے لیے اٹھے گا، جب خدا اس کو اجازت عطا فرمائے گا۔ جو اس کی اطاعت اور پیروی کرے گا نجات پائے گا۔ (جو ان سے ہٹ کر رہے گا) وہ ہلاک برباد ہوگا۔ تمہیں برف پر چل کر جانا پڑے تو بھی چلے جانا کیونکہ وہ خدا کا اور میرا خلیفہ (نمائندہ) ہے

اہلبیتؑ سے تعلق

جناب رسول خداؐ نے فرمایا: اے علیؑ جس درخت سے میں پیدا ہوا ہوں اسی سے تم پیدا ہوئے ہو۔ میں اس درخت کی جڑ ہوں تم شاخ ہو۔ حسنؑ و حسینؑ اس کی ٹہنیاں ہیں۔ ہم سے محبت کرنے والے اس کے پتے ہیں۔ جو کسی طرح بھی اس درخت سے تعلق رکھے گا خدا اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

حضرت علیؑ نے فرمایا: نبی اکرمؐ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ مومن کے سوا مجھ سے کوئی محبت نہیں کرے گا اور منافق کے سوا مجھے کوئی نفرت نہیں کرے گا۔

رسول خداؐ نے فرمایا: علیؑ کے سوا میری طرف سے کوئی پیغام نہیں پہنچائے گا۔ اور علیؑ کے علاوہ کوئی میرے وعدوں کو پورا نہ کرے گا۔

صدقہ

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا اپنے دن کی ابتداء صدقہ دے کر کرو۔ اس دن کوئی تمہاری دعا رد نہ ہوگی۔

تفرقہ

جناب رسول خداؐ نے فرمایا جو تمہاری جماعت میں تفرقے ڈالے

۲۔ لوگوں کے حقوق غضب کرے

۳۔ اور لوگوں کے مشوروں کے بغیر اپنی حکومت (زبردستی) قائم کرنا چاہیے، اس کو قتل کردو۔ اس کو قتل کرنے کی خدا کی طرف سے اجازت ہے۔

بہترین آدمی

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا تم میں بہتر آدمی وہ ہے جو اچھی باتیں اور اچھے کام کرے۔

۲۔ لوگوں کو کھانا کھلائے اور

۳۔ جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز شب پڑھے۔

رسول خداؐ کی پیشن گوئی

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے فرمایا اے علیؑ میرے بعد لوگوں کے سینوں میں چھپی ہوئی نفرتیں تمہارے لیے ظاہر ہوں گی۔ اور تمہیں تمہارے حق سے محروم کردیا جائے گا۔ نیز فرمایا: اے علیؑ میں علم کا شہر ہوں تم اس کا دروازہ ہو۔

علیؑ تم جنت میں میرے ساتھ ہو گے۔

نیز فرمایا اے علیؑ تم اپنے دوستوں پیروکاروں کو بشارت دو کہ میں ان کی شفاعت کروں گا جس دن میری شفاعت کے سوا کوئی چیز فائدہ نہ دے سکے گی۔ (جناب رسول خداؐ)

جناب رسول خداؐ نے فرمایا کہ خداوند عالم نے حدیث قدسی میں فرمایا ہے جس نے میرے دوستوں سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے جنگ کی اور جس نے میرے نبی کے اہلبیت

سے جنگ کی اس پر میرا عذاب اترا اور جس نے ان کے غیر سے دوستی رکھی ان پر بھی میرا عذاب اترا اور جس نے ان کے غیر کی عزت کی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس کے لیے جہنم ہی جہنم ہے۔ (جناب رسول خداؐ)

غصہ روکنا اور اخلاق سنوارنا

جناب رسول خداؐ نے فرمایا: جو اپنے غصے کو روکتا ہے خدا اس سے اپنی سزاؤں کو روک لیتا ہے اور جو اپنے اخلاق کو اچھا بناتا ہے، خدا اس کو دن بھر روزے رکھنے والوں اور رات بھر عبادت کرنے والوں کا درجہ عطا فرماتا ہے۔

گناہوں سے توبہ

جناب رسول خداؐ نے فرمایا: گناہوں سے توبہ کر لینے والا ایسا ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ جو گناہ کرنا خدا کے خوف سے چھوڑ دے خدا اس کے گناہ بالکل مٹا دیتا ہے۔

کتاب العلل

(وجوہات کا بیان)

مختلف شکلیں کیوں؟

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ خدا نے مخلوقات کو مختلف شکلوں صورتوں مزاجوں کا اس لیے بنایا تا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ خدا عاجز ہے۔ جتنی قسم کی شکلیں تصور کی جا سکتی ہیں وہ مخلوقات میں دکھائی دیتی ہیں اس سے ثابت ہوگا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرت نوحؑ کا بیٹا

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کنعان حضرت نوحؑ کا اصلی بیٹا تھا مگر جب اس نے دین میں اپنے والد کی مخالفت کی تو خدا نے اس کو ان کے اہل بیت سے نکال دیا (نااہل قرار دے دیا)

حضرت ابراہیم کو خلیل کیوں بنایا؟

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل (خاص دوست) اس لیے بنایا کیونکہ انہوں نے خدا کے سوا کبھی کسی کی نہ عبادت کی، نہ کسی پر بھروسہ کیا اور پوری زندگی کبھی غیر خدا سے کوئی سوال تک نہ کیا۔

فرعون کا انجام

حضرت امام رضاؑ سے پوچھا گیا کہ ڈوبتا ہوا فرعون ایمان لے آیا تھا پھر کیوں غرق ہوا؟

فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ جب اس نے خدا کا عذاب دیکھ لیا اس کے بعد ایمان لایا۔ ایسے وقت کا ایمان لانا قابل قبول نہیں ہوتا۔

(کیونکہ عقل سے ایمان لانے کا وقت ختم ہو چکا ہوتا ہے۔)

معجزات کا فلسفہ

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جس زمانے میں خدا نے حضرت موسیٰؑ کو بھیجا تھا اس زمانے میں جادو کا زور تھا۔ خدا نے حضرت موسیٰؑ کو عصا اور چمکتا ہاتھ دیا جس نے جادو کو باطل کر دیا۔

حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں بیماریاں عام تھیں۔ خدا نے حضرت عیسیٰؑ کو وہ معجزات دیئے جو طبیبوں کے پاس بھی نہ تھے کہ آپ نے مردے تک زندہ کرائے۔ جناب رسول خداؐ کے زمانے میں شعر و شاعری کا دور دورہ تھا۔ خدا نے ان کی فصاحت و بلاغت کو قرآن سے توڑ دیا۔

(معلوم ہوا کہ ہر زمانے میں اس زمانے کے علوم کی مدد سے دین کو غالب کیا جاسکتا ہے۔)

عقل کی اہمیت

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا عقل خدا کی طرف سے حجت (دلیل) ہے اس کے ذریعے سچے جھوٹے کو پہچانا جاسکتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ انسان خدا پر سچ بولنے والوں کی تصدیق اور خدا پر جھوٹ باندھنے والوں کی تکذیب کرسکتا ہے۔

رسول خداؐ کی پانچ عادتیں

امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا: میں یہ پانچ عادتیں مرتے دم تک نہیں چھوڑوں گا

۱۔ زمین پر بیٹھ کر غلام کے ساتھ کھانا کھانا

۲۔ بغیر زین کے گدھے پر سواری کرنا (یعنی معمولی سواری پر سوار ہونا)

۳۔ اپنے ہاتھ سے بکری کا دودھ نکالنا (یعنی گھر کے معمولی کام خود کرنا)

۴۔ اون کا معمولی لباس پہننا (یعنی عام آدمی کا سادہ لباس پہننا)

۵۔ بچوں پر ان سے پہلے سلام کرنا تا کہ یہ سب کام میری سنت قرار پائیں۔ (اس میں تکبر سے نجات ہے)

لوگوں نے حضرت علی کو کیوں نہ مانا؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا رسول خداؐ کے بعد لوگ حضرت علیؑ کی فضیلت سے خوب اچھی طرح واقف تھے مگر لوگوں نے غیروں کو اپنایا۔ اس لیے کہ آپ کے ہاتھوں کسی کا باپ کسی کا بھائی، چچا، ماموں رشتے دار قتل ہوئے تھے۔ اس لیے ان کو حضرت علیؑ کی حکمرانی اچھی نہ لگی۔ اسی لیے ان کو جتنی علیؑ سے دشمنی تھی کسی اور سے نہ تھی۔ اسی لیے لوگوں نے علیؑ کو چھوڑ کر غیروں

کو حاکم بنایا۔

پوچھا گیا پھر علیؑ نے جنگ کیوں نہ کی؟ فرمایا حضرت علیؑ نے ۲۵ سال جنگ اس لیے نہ کی کہ آپ کے پاس مددگار نہ تھے۔ جس طرح رسول نے مکے کی ۱۳ سالہ زندگی میں تلوار نہ اٹھائی کیونکہ ان کے مددگار نہ تھے، اس طرح حضرت علیؑ نے رسول خداؐ کی مکی زندگی کی پیروی کی۔ جس طرح رسولؐ کے ۱۳ سال جنگ نہ کرنے سے ان کی نبوت میں کوئی فرق نہ آیا بالکل ہی طرح علیؑ کے ۲۵ سال جنگ نہ کرنے اور خاموش رہنے سے ان کی امامت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ کیونکہ نبیؐ اور علیؑ کے جنگ نہ کرنے کی وجہ ایک ہی تھی۔

غسل جنابت کی اہمیت

امام رضاؑ سے پوچھا گیا کہ سفر میں ایک شخص مرجائے اور دوسرے پر غسل جنابت واجب ہو اور پانی صرف اتنا ہی ہو کہ یا میت کو غسل دیا جاسکے یا غسل جنابت کیا جاسکے، تو کیا کیا جائے؟ فرمایا غسل جنابت والے کو غسل کراؤ کیونکہ غسل جنابت واجب ہے۔ غسل میت فرض نہیں بلکہ سنت ہے۔

لبیک کہنے کی وجہ

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا لوگ جب احرام باندھتے ہیں تو اللہ آواز دیتا ہے۔ تم نے مجھے خوش کرنے کے لیے احرام باندھا ہے اس لیے میں تمہارے جسموں پر جہنم کو حرام کرتا ہوں۔ اس لیے ہر ہر مسلمان خدا کے اس اعلان پر لبیک لبیک کہتا ہے (یعنی میں تیرے سامنے غلام کی طرح حاضر ہوں۔ تیرا مجھ پر یہ عظیم احسان ہے)

حلالہ کی وجہ

تین مرتبہ طلاق دینے کے بعد چوتھی مرتبہ نکاح نہیں ہوسکتا جب تک کہ عورت کسی اور سے

نکاح نہ کرے۔ امام رضاؑ سے پوچھا گیا کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ طلاق کو معمولی چیز نہ سمجھیں اور عورتوں کو نقصان نہ پہنچائیں (یہ عورتوں کے حقوق کی اور عزت کی حفاظت کے لیے ہے)

حضرت علیؑ جنت و جہنم کو تقسیم کریں گے

ابو الصلت کہتے ہیں کہ مامون رشید نے حضرت امام علی رضاؑ سے پوچھا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت علیؑ سب کو جنت اور جہنم میں تقسیم فرمائیں گے؟ امام رضاؑ نے فرمایا کیا آپ کے جد ابن عباسؓ نے یہ حدیث روایت نہیں کہ کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ علیؑ کی محبت ایمان ہے اور علیؑ سے نفرت کفر ہے۔ (الحدیث)

مامون نے کہا یہ حدیث تو مستند ہے۔ امام رضاؑ نے فرمایا (پھر جنت جہنم علی کے ذریعہ تقسیم تو ہو گئی) علیؑ کی محبت (ایمان ہے اس لئے) جنت میں جانے کا ذریعہ ہے اور علی سے نفرت (کفر ہے اس لئے) جہنم میں داخلہ کا سبب ہے۔ اسی لیے علیؑ جنت و جہنم کے تقسیم کرنے والے ہیں۔

ابو الصلت کہتے ہیں کہ میں نے گھر آکر امام کی تعریف کی تو فرمایا حدیث کا اصل مطلب یہی ہے کہ حضرت علیؑ قیامت کے دن جنت اور جہنم کو خود تقسیم فرمائیں گے۔ جہنم سے کہیں گے یہ تیرا ہے اور یہ میرا ہے۔

حضرت علیؑ نے اپنے دور حکومت میں فدک واپس کیوں نہ لیا؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: ہم اہلبیت رسول کا طریقہ کار یہ ہے کہ اگر کوئی ظلم کر کے ہم سے کچھ چھین لے تو ہم خود واپس نہیں لیتے۔ البتہ دوسروں کے غصب شدہ حقوق ہم ان کو واپس دلوا دیتے ہیں۔ (خود اپنا حق خود واپس نہیں لیتے)

قرآن کی تازگی کا سبب

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا گیا کہ قرآن جب بھی پڑھا جاتا ہے ہمیشہ تروتازہ کیوں محسوس ہوتا ہے؟ فرمایا اس لیے کہ خداوند عالم نے قرآن مجید کو کسی خاص زمانے یا خاص لوگوں کے لیے نہیں اتارا بلکہ ہر زمانے اور ہر قسم کے آدمی کے لیے اتارا ہے۔ اس لیے قرآن ہر دور میں نیا اور تازہ لگتا ہے۔

صحابہ ستاروں کی مانند ہیں

حضرت امام رضاؑ سے پوچھا گیا کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ "میرے صحابہ ستارون کی طرح ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے"۔ امام نے فرمایا: رسول خدا کا فرمانا بالکل صحیح ہے مگر ان سے مراد وہ صحابہ ہیں جو رسولؐ کے بعد تبدیل نہیں ہوئے کیونکہ صحابہ کے بدل جانے پر رسول اکرمؐ نے متفقہ طور پر فرمایا ہے کہ قیامت کے دن میرے حوض کوثر پر میرے چند صحابہ کو ہٹا ہٹا دیا جائے گا۔ میں کہوں گا "میرے صحابہ میرے صحابہ" تو اس وقت کہا جائے گا۔ "آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے کیا کچھ تبدیلیاں کیں. پھر ان کو دوزخیوں کی طرف پھیر دیا جائے گا۔"

(یہ حدیث بخاری شریف میں بھی ہے۔ جلد ۸ ص ۱۱۹ ط)

غسل میت کی وجہ

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: غسل میت کی وجہ سے یہ ہے کہ مردے کو کثافتوں گندگیوں سے صاف کیا جائے، تا کہ وہ ملائکہ اور اہل آخرت سے مل سکے (۲) خدا کے سامنے پیش ہو سکے (۳) پاکباز مومنین سے مصافحے کر سکے اور (۴) اس کی شفاعت کی جا سکے۔ (۵) پانچویں وجہ یہ ہے کہ جب انسان مرتا ہے تو اس کا وہ مادہ منویہ بھی نکل جاتا ہے جس سے اس کی

پیدائش ہوئی تھی، جس کی وجہ سے اس پر غسل جنابت واجب ہو جاتا ہے۔

(۶) پھر غسل مس میت اس لیے ہے کہ بہت سی آفات (جراثیم) جسم میں مرنے کی بعد باقی رہتے ہیں جن سے بچانے کے لیے یہ غسل کیا جاتا ہے۔

زکوٰۃ وصدقات کی وجہ

حضرت امام رضا نے فرمایا زکوٰۃ واجب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ فقراء کو رزق مل سکے۔ (۲) دولتمندوں کی دولت محفوظ رہ سکے۔ (۳) مال کے بارے میں لوگوں کا امتحان ہو سکے کیونکہ خدا نے فرمایا ہے تم کو تمہارے مالوں اور جانوں سے ضرور آزمایا جائے گا۔ (آل عمران: ۱۸۶) جو زکوٰۃ دیتا ہے وہ مال کے امتحان میں کامیاب ہوتا ہے اور مشکلات اور مصیبتیں جان کا امتحان لینے کے لیے آتی ہیں (۴) زکوٰۃ ادا کرنا خدا کی نعمتوں کا عملی شکر ادا کرنا ہے اور (۵) اس لیے نعمتوں میں اضافے کا سبب ہے (۶) کمزوروں غریبوں سے محبت کا ثبوت ہے (۷) غریبوں کے لیے دین کی مضبوطی کا سبب ہے (۸) اس میں نصیحت بھی ہے کہ امیر غریب کو دیکھ کر اپنی آخرت کے فقر وفاقے کو یاد رکھیں (۹) اور اس بات کا شکر ادا کرتے رہیں کہ خدا نے ان کو فقیر نہیں کیا۔

حج کرنے کی وجہ

حضرت امام رضا نے فرمایا: حج کرنا (۱) خدا کا مہمان ہونا ہے (۲) نعمتوں کے بڑھنے کا سبب ہے (۳) گناہوں کی معافی کا ذریعہ ہے (۴) آئندہ گناہ نہ کرنے کے ارادوں کو پکا کرنے کا سبب ہے (۵) حج میں انسان خدا کے لیے دولت خرچ کرتا ہے، جسم کو تھکاتا ہے، لذتوں سے خود کو دور رکھتا ہے۔ (اس لئے یہ قربانی ہے) (۶) خدا کی عبادت دل سے کرتا ہے اور خدا کے لیے گرمی سردی، خوف وہراس کو برداشت کرتا ہے۔ اس طرح گناہوں سے پاک

ہو کر خدا سے قریب ہو جاتا ہے (۷) حج سے انسان کے اندر گناہوں سے نفرت اور خدا کی طاعت سے رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح برائیوں سے بچنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ (۸) تاجروں فقیروں کے لیے ذریعہ معاش ہے۔

حج کو زندگی میں صرف ایک مرتبہ

اس لیے فرض کیا ہے کہ خداوند عالم نے تمام فرائض کو اس طرح مقرر فرمایا ہے کہ کمزور سے کمزور آدمی بھی اس کو ادا کر سکے۔ (حضرت امام علی رضاؑ)

طواف کی وجہ

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: جب خدا نے حضرت آدمؑ کو اپنا خلیفہ بنایا تو فرشتوں نے اعتراض کیا کہ کیا تو اس کو خلیفہ بنائے گا جو زمین پر فساد کرے گا، جب کہ ہم تیری تسبیح و تقدیس (عبادت) کرتے ہیں۔ مگر بعد میں فرشتوں کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو وہ شرمندہ ہوئے اور عرش کا طواف کرنے لگے اور معافیاں مانگنے لگے۔ اس لیے خدا نے ارادہ فرمایا کہ انسانوں کے لیے بھی ایسا ہی ایک خدا کا گھر ہونا چاہیے۔ جب آدمؑ زمین پر آئے تو خدا نے کعبہ کے طواف کا حکم دیا۔ اس طرح خدا نے آدمؑ کی توبہ قبول فرمائی اور اولاد آدم پر طواف واجب قرار دیا۔ (تاکہ طواف کرنے پر اولاد آدمؑ کو معاف کر دے)

منیٰ

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ منیٰ کا نام اس لیے دیا گیا کہ جب حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کے لیے لٹایا تو جبرئیلؑ نے حضرت ابراہیمؑ سے کہا اب آپ جو چاہیں تمنا کر لیں۔ حضرت ابراہیمؑ نے تمنا کی کہ میرے بیٹے کے بجائے خدا دنبہ کے ذبح کرنے کا حکم دیتا تو بہتر ہوتا۔ اللہ نے ان کی تمنا کو پورا کر دیا۔ (اس لیے منیٰ میں اپنی تمناؤں کو

خدا سے مانگنا چاہئے)

روزہ فرض کرنے کی وجہ

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا خدا نے روزہ اس لیے فرض کیا تا کہ (۱) انسان بھوک پیاس کا مزہ چکھ کر صبر کرے اور مشقت برداشت کرے، تا کہ خدا کے عظیم اجر کا مستحق بن جائے۔ (۲) نیز یہ کہ آخرت کی بھوک پیاس کو یاد کرے (۳) بھوکوں کی بھوک پیاس کا خیال کر کے غریبوں کی مدد کرے۔ (تا کہ خدا کا ہم صفت اور خدا کا ہاتھ بن جائے)

ناحق قتل

ناحق قتل کرنے کو خدا نے اس لیے حرام کیا کہ انسان نسل ختم نہ ہو جائے۔ اس لیے کہ کسی اور تدبیر سے انسان محفوظ نہ رہتا۔ (امام علی رضاؑ)

ماں باپ کی اطاعت

خدا نے اس لیے واجب کی اگر اولاد ماں باپ کی نہ سنے گی تو قطع رحمی عام ہو جائے گا۔ (۲) نیز اولاد کی تربیت ہی نہ ہو سکے گی بالآخر نسل انسانی برباد ہو جائے گی۔ (اسی لیے خدا کی اطاعت کے بعد ماں باپ کی اطاعت کو فرض کیا گیا ہے) (امام علی رضاؑ)

یتیم کا مال کھانا

اس لیے خدا نے حرام کیا کہ جو یتیم کا مال کھاتا ہے وہ گویا اس کو (۱) قتل کرتا ہے۔ (۲) اس کو فقر و فاقے میں دھکیل دیتا ہے (۳) پھر جو یتیموں کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے، لوگ بھی اس کی اولادوں کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں۔

غرض یتیموں کا مال حرام قرار دے کر خدا نے یتیم کی زندگی کا سامان کیا ہے۔ اور یتیم کا مال کھانے والوں کی اولادوں کو یتیم کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ (حضرت امام علی رضاؑ)

میدان جہاد سے بھاگنے

کو اس لیے حرام قرار دیا کہ میدان جنگ کو چھوڑ بھاگنے کا (۱) مطلب خدا کی ربوبیت کی نفی کرنا ہے۔ (۲) ظلم و فساد کو ختم کرنے کی نفی کرنا ہے۔

(۳) پھر اس سے دشمنوں کے حوصلے بڑھتے ہیں۔ (۴) خدا کا دین باطل ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ (خدا کے دین کی شکست ہوتی ہے)" (حضرت امام علی رضاؑ)

ذبح کرتے وقت

اللہ کا نام لینا اس لیے واجب قرار دیا کہ اللہ کا نام لینا خدا کی توحید اور ربوبیت کا اقرار کرنا ہوتا ہے۔ اور غیر خدا کے نام پکارنے سے شرک کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لیے ذبح کرتے وقت اللہ اکبر پڑھنے سے حلال و حرام کا فرق ظاہر ہو جاتا ہے۔ (حضرت امام علی رضاؑ)

شکاری پرندوں کو اس لیے حرام

قرار دیا کہ وہ مردہ جانور اور انسانوں کا گوشت اور تمام گندی چیزیں کھاتے ہیں۔ (امام علی رضاؑ)

سود کی حرمت کی وجہ

یہ ہے کہ سودی معاشرے میں (۱) رحم دلی اور (۲) صلہ رحمی ختم ہو جاتی ہے۔ (۳) لوگوں کی نظر صرف مالی فائدے پر رہتی ہے۔ اس لیے کوئی قرض حسنہ نہیں دیتا۔ (۴) اس طرح معاشرے میں رحم کے بجائے ظلم عام ہو جاتا ہے۔

(۵) سود لینا سخت بے رحمی اور انسان دشمنی ہے۔ (کیونکہ قرض مانگنے والا کمزور اور لاچار

ہوتا ہے) (حضرت امام علی رضاؑ)

خون کو اس لیے خدا نے حرام قرار دیا

کہ یہ جسم انسان کے لیے خطرناک ہے
۲۔ خون پینے سے جسم میں بدبو پیدا ہوتی ہے
۳۔ اخلاق بگڑ جاتے ہیں۔
۴۔ سنگدلی پیدا ہوتی ہے۔ رحم کرنے کا رواج ختم ہو جاتا ہے۔ خون پینے والا اپنے ماں باپ کو بھی قتل کر دیتا ہے۔ (امام علی رضاؑ)

حق مہر

اس لیے واجب کیا کہ مرد پر عورت کی ضروریات پوری کرنا واجب ہے۔ اور بہت سی وجوہات کی بنا پر عورت کاروبار نہیں کر سکتی۔ (امازم علی رضاؑ)

چور کا داہنا ہاتھ کاٹنے کا حکم

اس لیے دیا ہے کہ یہ چور کے لیے عذاب ہے اور دوسروں کے لیے عبرت ہے۔ اس طرح لوگ چوری کرنے سے بچیں گے۔ لوگوں کا مال غصب کرنا اور ناجائز طریقوں سے حاصل کرنا حرام ہے تاکہ لوگوں کی دولت غیر محفوظ نہ رہے۔

(ہاتھ کاٹنے کی سزا کی بہت زیادہ شرائط ہیں جو فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں)

حلال جانور

اللہ نے گائے بکری اونٹ کا گوشت اس لیے حلال فرمایا کہ یہ کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ صاف ستھری غذا کھاتے ہیں۔ ان کا گوشت انسانی صحت کے لیے مضر نہیں ہوتا اور نہ یہ مسخ شدہ جانور ہیں۔ (امام علی رضاؑ)

عورتوں کے بالوں یا اعضاء کو

دیکھنا اس لیے حرام قرار دیا کہ اس کی وجہ سے مرد میں جنسی جذبات ابھر جاتے ہیں۔ پھر جب انسان جذبات پر قابو نہیں پا سکتا تو حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسی لیے بوڑھی عورتوں کے بالوں کے دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہوتا (کیونکہ اس سے جذبات نہیں بھڑکتے)

(امام علی رضاؑ)

عورت کا ورثہ آدھا اس لیے رکھا گیا

کہ عورت کا نان نفقہ شوہر پر فرض ہے۔ اس لیے خدا نے مرد کا میراث میں حصہ زیادہ قرار دیا (تاکہ مرد اپنی ذمہ داریاں ادا کر سکے) کیونکہ مرد اور بیوی کا رشتہ عارضی ہوتا ہے۔ اس لیے بیوی کو صرف منقولہ یعنی آنے جانے والی جائیداد دی جائے گی۔ جن کا رشتہ ناقابل تبدیلی ہوگا ان کو منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد سے حصہ دیا جائیگا۔ اس لیے بیوی کو شوہر کی زمین سے میراث نہیں دی جائے گی۔ (حضرت امام علی رضاؑ)

شراب کو حرام

اس لیے قرار دیا کہ

۱۔ شراب عقل کو خراب کرتی ہے

۲۔ شراب پی کر انسان خدا رسول اور انبیاء پر جھوٹ بولتا ہے

۳۔ شراب پی کر قتل کرنا لوگوں پر تہمتیں لگانا، زنا کرنا معمولی کام بن جاتے ہیں۔

اس لیے جو خدا آخرت اور ہماری محبت پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ ہر نشہ آور چیز سے بچے (حضرت امام علی رضاؑ)

خدا رسولؐ اور امام کی اطاعت کیوں واجب کی گئی؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا

۱۔ اس لیے کہ جو شخص خدا رسول امام اور آخرت کو دل سے نہ مانے گا وہ بڑے بڑے گناہ کرنے میں کوئی رکاوٹ محسوس نہ کرے گا

۲۔ اپنے ہر برے کام کو جائز سمجھے گا، اس طرح پورا معاشرہ تباہ ہو جائے گا

۳۔ ہر شخص دوسرے کے مال عورت پر قبضہ جمانے کے لیے لڑنے لگے گا اور ایک دوسرے کا خون بہائے گا۔

اس طرح زندگی ناممکن اور نسلیں غیر محفوظ ہو جائیں گی۔

۴۔ پھر خدا رسول کو ماننے کے بعد انسان نیک عمل کرتا ہے۔ ظلم وستم سے بچتا ہے۔ ہر طرح کی برائی سے رکتا ہے۔ اس طرح ہر بھلائی ترقی کرتی ہے۔ ہر برائی ختم ہوتی ہے۔ معاشرہ فساد اور ظلم سے بچ جاتا ہے۔

۵۔ پھر خدا کو ماننے کی وجہ سے لوگ اکیلے میں بھی برائیوں سے رک جاتے ہیں اس لیے انسان کی دینوی صلاح و فلاح کے لیے بھی ضروری ہے کہ ابدی حقیقتوں کو دل سے سمجھ کر مانا جائے۔ ہم خدا کو علیم خبیر مانیں (اسطرح برائیوں سے بچ کر ابدی کامیابیاں حاصل کر سکیں)

(حضرت امام علی رضاؑ)

انبیاء کرام کو ماننا کیوں ضروری ہے؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: انسان صرف اپنی عقل کی بنیاد پر اپنے فائدے نقصان کو نہیں جان سکتا۔ اس لیے خدا کی رہنمائی کا محتاج ہے۔

پھر یہ کہ خدا کی ذات ہمارے حواس خمسہ سے بلند ہے۔ اس لیے انسان خدا تک از خود

نہیں پہنچ سکتا۔ اس لیے خدائے حکیم کی حکمت کا یہ تقاضا ہوا کہ انبیاء کو بھیجے تا کہ وہ ہماری رہنمائی کریں اور ہمارا مستقبل تاریک نہ ہو۔ (وہ ہمیں خدا کی ہدایات اور تعلیمات پہنچائیں)

الولامر کی اطاعت کیوں ضروری ہے؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا لوگ اسی وقت خدا کے احکامات پر عمل کر سکتے ہیں جب ان کا کوئی امام (ھادی) ہو جو خدا کے قوانین بتائے اور ان کو نافذ کرے۔ لوگوں کو غلط کاموں سے روک سکے کیونکہ کوئی آدمی از خود اپنے ناجائز فائدہ چھوڑنے کے لیے تیار نہ ہوگا۔ اس لیے اللہ نے لوگوں پر نگران امام مقرر فرمایا تا کہ وہ دنیا اور آخرت کے کام انجام دلوائے۔ لوگوں کو منظم کرے۔ ظالم کے شر سے بچائے۔ دشمنوں سے جہاد کرے۔ خدا کے احکام اور نبی کی سنتوں کو بدلنے نہ دے۔ بدعتوں کو روکے۔ مسلمانوں کے شبہات کو دور کرے۔

انسان فطری طور پر ناقص ہے کامل نہیں ہے۔ پھر ان کی خواہشات جدا ہیں اس لیے اگر ان پر ایسا حاکم مقرر نہ کیا جائے جو رسول اکرمؐ کی شریعت کا محافظ ہو تو پورا اسلامی معاشرہ تباہ ہو جائیگا۔ (اسی لیے خدا نے نبی آخرؐ کی امت کی ہدایت کے لیے ائمہ اہلبیتؑ کو مقرر فرمایا ہے۔)

امام کے لیے اولاد رسولؐ میں ہونا کیوں ضروری ہے؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا

۱۔ اس لیے کہ جس امام کی اطاعت واجب کی جائے اس میں کوئی علامت ایسی ضروری ہونی چاہیے جو اس کو تمام امت پر امتیاز اور برتری عطا کرے۔ یہ علامت (۱) رسول کی اولاد سے ہونا (۲) اور رسول کی اس کے لیے وصیت ہونا ہی ہو سکتا ہے۔

۲۔ اگر امامت غیر آل رسولؐ میں فرض کی جائے تو دوسروں کا آل رسول سے افضل ہونا ثابت ہوگا۔ جب کہ رسول خدا کی اولاد ابوجہل ابوسفیان جیسے دشمنان اسلام کی نسل

سے لازماً افضل ہے۔ یہ عدل خدا کے خلاف ہے کہ رسول کی نسل محکوم ہو اور دشمنان رسول کی نسل حاکم ہو۔

۳۔ تمام مسلمان رسول خداؐ کی رسالت کو دل سے مانتے ہیں اس لیے اگر رسولؐ کے بعد اولادِ رسول امام ہوگی تو لوگوں کے لیے ان کی اطاعت قبول کرنا آسان ہوگا۔

۴۔ اگر کسی اور کو امامت دی جائے گی تو لوگ سوچیں گے کہ اس خاندان کو ہم پر حکومت کا حق کس نے دیا؟ اس طرح اسلامی معاشرے میں جنگ کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اس لیے ساری امت کی سلامتی اسی میں ہے کہ نسل رسولؐ میں امام مانا جائے۔

خدا کو ایک ماننا کیوں ضروری ہے؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا اگر دو خدا ہوتے تو پھر لوگوں کو پتہ ہی نہ چلتا کہ ان کا خالق مالک مدبر پالنے والا کونسا خدا ہے؟ ہر انسان اس شک میں رہتا کہ وہ جس کی عبادت کر رہا ہے وہی اس کا خالق مالک رازق ہے؟ یا دوسرا والا خدا اس کا خالق مالک ہے؟ اسلئے پھر وہ خدا کی اطاعت بھی نہ کرتا (اپنے اس شک کی وجہ سے)

۲۔ اگر (۲) دو خدا ہوں تو ایک کا حکم دوسرے کے حکم سے ٹکرا بھی سکتا ہے۔

۳۔ ایک سے زیادہ خدا ہو سکتے ہوں تو پھر شیطان بھی اپنی خدائی کا دعویٰ کا سکتا ہے۔

اس بات کا اقرار کیوں ضروری ہے کہ اللہ کی کوئی مثل نہیں؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا

۱۔ تا کہ لوگ جب خدا کی اطاعت کریں تو ہر قسم کے شک اور شبہ سے پاک ہوں

۲۔ اگر خدا کو ہم اپنا جیسا سمجھنے لگیں تو لازم ہوگا کہ ہم یہ سمجھیں کہ (معاذ اللہ) خدا سے بھی جہالت عاجزی بھول چوک ہو سکتی ہے۔ وقت کے گزرنے سے اس میں تبدیلی بھی ہو سکتی

ہے۔ معاذ اللہ وہ ہماری طرح جھوٹ بھی بول سکتا ہے۔ (وغیرہ وغیرہ)

اگر یہ باتیں ذہن میں آ جائیں تو پھر خدا کو ماننا نہ ماننا برابر ہو جائے گا۔ (کیونکہ پھر اس کا رعب داب عظمت کا احساس ہی ختم ہو جائے گا۔)

خدا نے بری باتوں سے کیوں روکا؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا انسانیت کی بقا اور اصلاح اسی میں ہے کہ اچھے کام کرے اور برے کام نہ کرے تا کہ ہر قسم کے فساد تباہی اور خرابی سے بچ جائے۔

عبادت کیوں فرض کی گئی؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا تا کہ لوگ خدا کو نہ بھولیں۔ اس کا ادب کرتے رہیں۔ اس کے احکام سے غفلت نہ برتیں۔ کیونکہ ہماری بقا خدا کی اطاعت پر مبنی ہے۔ اگر خدا کو بھول جائے گا تو انسان کا دل پتھر کی طرح سخت اور بے رحم ہو جائے گا۔ (اسکو خدا کی مخلوق سے کوئی محبت نہ ہوگی)

نماز کا حکم کیوں دیا گیا؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا

(۱) نماز خدا کی غلامی کا اقرار کرنا ہے

(۲) عملی طور پر باطل خداؤں کی نفی کرنا ہے

(۳) خدا کے سامنے (شکر ادا کرنے کے لئے) ادب کے ساتھ پیش ہونا ہے

(۴) پچھلے گناہوں کی معافی مانگنا ہے

(۵) خدا کی توفیق طلب کرنا ہے

(۶) تکبر کو بالکل ختم کرنا ہے

(۷) خدا کو یاد رکھنا ہے اور اس سے غافل نہ ہونا ہے

(۸) خدا سے اپنی حاجتیں طلب کرنا ہے

(۹) خدا سے سرکشی کرنے سے خود کو روکنا ہے۔ اسطرح ہر بگاڑ سے خود کو بچاتا ہے

وضو کا حکم کیوں دیا گیا؟

حضرت رضاؑ نے فرمایا "تاکہ انسان جب خدا کے سامنے جائے تو ہر قسم کے میل کچیل اور نجاست سے پاک صاف ہو۔

(۲) ہر قسم کی سستی اور اونگھ سے پاک ہو۔

(۳) پاک دل دماغ لے کر حاضر ہو

وضو میں صرف چہرے ہاتھ پاؤں کیوں دھوئے جاتے رہیں؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا نماز میں یہی اعضاء نمایاں ہوتے ہیں۔ چہرے سے انسان سجدہ کرتا ہے ہاتھوں سے سوال کرتا ہے۔ رکوع سجود میں سر کو جھکاتا ہے۔ قدموں سے اٹھتا بیٹھتا ہے۔

وضو میں سر پیر دھونا ضروری کیوں ہے؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا "نماز کا اہم رکن رکوع سجدہ ہے جسکا تعلق چہرے اور پاؤں سے ہے۔ سر اور پاؤں کا دھونا مشکل کام ہے۔ سردیوں بیماریوں اور سفر میں یہ دشواری بڑھ جاتی ہے۔ جبکہ چہرہ اور ہاتھوں کا دھونا آسان ہے۔ خدا فرائض عائد کرنے میں ہمیشہ کمزوروں کو مدنظر رکھتا ہے (تاکہ کمزور سے کمزور بندہ بھی فرائض کو ادا کر سکے)

نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا کیوں ضروری ہے

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ قرآن مجید کی جامع ترین سورہ ہے اسلئے اس میں

قرآن کی خیر و برکت اور حکمتوں کا خلاصہ موجود ہے۔ مثلاً

الحمدالله خدا کی رحمتوں کا شکر ہے اور سب سے بڑا شکریہ اس بات پر ہے کہ خدانے قرآن اور نماز پڑھنے ہے کی توفیق دی

رب العالمین اس بات کا اقرار ہے کہ خدا کے سوا کوئی خالق مالک مدبر نہیں ہے

الرحمن الرحیم خدا کی رحمت کا سرچشمہ ہے۔ اسکے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ خدا کے احسانات اور نعمتوں کا اقرار کیا جائے۔

مالک یوم الدین قیامت کے دن کا اقرار ہے اور خدا کو آخرت کا مالک ماننا ہے

ایاک نعبد بندے کی طرف سے اللہ سے قریب ہونے کے شوق کا اظہار ہے

وایاک نستعین عبادت کی توفیق میں اضافے کی خواہش ہے اور خدا سے نعمتوں کے اترتے رہنے کی درخواست ہے

اھدنا الصراط المستقیم خدا سے رہنمائی حاصل کرنے کی درخواست ہے کہ ہمیں اپنی طرف آنے سے آشنا فرمارہے۔

صراط الذین انعمت علیھم اس بات کی خدا سے درخواست ہے وہ ہمیں اپنے اولیا (دوستوں) کے راستے پر چلا کر اپنی ابدی نعمتوں سے سرفراز کرے۔ ہمیں کہیں اپنے دشمنوں اور کافروں میں شامل نہ کردے۔ ان لوگوں میں شامل نہ کرے جو خدا کو نہیں پہنچانتے۔ خدا کی راہ سے بھٹک گئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ بہت اچھے کام کررہے ہیں۔

اسطرح سورہ فاتحہ میں خیر و برکت کو اسطرح جمع کردیا ہے کہ جسکی مثال موجود نہیں۔

رکوع اور سجدہ میں تسبیح کیوں؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا تا کہ جب انسان خدا کے قریب کی منزلیں طے کررہا ہو، اس

حالت میں اسکو خدا کی پاکیزگی یاد رکھنی چاہئے تا کہ اسکے ذہن میں غیر اللہ کا تصور بھی نہ آنے پائے (کیونکہ خدا ہر عیب سے پاک ہے تو اس لئے اس کی قدرت بھی کامل ہے اسلئے اسکو کسی مددگار کی ضرورت نہیں)

جماعت کا حکم کیوں دیا گیا؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا "خدا یہ چاہتا ہے کہ توحید کا پیغام عام ہو

(۲) خدا کی عبادت کھلی کی جائے

(۳) لوگ ایک دوسرے کے اسلام کی گواہی دے سکیں

(۴) ایک دوسرے کی خیر و عافیت معلوم کر سکیں

(۵) نیکی کے اچھے کام مل جل کر کریں

(۶) خدا کی نافرمانیوں سے بچنے میں ایک دوسرے کی مدد کریں

نماز کے اوقات کیوں رکھے گئے؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا "افضل وقت تین ہیں (۱) سحری کا وقت (۲) سورج کے زوال کا وقت (۳) غروب آفتاب کے بعد کا وقت

خدا نے چاہا کہ ان افضل اوقات میں اسکی عبادت کی جائے

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ وقفے وقفے سے پڑھنا آسان ہے۔ اور سب نمازیں ایک ساتھ پڑھنی پڑھیں تو ان کی ادائیگی مشکل ہو جاتی۔

نماز جمع میں خطبہ کیوں واجب کیا گیا؟

لوگوں کے جمع ہونے سے فائدہ اٹھانے کے لئے۔ خدا نے چاہا کہ امام لوگوں کو نصیحت

کرلے۔ ان کو خدا کی اطاعت کی ترغیب دے۔ گناہوں کے نقصانات واثرات اورزمانے کے حالت سے آگاہ کرے

لوگوں کوان کے نفع نقصانات کی باتیں سمجھائے۔ ایک خطبے میں خدا کی حمد کرے اور دوسرے خطبے میں اسلام کی تبلیغ کرے۔ نیکیوں کی ترغیب دے اور برائیوں سے روکے

نماز جنازہ کیوں؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا تاکہ لوگ مردے کی شفاعت کرسکیں۔ اسکی معافی کی دعا کرسکیں۔ اسلئے کہ مرنے والا اس وقت شفاعت اور معافی کی دعاؤں کا سخت محتاج ہوتا ہے۔ (تاکہ خدا کے عذابوں سے بچ جائے)

کفن دینا کیوں ضروری ہے؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا" تاکہ وہ خدا کے سامنے ادب سے پیش ہوسکے اور اسکی لاش اٹھانے والے اور دفن کرنے والے اسکو ننگا نہ دیکھیں۔ اور کراہت محسوس نہ کریں

سورج گرہن کی نماز کا طریقہ الگ کیوں ہے؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کیونکہ گرہن کی نماز مظاہر فطرت کی تبدیلی کی وجہ سے پڑھی جاتی ہے، جو خدا کی قدرت کی ایک نشانی ہے، اسلئے اس نماز کا طریقہ کار ہی بدل دیا گیا ہے۔ کیونکہ جب علت ہی تبدیل ہو تو معلول بھی بدل جاتا ہے۔ (کیونکہ دوسری نمازوں کا مقصد خدا کا شکر اور ذکر کرنا ہے۔ اور اس نماز کا مقصد خدا کی قدرت کا اعتراف کرنا ہے)

عید فطر کیوں ہے؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا یہ اسلئے کہ اہل حق کے نزدیک سال کا پہلا مہینہ رمضان ہے۔ اسلئے خدا نے چاہا کہ مسلمان جمع ہو کہ خدا کی تعریف وشکر کریں اور کہ فطرہ دینے کی وجہ سے خدا

کی طرف رغبت کا دن بن جائے گا (لوگ کھانے پینے کی نعمت کو محسوس کر سکیں) نماز عید کی تکبیریں خدا کے شکر نعمت کے لئے ہیں۔

روزے کا حکم کیوں ہے؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا تا کہ لوگ فقیروں کی بھوک کی تکلیف کا احساس کر سکیں

(۲) آخرت کی بھوک پیاس کو یاد کر سکیں

(۳) انسان بری خواہش سے رکنا برداشت کرنے کی تربیت حاصل کر سکے

(۴) روزہ کی وجہ سے روزہ دار میں اخلاص خلوص اور انکساری پیدا ہو سکے۔ (تا کہ وہ صرف خدا کے لئے کام کرے)

(۵) انسان ثواب کا حق دار بن جائے

(۶) خدا کی اطاعت کر سکیں اور بھوکوں کی مدد کرنے پر آمادہ ہو سکیں۔

حالت حیض میں نماز روزہ کیوں نہیں؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا "حالت حیض میں عورت نجاست میں ہوتی ہے خدا یہ چاہتا ہے کہ اسکی عبادت پاکیزگی کی حالت میں کی جائے۔ (اسلئے اس پر نماز ساقط ہے)

ولایت علیؑ عظیم نعمت ہے

ایک دفعہ حضرت امام علیؑ رضا نے فرمایا کہ دنیا کی کوئی نعمت دائمی اور حقیقی نعمت نہیں ہے۔ ایک عالم دین نے کہا مگر خدا تو یہ فرماتا ہے کہ ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم (التکاثر ۸)

پھر ہم اس ضرور نعمت کے بارے میں سوال کریں گے"

امام رضاؑ نے فرمایا اس آیت میں نعمت سے مراد ٹھنڈا پانی اور گرم روٹی نہیں ہے۔ کیونکہ

خدا احسان جتا کر اپنے بندوں کو شرمندہ نہیں کرتا۔ کیونکہ اگر مخلوق ایسا عمل کرے تو قابل مذمت ہوگا (کہ کسی کو کھانا کھلا کر اس سے حساب لیا جائے) جو چیز ہمارے لیے اچھی نہیں ہے وہ خدا کے لیے کیسے اچھی ہو سکتی ہے؟

یہاں نعمت سے مراد توحید اور نبوت کی نعمت کے بعد ہم محمدؐ وآل محمدؑ کی ولایت (سرپرستی رحبت) کی نعمت سے جس کے بارے میں خدا سوال کرے گا۔ جس نے ان نعمتوں کا حق ادا کیا ہوگا تو یہی شکر نعمت اس کو جنت کی نعمتوں کی طرف لے جائے گا۔

جناب رسول خداؐ نے فرمایا: اے علیؑ! مرنے کے بعد ہر بندے سے لا الہ الا اللہ۔ محمدؐ رسول اللہ کے بعد تمہاری ولایت کے بارے میں پوچھا جائے گا کیونکہ تم کو خدا نے اپنا ولی بنایا ہے ور میں نے اس کا اعلان کیا ہے۔ جو اس نعمت کا اقرار کریگا وہ ان نعمتوں میں چلا جائے گا جن کو کبھی زوال نہ ہوگا۔

قرآن کی عظمت

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا قرآن اللہ کی رسی ہے۔ خدا سے نہ ٹوٹنے والا رابطہ ہے۔ خدا کا بے مثل راستہ ہے۔ قرآن جنت تک لے جانے والا اور جہنم سے بچانے والا ہے۔ وقت قرآن کو پرانا نہیں کرتا کیونکہ قرآن کسی خاص زمانے کے لیے نہیں اترا ہے۔ قرآن اللہ کی دلیل ہے۔ ہر انسان پر خدا کی حجت ہے۔ باطل نہ اس کے سامنے سے آسکتا ہے۔ نہ پیچھے سے آسکتا ہے۔

کیونکہ قرآن صاحب حکمت قدرت اور لائق تعریف ذات کی طرف سے اتارا ہوا ہے۔ قرآن کی ترتیب تک خدا کا معجزہ ہے۔ (اس لیے باطل کا اس میں کہیں کوئی عمل دخل نہیں ہے)

علیؑ کی ولایت

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ جب یہ آیت اتری کہ "اے رسول اس حکم کو پہنچا دیں جو آپ

کے رب کی طرف سے آپ پر اتارا گیا ہے۔ اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا، تو گویا آپ نے خدا کا پیغام ہی نہ پہنچایا اور اللہ آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ بے شک اللہ کافروں منکروں کی ہدایت نہیں کرتا۔" (المائدہ: ٦٧)

کیونکہ اس آیت میں خدا نے رسول کی حفاظت کی ضمانت دی تھی اس لیے رسول اکرمؐ نے ہر قسم کا تقیہ ختم کر کے اللہ کا فرمان جو علیؑ کی ولایت کے بارے میں تھا کھول کر بیان کر دیا۔ لیکن قریش نے بعد میں اپنی مرضی سے جو چاہا وہ کیا۔

دنیا کی ادا

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: جب دنیا کسی کی طرف بڑھتی ہے تو اس کو دوسروں کی خوبیاں بھی دے دیتی ہے۔ اور جب دنیا کسی کی طرف سے پیٹھ پھیر لیتی ہے تو اس کی ذاتی خوبیاں بھی اس سے چھین لیتی ہے۔

جناب رسول خداؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: اے علیؑ! تمہارے بارے میں میرے حکم کو صرف وہی لوگ یاد رکھیں گے جو واقعی پرہیزگار پاکیزہ فطرت، نیک سیرت اور خدا کے منتخب کئے ہوئے ہوں گے۔ وہ لوگ میری امت میں ایسے نمایاں ہوں گے جیسے سیاہ رات میں سفید بیل کی پشت پر سفید بال نمایاں اور ظاہر ہوتے ہیں۔

حضرت امام رضاؑ کی نیشاپور میں آمد

جب امام رضاؑ نیشاپور آئے تو مغربی محلہ میں قیام کیا۔ جب آپ جانے لگے اور نیشاپور کی مرکز میں چوک پر پہنچے تو تمام علماء نے آپ کی سواری کی لگام تھام لی۔ اور درخواست کی کہ اپنے جد کی کوئی حدیث ہمیں سنائیں۔ آپ نے هودج سے سر نکالا آپ اس وقت ایک اونی کڑھی ہوئی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا:

مجھ سے میرے والد ماجد حضرت موسیٰ بن جعفرؑ نے فرمایا: اور ان سے ان کے والد حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: ان سے امام محمد باقرؑ نے فرمایا: ان سے ان کے والد امام زین العابدینؑ نے فرمایا: ان سے ان کے والد حسین ابن علیؑ نے فرمایا: اور ان سے ان کے والد علی ابن ابی طالبؑ نے فرمایا کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا کہ جبرئیلؑ نے فرمایا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

"میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، اس لیے لوگو تم صرف میری عبادت کرو۔ اور جان لو کہ تم میں سے جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دیتا ہوا میرے پاس ئے گا کہ میرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں ہے۔ وہ میرے قلعے میں داخل ہوا اور جو میرے قلعے میں داخل ہوا وہ میری سزاؤں اور عذابوں سے محفوظ ہو گیا۔ کیونکہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے۔ پھر جب آپ کی سواری چلنے لگی تو فرمایا:

مگر کلمہ لا الہ الا اللہ کی کچھ شرطیں ہیں اور میں بھی ان میں سے ایک شرط ہوں (یعنی میں بھی خدا کا مقرر کیا ہوا امام ہوں۔ اس لیے میری امامت کو ماننا اور عملاً میری اطاعت کرنا لا الہ الا اللہ کی شرط ہے۔ کیونکہ لا الہ الا اللہ کے معنی خدا کی اطاعت کرنا ہے اور خدا کے احکام سول کے بعد امام ہی بتا سکتا ہے۔ جس کو خدا نے اپنا اور اپنے رسول کا نمائندہ مقرر کیا ہو۔)

چوں گویم لا الہ الا بترسم: کہ دانم مشکلات لا الہ را) (یعنی جن میں لا الہ الا اللہ پڑھتا ہوں تو ڈرتا ہوں کیوں میں لا الہ الا اللہ پڑھنے کی مشکلات کو خوب جانتا ہوں (اقبال)

حضرت علی کی ولایت

حضرت امام رضاؑ نے اپنے آبائے طاہرینؑ کے حوالوں کے ساتھ یہ حدیث بیان کی کہ ب رسول خداؐ نے فرمایا کہ مجھے جبرئیلؑ نے بتایا اور جبرئیل نے لوح و قلم سے روایت کی کہ

اللہ نے فرمایا: ولایۃ علی ابن ابی طالب حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی

یعنی: علی ابن ابی طالبؑ کی ولایت میرا قلعہ ہے۔ جو میرے قلعے میں داخل ہوا وہ میرے عذابوں سے محفوظ ہو گیا۔

امام کا اپنی قبر پر آنا

نیشاپور سے چل کر حضرت امام رضاؑ اس قبے میں داخل ہوئے جس میں ہارون رشید کی قبر ہے۔ آپ نے اس کے سرہانے ایک طرف نشان کھینچا اور فرمایا: یہ میری قبر کی جگہ ہے۔ میں یہیں دفن کیا جاؤں گا میرے شیعہ اور چاہنے والے میری زیارت کے لیے یہاں آجائیں گے۔ خدا کی قسم ان میں سے جو بھی میری زیارت کو آئے گا اور مجھ پر سلام بھیجے گا وہ یقیناً ہم اہلبیتؑ رسول کی شفاعت کے ذریعے اللہ کی مغفرت اور رحمت کا مستحق ہو گا۔

پھر آپ نے اسی مقام پر کئی رکعت نماز پڑھی اور دعائیں پڑھیں۔ پھر طویل سجدہ فرمایا جس میں پانچ سو مرتبہ سبحان اللہ پڑھا۔

حضرت امام رضاؑ کی ولیعہدی

عباسی خلیفہ مامون رشید نے آپ کی ولیعہدی کا اعلان کیا۔ لوگوں نے حضرت امام رضا سے پوچھا کہ آپ مامون کے ولیعہد کیوں بن گئے؟ حضرت امام نے فرمایا بتاؤ مسلمان افضل ہے یا مشرک؟ سب نے کہا مسلمان۔ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا قرآن مجید میں ہے کہ حضرت یوسفؑ نے مشرک بادشاہ سے خود کہا تھا کہ مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دے۔ بے شک میں حفاظت کرنے والا صاحب علم ہوں۔ (سورہ یوسف: ۵۵)

جب کہ میں نے مامون سے کوئی درخواست نہیں کی۔ مجھے تو ولیعہدی قبول کرنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ میں اس کو بالکل پسند نہیں کرتا تھا۔ مگر جب مجھ سے کہا گیا کہ ولیعہدی

قبول کرو، یا پھر اپنا قتل ہونا قبول کرو، میں نے اپنے قتل کے بدلے ولیعھدی کو مجبوراً قبول کیا۔ کیونکہ مجھ پر اتنا دباؤ ڈالا گیا کہ مجھے اپنی موت سامنے دکھائی دینے لگی۔ اس کے باوجود میں نے اس ولیعھدی کے عہدے کو اس طرح قبول کیا کہ مجھے اس سے کوئی سروکار نہ ہوگا۔ میں اللہ سے فریاد کرتا ہوں۔ اور وہی میری مدد کرنے والا ہے۔

حضرت امام رضاؑ اور عباسی خلیفہ مامون رشید کے تعلقات اور خلافت کی پیش کش

مامون رشید: فرزند رسول میں آپ کے علم، فضل، تقویٰ عبادت سے خوب واقف ہوں اسلئے یہی سمجھتا ہوں کہ آپ خلافت کے مجھ سے زیادہ مستحق ہیں۔

امام رضاؑ: عبادت اللہ کے لئے ہوتی ہے (خلافت حاصل کرنے کے لئے نہیں ہوتی) میں نے دنیا سے بے رغبتی اس لیے اختیار کی ہے کہ اس کی وجہ سے دنیا کے شر سے محفوظ ہونے کی امید رکھتا ہوں۔ گناہوں سے بچنے کو اپنی بے پناہ عظیم کامیابی سمجھتا ہوں۔ لوگوں کی خدمت اور انکساری اسلئے کرتا ہوں کہ مجھے امید ہے کہ اس کے ذریعہ خدا کے پاس بلند درجہ حاصل ہوگا (یعنی یہ سب باتیں میں خدا کو خوش کرنے کے لئے کرتا ہوں، خلافت حاصل کرنے کے لئے نہیں کرتا)

مامون: مگر میں یہ چاہتا ہوں کہ خلافت چھوڑ کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلوں۔

حضرت امام رضاؑ: اگر آپ کو اللہ نے اپنا اور رسول کا خلیفہ بنایا ہے تو خلافت آپ کا حق ہے۔ خدا کا دیا ہوا یہ عہدہ آپ کے لئے ہے۔ پھر آپ کے لئے جائز نہیں ہے کہ آپ اس کو کسی اور کے حوالے کر دیں۔ اگر یہ خلافت آپ کا حق نہیں ہے تو پھر اس کو تم دوسرے کو کیسے دے سکتے ہو؟

مامون: فرزند رسولؐ! آپ کو لازماً خلافت اور حکومت قبول کرنی ہی پڑے گی۔

امام رضاؑ: جبر اور مجبوری کی بات اور ہے۔ اپنی خوشی سے میں اس حکومت کو قبول کرنے پر تیار نہیں ہوں۔ (کیونکہ یہ حکومت زبردستی لوگوں پر مسلط کی گئی ہے)

کئی روز تک مامون کوشش کرتا رہا مگر امام انکار پر انکار کرتے رہے۔ آخر مامون نے کہا

مامون: اگر آپ خلافت قبول نہیں کرتے تو آپ لازماً میرے ولیعہد بن جائیں۔ تاکہ بعد میں خلافت آپ کو مل جائے۔

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا میرے والد ماجد نے جناب رسول خدا کا ارشاد مجھے بتایا تھا کہ میں تم سے پہلے زہر کھا کر قتل کیا جاؤنگا اور مجھ پر تمام فرشتے روئیں گے اور مسافرت کے عالم میں ہارون رشید کے ساتھ دفن کیا جاؤں گا۔

مامون نے کہا: میرے ہوتے ہوئے کون آپ کو قتل کر سکتا ہے؟

امام: میں چاہوں تو یہ بھی بتا سکتا ہو کہ مجھے کون قتل کرے گا؟

مامون: اصل میں آپ یہ سب باتیں اس لئے کر رہے ہیں کہ لوگ آپ کی تعریفیں کریں کہ آپ تارک الدنیا ہیں۔ حکومت حاصل کرنا نہیں چاہتے۔ امامؑ نے فرمایا مجھے خدا نے جب سے پیدا کیا میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ میں نے ترک دنیا کو دنیا کمانے کا ذریعہ کبھی نہیں بنایا۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کیا چاہتے ہو؟

مامون بتایئے کہ میں کیا چاہتا ہوں؟

امامؑ: اگر جان کی امان دوگے تو بتاؤں گا۔

مامون: جی ہاں جان کی امان ہے۔

امامؑ: تم چاہتے ہو کہ لوگ یہ کہیں کہ امام علی رضاؑ نے دنیا کو نہیں چھوڑا تھا بلکہ دنیا نے ان کو چھوڑ دیا تھا اس لئے جیسے ہی خلافت کی پیش کش ہوئی فوراً اس کی لالچ میں اس کو قبول کر لیا

یہ جواب سن کر مامون کو غصہ آ گیا اور بولا آپ ہمیشہ ایسی باتیں کرتے ہیں جو ہمیں ناپسند ہیں۔ اچھا آپ میری ولیعہدی کو قبول کریں، ورنہ میں جبراً آپ کو اپنا ولیعہدی بناؤں گا۔ اس پر بھی آپ نے قبول نہ کیا تو آپ کی گردن اڑا دوں گا۔

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا "خدا نے خود کو ہلاکت میں ڈالنے سے منع کیا ہے اگر یہ بات ہے تو جو چاہو کرو مگر میری شرط یہ ہے کہ میں نہ کسی کو کسی عہدہ پر مقرر کروں گا نہ کسی کو نکالوں گا۔" (یعنی حکومت کے کاموں میں کوئی حصہ نہ لونگا کیونکہ یہ حکومت جبراً حاصل کی گئی ہے) صرف تم کہو گے تو دور ہی دور سے مشورے دے دیا کروں گا (تاکہ لوگوں کو کچھ فائدہ پہنچ جائے)

(نوٹ۔ اصل میں عباسی خلافت ظلم، جور، جبر زبردستی پر قائم تھی اور مامون صرف ایرانیوں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے امام کو خلیفہ یا ولیعہد بنا رہا تھا۔ اسکا اصل مقصد ایرانیوں کی حمایت حاصل کرنا اور امام کو بدنام کر کے ان کی کردار کشی کرنا تھا۔ اگر امام خلافت قبول کر لیتے تو امامؑ کو بدنام کر کے قتل کر دیتا)

خلیفہ مامون کا اصل مقصد

عون بن محمد کہتے ہے کہ میں نے سوچا کہ میں مامون کے دل کا حال معلوم کروں کے اس نے امام رضا کو کیوں اپنا ولیعہد بنایا ہے۔ میں نے مامون کو خط لکھا کہ آپ نے جو امام رضاؑ کو ولیعہد بنانے کا ارادہ کیا ہے وہ بری ساعت میں کیا ہے۔ علم نجوم سے ثابت ہے کہ جس وقت آپ یہ کام کر رہے ہیں تو یہ کام مکمل نہ ہوگا۔ پھر میں نے علم نجوم سے اس کو لکھ کر ثابت کر دیا۔

مامون میرے خط کو پڑھ کر بہت خوش ہوا اور مجھے لکھا کہ اس بات کو دل میں رکھو اور کسی کو نہ بتاؤ اور یہ خط پڑھ کر مجھے واپس کر دو۔ اور اگر کسی کو بتایا تو قتل کر دئے جاؤ گے۔

حضرت امام رضاؑ کا کردار

جلودی وہ سردار تھا جسنے ہارون رشید کے حکم پر مدینہ میں امام رضاؑ کے گھر میں داخل ہو کر سامان لوٹا تھا اور عورتوں سے بھی زیورات اتروائے تھے۔ جب جلودی کو قید خانے سے لا کر مامون کے سامنے پیش کیا گیا اور جلودی نے امام رضاؑ کو مامون رشید کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھا، تو امام رضاؑ نے مامون سے کہا کہ جلودی کو مجھے بخش دیجئے۔ مامون نے کہا یہ وہی شخص ہے

جس نے دختران رسولؐ کے جسم سے کپڑے اور زیورات اتروائے تھے

جلودی نے جب دور سے دیکھا کہ امام رضاؑ اسکی معافی اور جان کی بخشش کی کوشش کرا رہے ہیں۔ تو وہ سمجھا کہ شاید امام عالی مقام اسکی شکایتیں کر رہے ہیں۔ اور مامون کو میرے خلاف بھڑکا رہے ہیں۔ اس نے چیخ کر کہا یا امیر المومنین (مراد مامون) اللہ کا واسطہ! میں نے آپ کے والد کی خدمت کی ہے۔ میرے معاملہ میں (امام) ابوالحسن (رضاؑ) کی کوئی بات نہ سنیے گا۔ یہ سن کر مامون نے امام عالی مقام سے کہا کہ ابوالحسنؑ! میں آپ سے معافی چاہتا ہوں۔ اب میں آپکی بات نہیں مان سکتا کیونکہ جلودی نے مجھے خدا کا واسطہ دیا ہے۔ پھر مامون نے پکار کر کہا میں تمہارے معاملے میں امام کی بات نہیں مانوں گا اور حکم دیا کہ جلودی کی گردن ماردو۔ اسکی گردن ماردی گئی۔

(خدا کہ بندے تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے\
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا) اقبال\
امامانِ حقیقت کی مثالیں دوں تو کس سے دوں؟\
کہاں سے ڈھونڈ کر لاؤں مثالیں بے مثالوں کی؟

امام رضاؑ کی شہادت کا فوری سبب

جب مامون رشید نے امام رضاؑ کو اپنا ولی عہد بنا دیا اور یہ خبر بغداد پہنچی تو عباسیوں نے مامون سے ناراض ہو کر ابراھیمکو خلیفہ بنا کر اسکے ہاتھ پر میری بیعت کر لی۔ ابراھیم بن مھدی بڑا عیاش آدمی تھا جس پر عرب شاعر دعبل خداعی نے یہ شعر کہے

"اے فوجیوں۔ مایوس نہ ہو۔ تم کیوں ناراض ہوتے ہو؟ تم کو تو اپنی تنخواہوں سے غرض ہے۔ اب خلیفہ صاحب تم کو ایسے گانے سنائیں گے جن کو سن کر بوڑھے بھی جوان ہو جائیں گے۔ اب وہ خلیفہ بنا ہے جو قرآن و ایمان کو بھی بانسری پر بجاتا نچاتا ہے۔"

جب مامون کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے بغدا جانے کا ارداہ کیا۔ راستے میں ہی اس نے اپنے وزیر اعظم فضل بن سہل کو قتل کرا دیا۔ کیونکہ اس نے ایرانیوں کو رام کرنے کے لئے امام رضاؑ کو ولیعہد بنانے کا مشورہ دیا تھا۔ پھر عباسیوں کو خوش کرنے کے لئے امام رضاؑ کو بھی زہر دے کر شہید کیا۔

امام رضا کی شہادت کا دوسرا سبب

حضرت امام رضاؑ کی بارش کے لئے دعا

حضرت امام علی نقی نے فرمایا کہ جب مامون نے امام رضاؑ کو ولیعہد بنایا تو اس سال بارش نہ برسی۔ لوگوں نے مامون سے کہا کہ امام رضاؑ کے ولیعہد ہونے کی وجہ سے خدا نے بارش روک دی ہے۔ مامون نے امام عالی مقام سے عرض کیا آپ بارش کے لئے دعا فرمائیں۔

امام عالی مقام نے فرمایا کل رات رسول خداؐ میرے خواب میں آئے تھے اور آپ نے فرمایا "اے فرزند انتظار کرو۔ پیر کے دن صحرا میں جا کر بارش کے لئے دعا کرو۔ تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ خدا کے پاس تمہارا کتنا بلند مقام ہے۔ امامؑ نے جیسے ہی دعا کی بادل منڈلانے لگے۔ لوگ بھاگنے لگے تو امام نے فرمایا یہ بادل تمہارے لئے نہیں ہیں بلکہ بغداد والوں کے لئے ہیں۔ پھر بادل امڈے تو فرمایا یہ تو بصرے والوں کے لئے ہیں۔ اسطرح بار بار بادل آتے رہے اور مختلف شہروں کی طرف جاتے رہے۔ جب گیارھویں مرتبہ بادل آئے تو فرمایا بھاگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آرام سے گھر جاؤ۔ تمہارے گھر پہنچنے کے بعد بادل تم پر برسیں گے۔

پھر ساری اسلامی مملکت میں ایسی زبردست بارش ہوئی کہ کھیت لہلہانے لگے۔ امامؑ نے فرمایا "خدا سے ڈرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے خدا تم سے اپنی رحمت چھین لے۔ خدا کی اطاعت کر کے خدا کی نعمتوں کو ہمیشہ باقی رکھنے کی کوشش کرو۔ یاد رکھو کہ اللہ پر ایمان لانے اور محمدؐ و آل محمدؐ کے حقوق ادا کرنے کے بعد اللہ کا بہترین شکر یہ یہ ہے کہ تم ایک دوسرے کی مدد کرو۔ یہ عمل جنت پہنچا دے گا اور محمدؐ کے خاص بندوں میں شامل کر دے گا۔"

جب بارش ہونے کی وجہ سے امام عالی مقام کی سارا ملک تعریف کرنے لگا تو مامون گھبرا گیا۔ اسکے درباری سمجھ گئے کہ مامون پھنس چکا ہے۔ ایک دفعہ بھرے دربار میں مامون کے اشارے پر ایک درباری سردار حمید بن مہران کھڑا ہو گیا اور امام عالی مقام سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ اے علی ابن موسیٰ! لوگ آپ کی بے حد تعریفیں کر رہے ہیں۔ بڑھا چڑھا کر آپ کا ذکر کر رہے ہیں۔ کہہ رہے ہے کہ آپ کی دعا سے بارش ہو گئی۔ قحط دور ہو گیا۔ آپ خدا کے برحق امام ہیں۔ آپ کا یہ معجزہ ہے۔ آپ جیسا کوئی دوسرا نہیں۔ حالانکہ خلیفہ مامون ہر شخص سے افضل ہے؟ اور سب سے بہتر انسان ہے۔ انہوں نے ہی آپ کو اس مرتبے تک پہنچایا

ہے۔آپ ان کے احسان کا یہ بدلہ دے رہے ہیں؟

امام عالی مقام نے فرمایا "لوگ جو بیان کر رہے ہیں تو میں ان کو روک نہیں سکتا۔رہ گیا یہ سوال کہ مامون نے مجھے عہدہ دے دیا ہے تو تم اسکی حقیقت خوب جانتے ہو(کہ وہ مامون کی مجبوری تھی)" اس پر اس سردار نے امام سے کہا دیکھئے آپ حد سے بڑھ رہے ہیں۔بارش کا تو وہ وقت مقرر تھا۔آپ نے اس کو اپنا معجزہ بنالیا۔گویا آپ حضرت ابراھیمؑ بن گئے ہیں۔اگر آپ واقعی سچے امام ہیں تو ان شیروں کو جو قالین پر بنے ہوئے ہیں زندہ کر دکھائیں۔اور ان سے کہہ دیں کہ مجھے پھاڑ کھائیں۔یہ سن کر امامؑ کو غصہ آگیا۔آپ نے قالین پر بنے شیروں سے کہا "اٹھو اور اس فاسق و فاجر کو پھاڑ کھاؤ۔اس طرح کھا جاؤ کہ اس کی ایک بوٹی بھی نہ بچے" یہ سنتے ہی قالین پر بنے شیر مجسم ہو گئے،اور دونوں اس سردار پر پل پڑے اور اسکی ایک بوٹی بھی نہ چھوڑی۔ہڈیاں تک چبا گئے۔سارا دربار حیران ہو گیا۔مامون بے ہوش ہو گیا۔جب عرق گلاب ڈالا گیا تو اٹھا تو شیر اس کے سر پر کھڑے تھے اور اس کو ہڑپ کرنا چاہتے تھے۔امام نے شیروں کو روک دیا اور کہا اس کو مت کھانا۔خدا کی جو مصلحت ہے وہ پوری ہو کر رہے گی۔

تم اپنی اصل شکل پر پلٹ جاؤ۔مامون نے ہاتھ جوڑ کر امام سے عرض کی اگر آپ چاہیں تو میں حکومت چھوڑ دوں اور آپ اسکو سنبھال لیں۔امام عالی مقام نے فرمایا "اگر میں چاہوں تو مجھے تم سے مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔خدا نے ساری اپنی مخلوق کو ہمارے مطیع بنا دیا ہے۔جیسا کہ تم نے خود ابھی دیکھ لیا ہے۔جاہل تو سرکشی پر تلے ہوئے ہیں۔مگر خدا نے ہم کو صبر کرنے کا حکم دیا ہے۔یہ اسکی مصلحت ہے(اور ہم خدا کی مرضی کے پابند ہیں)

اس واقعے کے بعد مامون بالکل ست پڑ گیا اور اس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ امام عالی مقام کو زہر دے کر شہید کر دے

حضرت امام رضاؑ کو یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا گیا

(۱) تم اس وقت ایک ایسے گھر میں ہو جس میں عمل کرنے والے کا عمل قبول کیا جاتا ہے۔

(۲) کیا تم نہیں سمجھتے کہ موت نے تم کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے؟ موت ہر امید کا خاتمہ کر دیتی ہے۔

(۳) تم گناہ کرنے میں تو جلدی کرتے ہو اور توبہ (اپنی اصلاح کرنا) کو ملتوی کیے چلے جاتے ہو۔

(۴) جبکہ موت اچانک آجائے گی۔ اسلئے عقل مند اور محتاط آدمی کا یہ کام نہیں ہے کہ توبہ کو ملتوی کرتا چلا جائے۔

(۵) ایک بھیڑیا دوسرے بھیڑیے کا گوشت نہیں کھاتا مگر ہم ایک دوسرے کا گوشت کھلے بندوں کھا رہے ہیں (غیبتیں اور تہمتیں لگا رہے ہیں)

(۶) اگر تم خوش حال زندگی گزار رہے ہو تو اس پر اتراؤ مت بلکہ اللہ کا شکر اور دعا کرو کہ یہ خوشحالی سلامت رہے اور کمال کو پہنچے۔ (یعنی دنیا کے بعد آخرت بھی خوشحال ہو جائے)

امام عالی مقامؑ کی سیرت

آپ کی ایک کنیز صولی بیان کرتی ہے کہ امامؑ عطریات استعمال فرماتے۔ عود ہندی، عرق گلاب، مشک استعمال فرماتے۔

(۲) نماز اول وقت پڑھتے۔ صبح کی نماز کے بعد سجدہ فرماتے تو طلوع آفتاب تک سجدے میں رہتے۔

(۳) پھر لوگوں سے ملاقات فرماتے۔ یا باہر جانے کے لئے سواری طلب فرماتے

(۴) ہر سوال کا جواب قرآن سے دیتے

(۵) ابرھیم بن عباس نے کہا کہ کبھی ایسا نہ ہوا کہ امام نے کسی سوال کا جواب نہ دیا ہو۔ میں نے ان سے بڑا عالم کوئی نہیں دیکھا۔

(۶) تین دن میں ایک قرآن ختم فرماتے۔ ہر آیت پر غور وفکر فرماتے۔

(۷) احمد کا بیان ہے کہ میں نے آپ سے زیادہ خوف خدا رکھنے والا متقی پرہیز گار نہیں دیکھا۔

(۸) ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے

(۹) نماز کا وقت ہوتے ہی نماز میں مشغول ہو جاتے اور ہر نماز کے بعد دیر تک تسبیح تکبیر درود اور لاالہ الاالله پڑھتے۔

(۱۰) نماز کے بعد سجدۂ شکر ادا کرتے جس میں سو ۱۰۰ دفعہ شکراً الله کہتے۔ کبھی حمداً الله کہتے

(۱۱) جب رات کا ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا تو سبحان الله و الحمدالله و لا اله الا الله و الله اکبر پڑھتے ہوئے اٹھتے اور آٹھ رکعت نماز تہجد پڑھتے۔ (پھر نماز شفع اور وتر پڑھتے)

(۱۲) تمام فرض نمازوں میں پہلی رکعت میں سورہ قدر اور دوسری رکعت میں سورہ قل ہو الله احد پڑھتے۔

(۱۳) سفر میں روزہ نہیں رکھتے تھے

(۱۴) ہر دعا کو درود سے شروع کرتے تھے

(۱۵) سونے سے پہلے بستر پر کثرت سے قرآن پڑھتے۔ جب جہنم کا ذکر آتا تو دعا کرتے اور جنت کا خدا سے سوال کرتے۔

(۱۶) ہر نماز میں بسم الله ضرور پڑھتے۔ سورہ قل ھو الله کے بعد تین (۳) دفعہ کذالک الله ربنا کہتے (ہمارا مالک ایسا ہی ہے)

۱۷۔ ابراہیم بن عباس کہتے ہیں کہ میں نے امام عالی مقام کو کسی سے تختی سے بات کرتے کبھی نہیں دیکھا۔ کبھی کسی کی بات نہیں کاٹی۔ کسی سائل کا سوال رد نہیں کیا۔ کبھی کسی کے سامنے پیر نہیں پھیلائے۔ نہ ساتھیوں کے سامنے تکیے کا سہارا لیا۔ کسی غلام کو برا بھلا کبھی نہ کہا۔ کبھی قہقہہ نہیں لگایا۔ صرف مسکرا دیا کرتے تھے۔ (اصل مذہب احترام آدمی است)

۱۸۔ کھانے کے دستر خان پر غلاموں نوکروں دربانوں یہاں تک کہ سائیس کو بھی ساتھ بیٹھا کر کھانا کھلاتے

۱۹۔ اکثر روزہ رکھتے۔ ہر مہینے کم سے کم تین روزے ضرور رکھتے۔

۲۰۔ چھپ چھپا کر بے حد صدقے دیتے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ہم نے اتنا نیک آدمی کوئی اور دیکھا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ مامون کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ اس کی باتوں سے دھوکہ نہ کھانا۔ خدا کی قسم یہی میرا قاتل ہے۔ مگر ہم کو خدا کے حکم پر صبر کرنا ضروری ہے۔

(مرضیٰ مولا از ہمہ اولیٰ)

مامون رشید کا علماء سے مناظرہ

مامون نے تمام اکابر علماء سے پوچھا بتایئے کہ جب رسول خدا دنیا سے تشریف لے جا رہے تھے تو انہوں نے امت کو ہدایت پر چھوڑا تھا یا گمراہی پر؟

علماء نے کہا۔ ہدایت پر چھوڑا تھا۔

مامون۔ پھر امت پر لازم تھا کہ اسی ہدایت پر باقی رہتے۔ جب رسولؐ نے کسی کو اپنا جانشین نہیں مقرر کیا تھا تو امت کو بھی رسول کا جانشین (خلیفہ) نہیں مقرر کرنا چاہئے تھا۔ جب رسولؐ اپنا خلیفہ بنانا ترک کر گئے تھے تو مسلمانوں نے خلیفہ کیوں بنایا؟ جبکہ رسول کی سنت ہے خلیفہ نہ بنانا۔؟

اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی سنت ہے خلیفہ بنانا۔ اب بتایئے کے رسول کا طریقہ صحیح ہے یا نہیں۔ کون سا طریقہ غلط ہے؟

اگر رسول کا عمل خلیفہ نہ بنانا ہدایت ہے تو خلیفہ کا اس پر عمل نہ کرنا گمراہی ہوگا۔ کیونکہ یہ عمل رسول کے عمل کے برعکس ہے۔ یہ ہرگز ممکن نہیں ہے کہ خلیفہ نہ بنانا بھی حق ہو اور خلیفہ بنانا بھی حق ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ کسی بھی نبی کی امت میں کسی امت نے رسول خدا کا خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ کسی نبی کے اصحاب نے نبی کے بعد نبی کا خلیفہ نہیں بنایا۔

دوسرے یہ کہ جب رسولؐ نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا تو ان کو خلیفۂ رسول کیسے کہا جا سکتا ہے؟ یہ تو رسول پر جھوٹ باندھنا ہے۔ جبکہ رسول فرما چکے ہیں کہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے گا وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ بنائے گا۔ (بخاری شریف)

تمام علماء مامون کی یہ دلیلیں سن کر جواب نہ دے سکے

حضرت امام علی رضاؑ کے چند جوابات

علماء نے امام سے پوچھا آپ لوگ دلوں کی بات کیسے جان لیتے ہیں؟

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا تم نے رسولؐ خدا کا یہ قول نہیں سنا کہ "مومن صاحب فراست ہوتا ہے۔ مومن کی فراست سے ڈرو۔ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔

خدا مومن کو گہرا علم بصیرت اور نظر عطا فرماتا ہے

جس سے وہ لوگوں اور حقیقتوں کو دیکھتا ہے۔ وہی فراست خدا نے اپنے مقرر کیے ہوئے اماموں کو عطا فرمائی ہے بلکہ تمام مومنیں سے کہیں زیادہ ہم کو عطا فرمائی ہے (کیونکہ امام تمام

موسنین کا امام ہوتا ہے) خدا قرآن میں فرماتا ہے "ان فی ذالک لآیات للمتو سمین (الحجر ۷۵) یعنی قرآن کی ان آیتوں میں ہوش رکھنے والوں کے لئے خاص دلیلیں ہیں" یہ متوسمین خاص عقل رکھنے والے ہیں۔ جس کے اول رسول خداؐ ہیں اور ان کی نسل میں بارہ امام ہیں جو قیامت تک باقی رہیں گے۔

نیز یہ کہ خدا نے ہم ائمہؑ کو ایک مقدس روح عطا فرما کر ہماری مدد کی ہے۔ وہی روح رسولؐ کے بعد ہمارے ساتھ ساتھ رہتی ہے۔

وہ روح ہمارے اور خدا کے درمیان نور کا ایک ستون ہے (اس ستون سے ہمیں خدا علم معرفت اور ہدایت عطا فرماتا ہے)

غالیوں کا انجام

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ رسول خداؐ نے فرمایا "مجھے میرے حق سے زیادہ بلند نہ کرو۔ کیونکہ خدا نے مجھے نبی بنانے سے پہلے عبداللہ یعنی اپنا غلام بنایا ہے۔"

حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ "میرے بارے میں دو ۲ شخص ہلاک و برباد ہوں گے (۱) مجھ سے حد سے زیادہ محبت کرنے والا غالی جو ہمیں ہماری حد سے بڑھانے والا ہے۔ میں اس سے خدا کے سامنے اس طرح الگ ہو جاؤں گا جس طرح حضرت عیسیٰؑ اُن نصرانیوں سے برأت کریں گے جو ان کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔"

سوال: آپ رجعت کے بارے میں کیا فرماتے ہے؟

امام نے فرمایا "رجعت حق ہے۔ پچھلی امتوں میں اسکی مثال موجود ہے۔ قرآن میں اس کا اعلان ہے۔ رسول خداؐ نے فرمایا "جب میرا فرزند (امام مہدیؑ) ظہور کرے گا تو حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتر کر ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ پوچھا گیا پھر کیا ہوگا؟"

فرمایا" حق حقدار کو مل جائے گا"۔ (یعنی مکمل عدل قائم ہو جائے گا)

غالیوں پر لعنت

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا "تناسخ کا عقیدہ رکھنے والا کافر ہے۔ غالیوں پر خدا کی لعنت ہے۔ ان کے ساتھ نہ اٹھو بیٹھو۔ ان سے علیحدگی اختیار کرو۔ کیونکہ خدا ان سے بیزار ہے۔ قرآن فرماتا ہے "اللہ ہی نے تم کو پیدا کیا۔ ہے وہی رزق دیتا ہے۔ پھر وہی تم کو موت دے گا۔ پھر زندہ کرے گا۔ تمہارے شریکوں (بتوں، نبیوں دیوتاؤں، جنوں، اماموں) میں سے کون ایسا ہے جو یہ کام کرسکے؟ جو کچھ وہ شریک (شرک) کرتے ہیں خدا ان سے پاک اور بلند ہے۔

(القرآن ا سورہ فتح ۴۰)

غالی کافر ہے۔ مفوضہ مشرک ہیں (جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ نے سارے اختیارات ائمہ کو دے دیے ہیں) جو ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں، کا وہ اللہ رسولؐ اور ہم اہلبیتؑ کی سرپرستی سے نکل گئے ہیں۔

نماز میں تلاوت قرآن

راوی کہتا ہے کہ میں نے کئی مہینے امام رضاؑ کی پیچھے نماز پڑھی۔ آپ پہلی رکعت میں سورہ حمد کے بعد سورہ انا انزلنا اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد قل ھو اللہ احد سے زیادہ کچھ نہیں پڑھتے تھے۔

صبر کرنے کا ثواب

امام رضاؑ نے فرمایا کہ "ہمارے دوستوں میں اگر کوئی مصیبت یا بیماریوں میں گرفتار ہو اور صبر کرے، تو خدا اس کو ایک ہزار شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔"

اپنی قبر کا بتانا

ایک دفعہ خلیفہ ہارون رشید خطبہ دے رہا تھا۔ امام رضاؑ نے فرمایا "یہ اور میں ایک ہی مکان میں دفن ہوں گے۔"

اور یہ بھی فرمایا کہ ہارون میرا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ جب آپ کی امامت کا زمانہ شروع ہوا تو ہارون کے وزیر نے اس سے کہا کہ آپ نے قسم کھائی تھی کہ اگر امام موسیٰ کاظمؑ کے بعد کسی نے امامت کا دعویٰ کیا تو میں ہاتھ پاؤں باندھ کر اسکی گردن اڑا دوں گا۔ ان کے فرزند امام علی رضاؑ نے امامت کا دعویٰ کیا ہے۔

جب یہ خبر عیسیٰ نے امام رضاؑ کو سنائی تو آپ نے عیسیٰ کو غصے سے دیکھا اور فرمایا "وہ لوگ ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ (یہی ہوا کہ ہارون خلیفہ امام رضاؑ کا کچھ نہ بگاڑ سکا)

حضرت امام رضاؑ سے جو شخص جس زبان میں سوال کرتا تھا آپ اسی زبان میں اس کو جواب دیا کرتے تھے۔ آپ سب زبانیں جانتے تھے۔ ابو الصلت نے تعجب سے پوچھا کہ آپ ہر زبان انتہائی فصاحت سے کیسے بول لیتے ہیں؟ فرمایا میں اللہ کی طرف سے اسکی تمام مخلوق پر اسکی حجت ہوں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا کسی کو سب کے لئے حجت بنائے اور وہ ان لوگوں کی زبان بھی نہ جانتا ہو؟" فصل الخطاب کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ ہر زبان کو جاننا اور بول سکنا۔

خدا کی اطاعت کرنا اصل خوبی اور حقیقت ابدی کامیابی کا راز ہے

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا کہ حضرت نوحؑ کا بیٹا نوحؑ ہی کا فرزند تھا۔ مگر جب اس نے اللہ کی نافرمانی کی تو خدا نے اس کو حضرت نوحؑ کے بیٹے ہونے سے انکار کر دیا۔ بالکل اسی طرح جو شخص خدا کی اطاعت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے (چاہے وہ بظاہر آل رسول میں سے کیوں نہ ہو) اور جو خدا کی اطاعت کرتا ہے وہ ہم اہلبیتؑ میں سے ہے (چاہے وہ سید نہ ہو

یاسر کا بیان ہے کہ حضرت امام رضاؑ کے بھائی زید بن موسیٰ کاظم نے مدینہ میں خروج کیا

بہت سے لوگوں کے گھر جلائے۔ جب مامون نے گرفتار کر کے بلایا تو امام رضاؑ کی خدمت میں بھیج دیا۔ امام نے ان سے کہا تم نے اس قول سے دھوکہ کھایا ہے کہ حضرت فاطمہؑ کیونکہ معصومہ تھیں اسلئے ان کی اولاد پر جہنم حرام ہے۔ حالانکہ یہ بات صرف اور صرف امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے لئے ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم اللہ کی نافرمانیاں کرو اور پھر بھی جنت میں جاؤ ورتمہارے والد امام موسیٰ کاظمؑ خدا کی اطاعت کریں اور پھر کہیں جنت میں جائیں؟ اسکا مطلب تو یہ ہوا کہ تم اپنے والد امام موسیٰ کاظمؑ سے خدا کے نزدیک افضل ہو۔ جان لو کہ خدا کے پاس جو انعامات ہیں وہ خدا کی اطاعت کے بغیر حاصل نہیں کیے جا سکتے۔ خدا کی معصیت کر کے خدا سے کچھ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ تم اسی وقت تک میرے بھائی ہو جب تک خدا کی طاعت کرتے ہو۔ اگر خدا کی اطاعت نہ کرو گے تو نوحؑ کے بیٹے کی طرح ہم سے الگ کر دئے جاؤ گے۔ خدا نے نوحؑ سے فرمایا تھا کہ تمہارا بیٹا تمہارا اہلبیت سے نہیں ہے'' (القرآن سورہ ھود ۴۶) نبی کا سگا بیٹا خدا کی اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے نوحؑ کے اہلبیت سے نکال دیا جاتا ہے (تو تم کس کھیت کی مولی ہو؟)

راوی نے امام سے پوچھا خدا کا دشمن کون ہے؟

امام حضرت عالی مقام نے فرمایا جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے وہ اصل میں خدا کا دشمن ہوتا ہے اور جو کسی نافرمان خدا سے محبت کرتا ہے وہ بھی گنہگار ہے۔ اور جو خدا کی اطاعت کرنے والے سے محبت رکھتا ہے وہ خدا کا اطاعت گزار ہے۔ جو ظالم کی مدد کرے گا خود بھی ظالم ہے۔ خدا سے کسی کی رشتہ داری نہیں ہے اسلئے خدا کی محبت صرف خدا کی اطاعت سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

اس لئے جناب رسولؐ خدا نے عبدالمطلب کی اولاد سے کہا تھا کہ ''تم لوگ میرے پاس

اچھے اچھے اعمال لے کر آنا۔ اپنا نسب نامہ (شجرہ) لے کر نہ آ جانا۔ خدا فرماتا ہے کہ "جب صو پھونکا جائے گا تو لوگوں کے درمیان تمام رشتہ داریاں ختم ہو جائیں گی۔ کوئی دوسرے کا حال نہ پوچھے گا۔ بس جس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا وہی کامیابی اور نجات پانے والا ہوگا۔ اور جن کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگا یہ وہی لوگ ہونگے جنہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا ہوگا (خود کو تباہ کیا ہوگا) وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے" (القرآن سورہ مومن ۱۰۱ سے ۱۰۳)

البتہ ہمارا دوست اگر کوئی گناہ کرے گا تو اسکو ضرور کوئی نہ کوئی تکلیف دنیا ہی میں پہنچے گی۔ جسکی وجہ سے اس کے گناہ مٹ جائیں گے۔ ہمارا دوست اگر پتھروں کی تعداد کی برابر بھی گنا کرے گا تو اسکی جان کو ضرور تکلیف پہنچے گی، یا پھر اس کو اس کی اولاد یا مال میں تکلیف اٹھانا پڑے گی۔ اگر دنیا میں اسکو کوئی تکلیف یا نقصان نہ پہنچا، تو ڈراونے خواب دیکھ کر مغموم ہوگا۔ اور یہی غم اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا۔

میرے باپ دادا کو جو شرف حاصل تھا وہ ان کی خدا کی اطاعت اور تقوی کی وجہ سے حاصل تھا۔ اسلئے جو مجھ سے زیادہ متقی اور خدا کی اطاعت کرنے والا ہے، وہ مجھ سے افضل ہے، کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے

"بے شک خدا کے پاس وہی زیادہ عزت والا ہے جو زیادہ گناہوں سے بچنے والا ہے۔ (القرآن)

ہاں اگر میرے عمل نیک ہوں گے تو میں سب سے افضل قرار پاؤں گا۔

امام کے خادم خاص ابوالصلت ہرویؒ کا بیان

ماموں خلیفہ نے امام رضاؑ کو اپنا ولیعہد اس لئے بنایا تھا کہ دنیا دیکھ لے کہ امامؑ کس قدر دنیا کے حریص ہیں۔ تا کہ لوگوں کو دلوں سے انکی عزت نکل جائے۔ مگر ولیعہد ہو جانے کہ بعد

لوگوں کی دلوں سے انکی عزت کچھ کم نہ ہوئی بلکہ اور بڑھ گئی (کیونکہ سب کو معلوم ہوگیا کہ امام نے مجبوراً ولیعہدی کو قبول کیا ہے۔ اس لیے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ امام عالی مقام ہی رسول خداؐ کی خلافت کے حقیقی حقدار ہیں)

پھر مامون رشید نے امام رضاؑ کو جھکانے کے لئے بڑے بڑے علماء بلائے۔ اور ان سے مباحثے کروائے تاکہ امام کسی سے مات کھا کر لوگوں کی نگاہوں سے گر جائیں۔ مگر ہر بڑے سے بڑا عالم چاہے وہ کسی مذہب کا بھی ہو، امامؑ سے شکست فاش کھا گیا۔ اس پر لوگ کہنے لگے کہ امام رضاؑ مامون سے زیادہ خلافت کے مستحق ہیں۔ جب مامون کو یہ خبر ملی تو وہ حسد کی آگ میں جلنے لگا۔ آخر کار اس نے امام کو زہر دینے کا حتمی فیصلہ کرلیا۔

حضرت امام رضاؑ کی شہادت

مامون نے حکم دیا کہ امام علی رضاؑ کے باغ کے انار کے درخت سے انار توڑ کر لاؤ۔ پھر مامون نے اپنے غلام کو زہر دیا اور کہا کہ انگور کے دانوں پر یہ زہر لگاؤ۔ پھر ہاتھ دھوئے بغیر میرے ساتھ ساتھ آؤ۔ پھر امام نے مامون سے کہا یہ انار آپ کے باغ کا ہے۔ اس کو نوش فرمائیں، امام نے فرمایا رکھ دیجئے میں بعد میں کھالوں گا۔ مامون نے کہا نہیں۔ آپ ان کو میرے سامنے کھائیں۔ اگر میرا معدہ مرطوب نہ ہوتا تو میں بھی آپ کے ساتھ ان کو کھاتا۔ مجبوراً امام نے کچھ دانے کھائے۔

حضرت امام کے خادم ابوالصلتؒ کا بیان

حضرت امام رضاؑ نے مجھے ہارون رشید کی قبر کے قبے کے اندر جا کر مٹی لانے کا حکم دیا اور سونگھ کر فرمایا میری قبر یہاں کھودنے کی کوشش کی جائے گی (کیونکہ یہ جگہ ہارون رشید کے پائنتی ہے) مگر یہاں ایسی سخت چٹان ہے کہ خراسان کے سارے کدال بھی اس کو نہیں کھود

سکتے۔ جب سرہانے کی مٹی منگائی اور سونگھا تو فرمایا یہاں کھودو گے تو ضریح سات زینے کے بعد تیار ملے گی۔ خدا جس قدر چاہے گا اسکو وسیع کردے گا۔

میرے سرہانے پانی کا چشمہ پھوٹے گا جس میں مچھلیاں ہوں گی۔ پھر ایک بڑی مچھلی ان سب کو کھا جائے گی اور غائب ہو جائے گی اور پانی زمین کے اندر واپس چلا جائے گا۔ یہ سب کام تم مامون کے سامنے کرنا۔ رات کو مامون کا غلام آیا اور کہا کہ مامون خلیفہ آپ کو یاد کر رہا ہے۔ مامون کے سامنے ایک طبق تھا جس میں کئی پھل تھے۔ مامون کے ہاتھ میں ایک انگور کا گچھا تھا جس میں سے خاص دانے وہ توڑ کر کھا رہا تھا۔ اور کچھ انگور چھوڑے جا رہا تھا۔ پھر امام عالی مقام سے کہنے لگا کہ میں نے اس سے اچھے انگور نہیں دیکھے۔ ان کو آپ بھی نوش فرمائیں۔ امام نے فرمایا مجھے معاف رکھو۔ مامون نے کہا آپ مجھ پر شک کر رہے ہیں؟ جن انگوروں میں زہر لگایا گیا تھا اُن کو امام کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ نے مجبوراً تین ۳ دانے کھائے اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ مامون نے پوچھا کہاں چلے؟ فرمایا جہاں تم نے مجھے بھیجا ہے۔ پھر آپ نے عبا سے اپنا سر ڈھانپ لیا۔ گھر آ کر فرمایا دروازہ بند کر دو۔ دروازے بند کر کے میں بیٹھا ہی تھا کہ ایک بے حد خوبصورت جوان جو شکل وصورت میں بالکل امام رضاؑ سے مشابہ تھے، مکان میں داخل ہوئے۔ میں نے کہا دروازے تو بند تھے آپ کیسے اندر آ گئے؟ فرمایا جو خدا مجھے مدینے سے یہاں لا سکتا ہے، وہ گھر کے اندر بھی لا سکتا ہے میں خدا کی حجت ہوں اور میرا نام محمد ابن علی الرضا (امام محمد تقیؑ) ہے۔ حضرت امام رضاؑ کے ہونٹوں پر کوئی سفید سی چیز تھی جسے امام تقیؑ نے اپنے دہن اقدس میں رکھ لیا۔ پھر امام رضاؑ نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور اس میں سے ایک چیز جو چڑیا کی طرح کی تھی اسکو بھی امام تقیؑ نے اپنے دہن اقدس میں رکھ لیا۔ اسکے بعد امام علی رضاؑ نے وفات پائی۔ امام تقیؑ نے مجھ سے کہا کہ غسل خانے سے پانی اور برتن لاؤ۔ میں نے عرض کی غسل خانے میں تو کوئی پانی کا برتن نہیں ہے۔ امام نے فرمایا جاؤ دیکھو جب میں وہاں

گیا تو وہاں غسل کا پانی اور برتن رکھا تھا۔ مجھ سے کہا تم ہٹ جاؤ غسل دینے کے لئے میرے مددگار موجود ہیں۔ پھر مجھے حکم دیا کہ توشہ خانہ (اسٹور) میں جاؤ اور ایک ٹوکری میں جو کفن رکھا ہے وہ لے آؤ۔ جب میں اسٹور میں گیا تو وہاں کفن رکھا تھا جو میں نے وہاں کبھی نہیں دیکھا تھا۔ پھر فرمایا تابوت لاؤ۔ میں نے عرض کیا کہ بڑھئی سے بنوا کر لاتا ہوں۔ امام تقی نے فرمایا اسی اسٹور میں رکھا ہے۔ اب جو میں وہاں گیا وہاں تابوت رکھا تھا جو میں نے وہاں پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ پھر امامؑ نے نماز جنازہ پڑھی تو فوراً تابوت خود بخود بلند ہوا اور چھت کو پھاڑتے ہوئے اوپر چلا گیا۔ میں نے امام تقی سے عرض کی مامون آ کر میت طلب کرے گا تو میں کیا کروں گا؟ امام نے فرمایا خاموش رہو، تابوت ابھی واپس آجائے گا (یہ مدینہ حضور کی خدمت میں گیا ہے) کچھ دیر میں چھت دوبارہ پھٹی اور تابوت واپس آ گیا۔ امام نے میت کو تابوت سے نکالا اور میت کو بستر پر لٹایا اور مجھ سے کہا کہ اب دروازہ کھول دو۔ دروازہ کھولتے ہی مامون گریبان چاک کیے غلاموں کے ساتھ آ گیا۔ بہت رویا اور پھر وہیں قبر کھدوائی جہاں امام نے فرمایا تھا۔ قبر میں پانی بھی آیا مچھلیاں بھی آئیں۔ مامون نے کہا امام رضاؑ زندگی میں بھی ہمیں معجزات دکھاتے تھے اور وفات کے بعد بھی معجزات دکھا رہے تھے۔ ابوصلت کہتے ہیں کہ میں نے مامون سے کہا کہ امام یہ پیغام دے رہے ہیں کہ جیسے قبر میں سے پانی مچھلیاں غائب ہو گئیں اسی طرح تمہاری حکومت جلد ختم ہو جائے گی۔ پھر مامون نے مجھ سے کہا مجھے وہ سب باتیں بتاؤ جو امام نے فرمائی تھیں۔ میں نے کہا میں وہ سب بھول گیا ہوں اور واقعاً میں بھول گیا تھا۔ مامون نے حکم دیا کہ مجھے قید کر دیا جائے۔ میں ایک سال قید رہا۔ ایک رات تنگ آ کر میں خدا سے محمدؐ و آل محمدؐ کے واسطے دے کر کہا کہ میں قید سے بالکل تنگ آ چکا ہوں۔ یکایک امام محمد تقی قید خانے میں تشریف لائے اور فرمایا واقعتاً تم قید خانے میں تنگ آ چکے ہو۔ ہتھکڑیوں بیڑیوں پر امام نے ہاتھ رکھا ہی تھا کہ وہ سب ٹوٹ کر گر پڑیں۔ پھر میرا

ہاتھ پکڑ کر قید خانے سے نکالا۔ کسی چوکیدار نے مجھے نہیں روکا۔ باہر آ کر امام نے فرمایا اب جہاں چاہو جاؤ میں تم کو خدا کے حوالے کرتا ہوں۔ اب تم کبھی گرفتار نہ ہو گے۔

(نوٹ حضرت امام علی رضاؑ کی شہادت کی تین ۳ روایتیں ذکر ہوئی ہیں۔ ممکن ہے کہ مامون نے کئی مرتبہ امام عالی مقام کو شہید کرنے کی کوششیں کی ہوں۔ جس میں آخری کوشش کامیاب ہوئی ہو)

حضرت امام رضاؑ کی بیعت رمضان کی پانچ کو ۲۰۱ھ میں ہوئی۔ مامون نے اپنی بیٹی سے امام کا نکاح ۲۰۲ھ میں کیا۔ ۲۰۳ھ میں طوس میں آپکی شہادت ہوئی۔ شہادت کے وقت امام رضاؑ کی عمر ایک کم پچاس سال تھی۔ آپ کی شہادت ۲۱ رمضان جمعہ کے دن ۲۰۳ھ ہوئی۔ عرب کے مشہور شاعر دعبل نے امام عالی مقام کے لیے یہ شعر کہے

"طوس میں دو قبریں ہیں۔ ایک قبر افضل ترین انسان کی ہے اور ساتھ ہی دوسری قبر بدترین انسان (خلیفہ ہارون رشید) کی ہے۔ یہ انتہائی سبق لینے کا مقام ہے" (کہ قبروں کہ قریب ہونے سے کوئی اچھا نہیں ہو جاتا۔ عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی۔ یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے)

(۲) "معلوم ہوا کہ کسی نجس کے پہلو میں کوئی پاک رہے تو اس سے نجس کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور پاک کو کوئی نقصان نہیں ہوگا کیونکہ ہر شخص اپنے اعمال کے مطابق اجر پائے گا"

حضرت امام رضاؑ کی زیارت کا ثواب

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا "مجھے زہر دے کر ظلم سے شہید کیا جائے گا۔ اور مسافرت میں دفن کیا جاؤں گا۔ جو شخص میری زیارت کے لئے سفر کرے گا اسکی دعا قبول ہوگی۔ گناہ معاف ہونگے۔ میں تین ۳ مقامات پر اسکے پاس ضرور آؤں گا تاکہ اس کی مدد کروں اور خطرات سے

بچاؤں (۱) جب لوگوں کو نامہ اعمال دئے جارہے ہوں گے (۲) صراط پر (۳) اور میزان پر جب عمل تل رہے ہوں گے (ان تینوں مقامات پر اپنے آ کر اپنے زائر کی مدد کروں گا)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا تھا کہ میرا ایک فرزند جسکا نام علی ہوگا، طوس میں زہر سے شہید ہوگا۔ عالم مسافرت میں دفن ہوگا۔ جو شخص ان کا حق اور مقام پہچانتے ہوئے انکی قبر کی زیارت کرے گا خدا اس کو اتنا اجر دے گا جتنا ان لوگوں کو دے گا جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے اللہ کی راہ میں مال خرچ کیا تھا اور جہاد کیا تھا۔"

جناب رسول خداؐ نے فرمایا تھا "عنقریب خراسان میں میرا ٹکڑا دفن ہوگا۔ جو مومن اس کی زیارت کرے گا خدا جنت اس پر واجب کردے گا اور اس کے جسم پر جہنم حرام کردے گا"

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا تھا کہ خراسان میں زمین کا ایک ٹکڑا فرشتوں کے آنے جانے کا مقام بن جائے گا۔ ایک فوج اترے گی اور دوسری فوج زمین سے آسمان کی طرف جاتی رہے گی اور یہ سلسلہ صور پھونکنے تک جاری رہے گا۔

جو شخص میری زیارت کرے گا گویا اس نے خدا کی زیارت کی۔ خدا اس کے نامۂ اعمال میں ایک ہزار حج کا ثواب لکھے گا۔ میں اور میرے باپ دادا اسکی شفاعت کریں گے۔ حضرت امام محمد تقیؑ نے فرمایا "طوس کے دو پہاڑوں کے درمیان ایک مقام ہے جسے جنت سے یہاں لایا گیا ہے جو یہاں داخل ہوگا وہ قیامت کے دن دوزخ سے محفوظ اور مطمئن ہوگا۔"

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا "جو شخص میری زیارت کے لئے میری غریب الوطنی میں میری قبر پر (مشہد) آئے گا خدا اسکو ایک لاکھ شہیدوں، ایک لاکھ صدیقوں، ایک لاکھ حاجیوں اور ایک لاکھ مجاہدوں کا ثواب عطا کرے گا۔ وہ ہمارے ساتھ محشور ہوگا اور جنت کے بلند ترین درجات میں رہے گا۔"

میرے شیعوں کو بتادو کہ میری زیارت خدا کے ہاں ایک ہزار حج کے برابر ہے۔ اور اگر وہ

عارف ہے تو ایک لاکھ حج کی برابر ہے۔ (کیونکہ حج بیت کا طواف ہے اور انکی زیارت اہلبیت کی محبت ہے)

جناب رسول خداؐ نے فرمایا "جو گنہگار میرے ٹکڑے (فرزند) کی خراسان جا کر زیارت کرے گا، اللہ اس کے (۱) دکھ درد دور کر دے گا اور (۲) اس کے گناہ معاف کر دے گا چاہے وہ گناہ ستاروں یا بارش کے قطروں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا "میں خود اس کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جاؤں گا چاہے اسنے گناہان کبیرہ ہی کیوں نہ کئے ہوں گے۔ بشرطیہ وہ میرے پوتے امام علی رضاؑ کو ایسا امام مانتا ہو جنکی اطاعت واجب ہے اور انکو شہید مانے اور ان کے حق کو مانتا ہو۔ (۴) اللہ اس کو ۷۰ ہزار شہیدوں کا ثواب عطا کرے گا جو رسول خدا کے سامنے شہید ہوئے ہوں۔" حضرت امام موسیٰ کاظمؑ نے فرمایا" جو میرے بیٹے (۵) امام علی رضا کی زیارت کرے گا گویا اس نے رسول خدا کی زیارت کی۔ (۶) حضرت امام محمد تقیؑ سے پوچھا گیا کہ حضرت امام حسینؑ کی زیارت افضل ہے یا امام علی رضاؑ کی زیارت افضل ہے؟ فرمایا میرے والد کی زیارت افضل ہے کیونکہ امام حسینؑ کی زیارت تو سب لوگ کرتے ہیں مگر میرے والد کی زیارت خاص شیعہ ہی کرتے ہیں۔ (نہ سنی کرتے ہیں اور نہ اسماعیلی شیعہ نہ زیدی شیعہ)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا تم میں سے جو حج کرے تو اپنے حج کو ہماری زیارت پر ختم کرے۔

حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ پہلے پتھر کے بنے ہوئے خدا کے گھر کا طواف کریں اور پھر ہم (آل محمدؐ) کے پاس آئیں اور ہمیں اپنی دوستی اور محبت بتائیں اور ہماری مدد فرمائیں۔ (بیت کے بعد اہلبیت سے علم وہدایت حاصل کریں)

عرب شاعر دعبل کا مرثیہ

جب دعبل نے یہ مرثیہ امام رضاؑ کے سامنے پڑھا کہ

(۱) خدا کی نشانیوں کی مدرسے تلاوت سے خالی ہو چکے ہیں، اور وحی اترنے والا صحن سونا پڑا ہے۔

(۲) میں دیکھ رہا ہوں کہ لوگ آل محمدؐ کا مال غیر سمیٹ رہے ہیں اور آل محمدؐ خالی ہاتھ کمزور اور لاچار ہیں۔

(۳) انکی ایک قبر بغداد میں ہے اور اس میں ایک پاک انسان دفن ہے۔ جس کو خدا جنت کے بلند مکانوں میں جگہ دے گا۔

(مراد حضرت امام موسیٰ کاظمؑ جو والد ہیں حضرت امام علی رضاؑ کے) یہ سن کر امام رضاؑ نے فرمایا اگر تم چاہو تو اس قصیدے میں میرے دو شعر اور بڑھا دو۔

(۱) اور ایک قبر طوس میں ہوگی۔ یہ ایسی مصیبت ہے کہ اسکے غم میں حشر تک دلوں میں آگ بھڑکتی رہے گی

(۲) یہاں تک کہ خدا ہمارے قائم امام مہدیؑ کو بھیجے گا جو ہمارے سارے غم دور کر دیں گے۔

پھر فرمایا "جو شخص میری قبر پر زیارت کے لئے طوس (مشہد) آئے گا وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجے میں ہوگا۔ (معنائی در جاتنا)

حضرت امام رضاؑ نے دعبل شاعر کو ایک سو ۱۰۰ دینار کی تھیلی دی۔ دعبل نے کہا میں نے اس مال کے لئے مرثیہ نہیں کہا تھا اور تھیلی واپس کر دی اور عرض کی کہ مجھے آپ کا ایک لباس مل جاتا تو میں اس کو اپنا کفن بناتا۔

امام نے اپنا جبہ بھی دیا اور تھیلی بھی واپس دے دی

دعبل کے بیٹے کا بیان ہے کہ جب میرے والد دعبل مرنے لگے تو انکا چہرہ کالا ہوگیا۔ زبان بیٹھ گئی۔ ان کا یہ حال دیکھ کر قریب تھا کہ میں محمدؐ و آل محمدؐ کا مذہب چھوڑ دیتا کہ تین دن کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ دعبل سفید ٹوپی اور سفید شفاف لباس پہنے خوش خوش دکھائی دے رہے ہیں۔ میں نے پوچھا خدا نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ بولے بیٹا میرا جو حال تم نے مرتے وقت دیکھا تھا وہ شراب پینے کی سزا تھی۔ تین ۳ دن میری یہی حالت رہی۔ پھر میں نے رسولؐ خدا کو دیکھا۔ آپ نے فرمایا کیا تم شاعر دعبل ہو؟ میری اولاد کی تعریف میں جو شعر کہے ہیں وہ سناؤ۔ میں نے یہ دو ۲ شعر سنائے

"جب آل محمد مظلوم ہوں، مغلوب ہوں، تو خدا کسی کو ہنسنا نصیب نہ کرے

(۲) آل محمدؐ ایسے غریب لوگ ہیں جن کو زبردستی ان کے مکانوں سے نکال دیا گیا ہے گویا انہوں نے کوئی نا قابل معافی جرم کیا تھا جب کہ ان کا صرف جرم یہ تھا کہ محمد مصطفیٰ کی پاک اولاد ہیں"۔ یہ سن کر جناب رسول خدا نے میری شفاعت کی اور اپنا لباس مجھے عطا کیا جو اس وقت میرے جسم پر ہے اور میرے اشعار کی تعریف بھی فرمائی۔

ضمیمہ اشعار

دعبل ہند جناب نسیم امروہویؒ کے چند اشعار در خدمت امام علی رضاؑ

یاد رہے کہ امامؑ نے مجبوراً مدینہ سے ہجرت فرمائی تھی، مامون کے بلانے پر

لطفِ تبلیغ حیات مدنی میں آیا

اوج پردین غریب الوطنی میں آیا

آ کے ڈالے کوئی ایران کے مسلک پہ نظر

کسی کی تبلیغ کا راسخ ہے عقائد پہ اثر؟
اک غریب الوطن آیا تھا بہ نام حیدر (علی رضاؑ)
نصب صدیوں سے ہے اب تک علم اسکا گھر گھر
حرب و یلغار سے تن فتح کے دنیا نے
علم واخلاق سے دل جیت لئے مولاؑ نے
چپ رہیں یہ تو سراپائے رضاؑ ہیں گویا
بول اٹھیں تو رسول دوسراؐ ہیں گویا۔ (بولتے ہوئے)
زندگی کی ہے بسر خلق کی غم خواری میں
آٹھویں پشت ہے اسلام کی سالاری میں
تربتِ پاک ہے اک نور کے گنجینے میں
جلوہ اللہ کا توحید کے آئینے میں
زاہد و متقی و حبر و فقیہ و ابرار
عالم و عامل وصناع و ادیب و احرار
آسمان جاہ و فلک قدر و امام افکار
عاشق یوسف کنعانِ رسول مختارؐ
لاکھ مردانِ حر آئے تھے غلامی کے لئے
شور تکبیر کی نوبت تھی سلامی کے لئے

رسول خداؐ سے مشابہت

وہی آنکھیں وہی پلکیں وہی ماتھا وہی سر
ہوبہو ویسے ہی ابرو وہی دلکش منظر
بیچ میں گیسوئے مشکیں کے وہ روئے انور
شب معراج کی گودی میں مدینے کا قمر
دل پکارے کہ عجب چاند سی صورت پائی
اسی صورت پہ تو احمدؐ نے نبوت پائی
یہ تو اپنے نہیں مجمع ہے یہ بیگانوں کا
دیکھیئے آلؑ پہ اجماع مسلمانوں کا

علمی مباحثوں کے بعد لوگوں نے پکارا

علم میں ان کے برابر تو کسی طور نہیں
یہ محمدؐ کے نواسے ہیں کوئی اور نہیں
کب بنانے سے ولی کوئی بنا کرتا ہے
یہ شرف وہ ہے جو اللہ عطا کرتا ہے
لے کے عظمت کے نشانات جلی آئے ہیں
بھیس میں آج محمدؐ کے علیؑ آئے ہیں
لب ہلے کشف رموز کا عنوان کھلا
مصحف ناطق اعجاز کا جزدان کھلا

جو عالم بھی حضرت امام رضاؑ سے بحث کرنے آتا تھا اس کا آخری انجام یہ ہوتا تھا۔

دم بہ دم اپنی جہالت پہ جو شرماتا تھا
ایک رنگ آتا تھا چہرے پہ تو اک جاتا تھا

در مدح حضرت امام علی رضاؑ

حضرت شاداں دہلوی

جو لوگ رہا کرتے ہیں مشہد کی فضا میں
شامل ہیں وہی لوگ تو ارباب وفا میں
ہو کوئی مرض کوئی سفر کوئی مصیبت
مشہور ہے بس نام رضا رد بلا میں
زائر کو بھی دیتے ہیں جنت کی بشارت
تاثیر بھی دیتے ہیں ہر ایک کی دعا میں
ہر ایک شہنشاہ کی حسرت ہے یہ شاداں
حاضر ہو کبھی شہر غریب الغربا ؑ میں
فقیہہ و صابر و مظلوم و عابد و عارف
ہر ایک لفظ کے آئینہ دار ہیں مولیٰ
موت ہے تجھ سے جدائی ، تجھ سے دوری موت ہے
تیری قربت تیری چاہت ، زندگی ہے زندگی رضا



اسی مصنف کے قلم سے



۱۔ قرآن مبین: قرآن مجید کا آسان ترین واضح اردو ترجمہ

۲۔ خلاصۃ التفاسیر: مختلف مکاتب فکر کی تفاسیر کا خلاصہ با تفسیر اہل بیت (۳۰ جلد)

۳۔ اصول کافی کا منتخب آسان ترین ترجمہ (اردو، انگریزی)

۴۔ روح قرآن: قرآن مجید کے موضوعات کا خلاصہ

۵۔ روح اور موت کی حقیقت

۶۔ کلام شاہ بھٹائی: اردو ترجمہ کا انتخاب اور ترتیب

۷۔ قرآن مجید کا لفظی انگریزی ترجمہ

۸۔ شیعہ عقائد و اعمال کا تعارف سنی کتابوں سے (اتحاد بین المسلمین کی ایک عملی کوشش)

۹۔ قرآن مجید کے (۳۰) اہم ترین سورتوں کی تفسیر

۱۰۔ قرآن مجید کے سو (۱۰۰) موضوعات کی تفسیر موضوعی

۱۱۔ اثبات و معرفتِ خدا (جدید علوم کی روشنی میں)

۱۲۔ ائمہ اہلبیتؑ کی معرفت اہلسنت کی کتابوں سے

۱۳۔ حضرت امام مہدیؑ کی معرفت اور ہماری ذمہ داریاں

۱۴۔ انتخاب صواعق محرقہ (ولایت علیؑ ابن ابی طالب)

۱۵۔ اصول دین (تفسیر موضوعی)

اکیڈمی آف قرآنک اسٹڈیز اینڈ اسلامک ریسرچ
B-285 بلاک 13 فیڈرل بی ایریا، کراچی، فون: 6364519